اُسے پانے کی چاہ
انا الیاس

اُسے پانے کی چاہ

مکمل ناول

انا الیاس

آپی ایک گڈ نیوز"وہ جو تھوڑی دیر پہلے ہی آفس سے تھکی ہاری آکر فریش ہونے کے بعد بیڈ پر کمر سیدھی کرنے کے لیئے لیٹی تھی ورشہ کی آواز پر سیدھی ہو کر بیٹھ گئ۔

کیا ہوا ہے"ابیشہ نے اسکے خوشی سے دمکتے چہرے کی جانب دیکھا۔"

جناب ہماری یونیورسٹی نے اولڈ سٹوڈنٹس کی ریونین گیٹ ٹو گیدر رکھی ہے خاص کر ان اسٹوڈنٹس کی جنہوں نے دس سال پہلے یہاں" سے ماسٹرز کیا تھا"ورشہ کی بات پر اسکی تمام سوئ حسیات گویا جاگ اٹھیں۔

ماضی ہمیشہ ہر انسان کے لیئے بے حد اہم ہوتا ہے خاص طور پر ماضی کے وہ لمحات جن میں آپکی سنہری یادیں موجود ہوں۔اور سکول، کالج، یونیورسٹی کے زمانے کو تو ویسے بھی گولڈن پیریڈ کہا جاتا ہے۔

ابیشہ کے لیئے بھی یہ پیریڈ اسکی زندگی کا گولڈن پیریڈ تھا۔

کیا واقعی"وہ خوشی کے ملے جلے تاثرات سمیت ورشہ کو دیکھ کر بولی۔جو ایک خوبصورت سا انویٹیشن کارڈ اسکی جانب بڑھا رہی تھی۔"

جس پر اسکے سیشن کا نام بھی درج تھا جس دوران اس نے یونیورسٹی سے ماسٹرز کیا تھا۔

اف میں تو ابھی سے اتنی ایکسائیٹڈ ہو رہی ہوں۔کتنے عرصے بعد سب کلاس فیلوز اور ٹیچرز سے ملنے کا موقع ملے گا"وہ خوشی سے چہکتے" ہوئے بولی۔

واقعی"ابیشہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "

دونوں بہنوں نے ایک ہی یونیورسٹی سے ماسٹرز کیا تھا۔

ابیشہ نے جرنلزم میں اور ورشہ نے بوٹنی میں۔دونوں اسکالرشپ ہالڈر بھی تھیں۔اور اسی ذہانت کی بنیاد پر ابیشہ کو یونیورسٹی سے فارغ

exponovels

ہوتے ساتھ ہی ایک اخبار میں بآسانی جاب مل گئی۔آجکل وہ شہر کے نامی گرامی اخبار میں بطور ایڈیٹر کام کر رہی تھی۔

ورشہ بھی ایک یونیورسٹی میں بوٹنی کی لیکچرار تھی۔ساتھ ساتھ ایم فل بھی جاری تھا۔

وقت کب پر لگا کر اڑا پتہ ہی نہ چلا اور آج دس سال بعد اسکے ذہن کے پردے پر نجانے کون کون سا منظر نہیں گھوم گیا تھا۔

ویک اینڈ آنے میں ابھی چار دن تھے اور یہ دن کیسے گزریں گے وہ نہیں جانتی تھی۔

اسلام علیکم میرا ایک پیارا سا بھائی کینیڈا میں کہیں کھو گیا ہے کیا آپ اسکا اتا پتہ جانتے ہیں" رومان کی شرارتی آواز پر وہ اپنی مسکراہٹ " نہیں روک سکا۔

جی غلطی سے میں ہی آپکا وہ گمشدہ بھائی ہوں" مسکراتے ہوئے اس نے رومان کو یقین دہانی کروائی۔ "

نہ کریں یار۔۔۔کیا سچ میں" جان بوجھ کر روہانسی لہجہ اپنایا گیا تھا۔ "

بکواس نہ کرو اب" غازان اسکے ڈرامے پر ہنس پڑا۔ "

اسکا دل کیا کاش وہ   ہائے شکر تم نے فون پر تو اپنے بھائی کو پہچان لیا ویسے مجھے یقین ہے میری شکل تم بھول چکے ہوگے" رومان کی بات پر " سامنے ہوتا تو ایک مکا تو اب تک وہ اسکی پیٹھ پر جڑ چکا ہوتا۔

تمہارا یہ ڈرامہ کتنی دیر مزید چلے گا" کوفت زدہ لہجے میں وہ بولا۔ "

بیٹا یہ ڈرامہ تب تک چلے گا جب تک تو آئے گا نہیں۔اب تو ہمیشہ کی طرح اپنے کاموں کی ایک لمبی فہرست گنوائے گا ایسے جیسے پاکستان " میں تو ہم سب فارغ بیٹھے ہوتے ہیں" غازان کے کچھ بولنے سے پہلے ہی اس نے غازان کا جواب بھی بول دیا۔

بہر حال جو بھی تمہارے کام ہیں انہیں فوراً سے پہلے ترک کر کے ٹکٹ بک کرواؤ اور آجاؤ کیونکہ ایسے موقع بار بار نہیں آتے" رومان نے " اسپنس طاری کیا۔

کیا مطلب؟" غازان نے الجھ کر سوال کیا۔ "

یونیورسٹی ری یونین فنکشن منعقد ہو رہا ہے اور تم جیسے دس سال پرانے پیسوں کو خاص طور سے دعوت دی گئی ہے" رومان کی بات پر " ایک خوشگوار سی مسکراہٹ اسکے چہرے پر بکھری۔

رئیلی" اس نے حیرت اور خوشی سے پوچھا۔ "

exponovels

بالکل۔ پھر بتاؤ کب تک تمہارا ابو سیدہ کمرہ صاف کروائیں "رومان پھر سے اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آیا۔ "

بک بک نہ کر میں جانتا ہوں ممی روز میرا روم صاف کرواتی ہیں "وہ اسکی بات جھٹلا کر وثوق سے بولا۔ "

اور پھر بھی تم انہیں اس اذیت میں مبتلا رکھے ہوئے جو وہ تمہاری جدائی میں تمہارے بند کمرے میں جا کر تمہاری ایک ایک چیز کو چھو کر" محسوس کرتی ہیں "رومان کی بات نے اسے چپ لگا دی۔

منا کیسی ہے "اسکے بات پلٹنے پر رومان کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ آ کر گم ہو گئی۔ "

وہ روز تمہیں کوستی ہے، کہتی ہے کہ لوگوں کی شادیاں سجا سجا کر لگتا ہے میرے تمام آئیڈیاز ختم ہو جائیں گے مگر وہ دن کبھی نہیں آئے گا" کہ میں اپنے بھائی کی شادی کا ایونٹ آرگنائز کروں "وہ پھر سے مسکرایا جانتا تھا منا نے یہی کہا ہو گا۔

ہر چیٹ اور میسج پر وہ اس سے نجانے کتنی ہی مرتبہ شادی سے متعلق پوچھتی مگر وہ بھی کیا کرے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ سراب کے پیچھے دوڑ رہا ہے یا نہیں۔ یا پھر قسمت اسے کبھی اسکے سامنے لا کھڑا کرے گی۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا۔

مگر جب بھی ممی یا کوئی اور اس سے بات کرتا تھا نجانے کیوں وہ ہر مرتبہ دو تین سال اور کا ٹائم مانگتا تھا۔

قسمت ایک ایسی ان دیکھی راہ ہے جس کے بارے میں ہم جتنے مرضی قیاس لگا لیں، پیروں فقیروں سے رجوع کر لیں مگر پھر بھی یہ نہیں جانتے کہ اگلے لمحے میں ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

غازان بھی لاعلم تھا مگر پھر بھی اسے امید تھی کہ شاید کبھی کسی راہ پر وہ اسے مل ہی جائے۔ اور وہ واقعی نہیں جانتا تھا کبھی کبھی ہم جس سے جگہ سے دور بھاگ رہے ہوتے ہیں اللہ نے ہماری قسمت کا فیصلہ اسی جگہ لکھا ہوتا ہے

چاہے وہ فیصلہ ہماری موت کا ہو یا کسی کے عمر بھر مل جانے کا۔

جلدی کرو بھئی بیٹھنا ہے کہ نہیں "وہ یونیورسٹی کے گیٹ کے پاس کھڑی بس میں چڑھنے کے انتظار میں تھی۔ دوسروں کو تکلیف نہ " دینے والی عادت کے سبب وہ بہت مرتبہ پچھتائی تھی اور آج بھی یہی ہوا تھا۔ باقی سب لڑکیوں نے ایسی دھکم پیل مچائی کہ وہ مروت میں باقیوں کو چڑھنے کا موقع دینے کے چکر میں خود پیچھے ہوتی گئی۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ اب وہ اس بھری ہوئی بس کو پریشانی سے دیکھ رہی تھی جس کی سیڑھیوں تک لڑکیاں لٹکی ہوئی تھیں۔ ایک پاؤں تک رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔ لیکن یہ شکر تھا کہ ڈرائیور نے بس آگے بڑھا نہیں دی۔

exponovels

اس پوائنٹ کے بعد اسکے علاقے میں جانے والا اگلا پوائنٹ رات سات بجے چلتا تھا۔ اتنی دیر تک بیٹھنے کی نہ تو اب اس میں ہمت تھی نہ وہ یہ جرات کر سکتی تھی۔ اماں کا پریشانی سے برا حال ہو جانا تھا اور ٹیوشن والے بچوں کو کون سنبھالتا۔

وہ حسرت اور بے چارگی سے بس کو دیکھ رہی تھی۔

"پیچھے سے چڑھ جاؤ۔۔ جیسے ہی کچھ بچے اتریں گے تم آگے آجانا۔" کنڈیکٹر کی بات پر اس نے جو اس مجتمع کیئے پھر ہمت کر کے تیزی سے پیچھے والے دروازے کی جانب بڑھی جہاں سے لڑکے بس میں چڑھتے تھے۔

یونیورسٹی بس اس وقت اسٹوڈنٹس سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ پہلی مرتبہ ایسا ہوا تھا کہ ابیشہ کو اس قدر مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ آج اسٹوڈنٹس کا رش روزانہ کی نسبت بہت زیادہ تھا۔

وہ خاموشی سے سامنے کی جانب دیکھتے ہوئے دھڑکتے دل سے پول کو پکڑ کر کھڑی تھی۔

کچھ لڑکے بھی کھڑے تھے۔ وہ بہت احتیاط سے کھڑی تھی۔ مگر اسکے باوجود گھبراہٹ عروج پر تھی۔

دو سال سے وہ یونیورسٹی میں پڑھ رہی تھی۔ مگر ابھی بھی لڑکے اسکے لیئے ایلین سے کم نہیں تھے۔ بہت شدید ضرورت کے وقت وہ اپنے کسی کلاس فیلو لڑکے سے بات کرتی تھی۔

اور یہاں تو وہ اتنے سارے لڑکوں میں کھڑی تھی۔ حالانکہ یونیورسٹی میں لڑکے لڑکیوں کا بات تو کیا اکٹھے اٹھنا بیٹھنا معمولی بات تھی۔

ابیشہ کا تعلق متوسط طبقے سے تھا۔ شہر کی اس مہنگی یونیورسٹی میں بھی وہ اسکالرشپ کی بنیاد پر پڑھ رہی تھی۔

نہیں تو اسکے ابو جو کہ سرکاری ملازم تھے کہاں سے اسکی اتنی مہنگی فیسیں برداشت کر پاتے۔

وہ دو بہنیں ہی تھیں۔ عام سے علاقے میں پانچ مرلے کا گھر تھا جہاں وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ پر آسائش تو نہیں مگر کسی قدر پر سکون زندگی گزار رہی تھی۔ اپنے باقی اخراجات پورے کرنے کے لئے وہ اور اسکی بہن ورشہ بچوں کو ٹیوشن پڑھاتی تھیں۔ غیر معمولی ذہانت اور محنت کے سبب وہ اپنے خواب پورے کر رہی تھیں۔ ان خوابوں میں سب سے بڑا خواب ابیشہ کے لئیے بہت سارے پیسے اکٹھے کر کے ماں باپ کو سہولیات سے آراستہ زندگی دینا تھا۔

وہ مضبوطی سے ایک پول کو پکڑے کھڑی تھی۔

"گلابی آنکھیں جو تیری دیکھیں دیوانہ یہ دل ہو گیا" کسی لڑکے کی گنگناہٹ اور پھر بہت سارے لڑکوں کے قہقہوں کی آواز گونجی۔

ابیشہ نے اپنا گلابی آنچل ٹھیک کیا۔ اور بھی مضبوطی سے پول کو پکڑ لیا۔ وہ جان گئی تھی کہ ان بیہودہ لڑکوں نے یہ گانا اسی پر کسا ہے۔

exponovels

بے وقوف آنکھیں نہیں آنچل گلابی ہے "ایک اور بے ہودہ لڑکے نے تصیح کی۔اب تو شک کی گنجائش نہیں تھی کہ ان لڑکوں نے ابیشہ "کو ٹارگٹ بنایا ہے۔

اسکی ہتھیلیاں پسینے سے شرابور ہو گئیں۔

ایکسکیوزمی مس "یکدم اسے اپنے پیچھے سے کسی لڑکے کی آواز آئ۔ "

وہ جان بوجھ کر ان سنی کر گئ۔دل میں شدت سے آیت الکرسی کا ورد کر رہی تھی۔

ایکسکیوزمی مس "پھر سے آواز آئ۔ "

ابیشہ نے نہ دیکھنے کی قسم کھالی نجانے اب کیا بے ہودہ بات کر دیں۔اسکی آنکھوں میں اپنی حالت اور بے بسی پر آنسو جمع ہونے لگے۔

مرد کے لئیے کتنا آسان ہے عورت کو اپنے چند الفاظ سے کچوکے لگا کر اذیت میں مبتلا کرنا۔ایسا کرتے وہ یہ بھی نہیں سوچتا اسکی ماں،بہن اور بیٹی بازار میں نکلتی ہے۔کبھی کوئ اسکے ساتھ ایسا کر جائے تو غیرت کے نام پر مرنے مارنے کو تیار ہوتا ہے اور جب خود وہی سب دہراتا ہے تب یہ جوانی کی شرارت یا پھر اپنے مرد ہونے کی دلیل ہے۔

وہ اپنے ہی مفروضوں میں مصروف پیچھے دیکھنے سے احتراز برت رہی تھی۔

مس پلیز آپ یہاں بیٹھ جائیں یوں کھڑے ہونا مناسب نہیں لگ رہا "اب کی بار اسی آواز میں جو بات کہی گی ٔوہ اسے حیرت زدہ "کر گئ۔

اسی حیرت کے باعث اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو غازان سکندر کو کھڑے دیکھ کر حیرت سوا ہوئ۔

وہ جو اپنے غصے اور مغرور طبیعت کے باعث یونیورسٹی میں مشہور تھا۔ابیشہ جیسی عام لڑکی کے لئیے اپنی سیٹ چھوڑ کر کھڑا تھا۔

فی الحال وہ اس بات پر مزید غور نہیں کرنا چاہتی تھی خاموشی سے اسکی خالی کی گی ٔسیٹ پر بیٹھ گئ۔

ان لڑکوں کو غازان اچھے سے جانتا تھا۔وہ بے حد بیہودہ اور لڑکیوں کے پیچھے پیچھے پھرنے والے تھے۔

جس لمحے ابیشہ آکر اسکی سیٹ کے پاس بنے پول کے ساتھ آکر کھڑی ہوئ اس لمحے اپنے ساتھ بیٹھے دوست سے باتیں کرتے ہوئے اس نے حیرت سے ضرور اسے دیکھا تھا۔مگر کبھی کبھی ایسا ہو جاتا تھا کہ جب رش زیادہ ہوتا تو لڑکیاں پچھلے دروازے سے داخل ہو کر لڑکوں والے حصے میں ضرور کھڑی ہو جاتی تھیں۔

مگر جیسے ہی کچھ دیر بعد وسیم اور اسکے دوستوں نے بے ہودگی شروع کی اس سے برداشت نہیں ہوا۔اس وقت وہ بس میں تو ان سے لڑ

exponovels

نہین سکتا تھالہذا اس نے بہتر حل یہی نکالا کہ خود کھڑا ہو کر اسے جگہ دے دے۔اس نے ساتھ بیٹھے شہریار سے بات کی دونوں متفق ہو کر کھڑے ہو گ ۓ۔انہیں کھڑا ہوتا دیکھ کر وسیم اور اسکے ساتھیوں کی بتیسی اندر جا چکی تھی۔

اٹھتے وقت اس نے کڑی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔اسکے غصے سے یونیورسٹی کے بہت سے طلبا ڈرتے تھے۔غلط بات وہ کہیں بھی اور کسی کی بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔لڑنے مرنے پر بھی آجاتا تھا۔

اسکے پکارنے پر جب دوسری مرتبہ بھی لڑکی نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تب وہ سمجھ گیا کہ وہ شدید گھبراہٹ میں اسے بھی وسیم کی چال سمجھ رہی ہے۔

پھر اس نے سیٹ خالی ہونے کا کہا۔جس قدر حیرت اور آنسوؤں سے بھری دو آنکھوں نے اسکی جانب دیکھا غازان کو اپنی نظریں اس پر سے ہٹانا مشکل ہو گیا۔

ڈبڈباتی ں ظروں میں تشکر بھرا وہ جھکیں اور جھکی نظروں سمیت ہی وہ غازان اور شہریار کی خالی کی ہوئ سیٹ پر بیٹھ گئ۔

وہ جو اسے ان اوباش لڑکوں سے بچانا چاہتا تھا اسکی آنسو بھری آنکھوں سے خود کو نہیں بچا سکا۔

ٹھنڈی آہ بھر کر اس نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا جو اب دوپٹے کے پلو سے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔

اب کی بار غازان نے نظریں ہٹانے میں دیر نہ کی۔

اگلے دن ہی وہ ٹکٹ کروا چکا تھا۔ابھی ویک اینڈ آنے میں چار دن باقی تھے۔مگر وہ یہ موقع گنوانا نہیں چاہتا تھا۔ایک آخری کوشش تھی اپنی لاحاصل تمنا کو پانے کی۔نجانے اسے کیوں امید تھی کہ وہ اسے مل ہی جائے گی۔بس خود کو آخری موقع دینا چاہتا تھا۔جس دن رومان نے فون کیا وہ اسی دن رات کی ٹکٹ کروالایا تھا۔چھٹیاں اس نے کبھی لیں ہی نہیں تھیں۔لہذا اب جب پندرہ دن کی مانگیں تو فوراً مل بھی گئیں۔اس نے گھر میں کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔

سرپرائز کا بھی اپنا ہی مزہ تھا۔اگلے دن شام میں وہ پاکستان پہنچا۔اپنی سرزمین پر قدم رکھتے ہی کیا کیا یاد نہ آیا تھا۔اسے لگا کچھ زخم پھر سے ہرے ہو گ ۓ ہیں۔خود کو کمپوز کرتا ٹرالی گھسیٹتا ائیرپورٹ سے باہر آیا۔کیب کروا کر گھر کی جانب جاتے ہر سڑک ہر جگہ وہ حیرت سے دیکھ رہا تھا۔کتنا کچھ بدل گیا تھا اسے لگا وہ کسی اور لاہور شہر کی سیر کر رہا ہے۔یہ وہ راستے تو نہ تھے۔

کچھ سوچ کر رومان کو واٹس ایپ پر کال کی۔

exponovels

ہیلو۔ کیسے ہو بڑی ابھی ہم سب تمہیں ہی یاد کر رہے تھے۔ میں نے سوچا تھا انویٹیشن ملتے ہی تو شاید نہ آنے کی قسم توڑ دے لیکن لگتا ہے اس خبر نے بھی کوئی خاطر خواہ اثر نہیں کیا" رومان چھوٹتے ہی بولتا چلا گیا۔

اگر آپ کہیں فل سٹاپ لگا لیں تو میں کچھ کہنے کی جسارت کروں" غازان اسکی باتوں پر خفیف سا ہنسا۔ "

جی جناب فرمائیں" وہ بھی اسی کے سے انداز میں بولا۔ "

یار یہاں تو ہر چیز اتنی بدل گئی ہے لگتا ہے گھر کے قریب کا نقشہ بھی نہ بدل گیا ہو۔ ہمارا گھر اسی بلاک میں ہے یا کہیں آگے پیچھے ہو گیا" ہے۔" غازان کیا کہہ رہا تھا چائے پیتا رومان سمجھنے سے قاصر تھا۔

کیا بول رہا ہے کیا سٹھیا گیا ہے۔ کون سا گھر کہاں کا علاقہ" وہ واقعی اسکی بات سمجھنے سے قاصر تھا۔ "

وہی علاقہ وہی گھر جہاں بیٹھا تو چائے پی رہا ہے۔ میں اس وقت لاہور کی سڑکوں پر کیب میں بیٹھا تیری حالت انجوائے کر رہا ہوں۔" مزید بیس منٹ میں تیرے سامنے آ کر تیری فضول سی شکل دیکھنے جیسا عظیم کام کرنے والا ہوں" غازان کی بات پر رومان اچھل کر صوفے سے اٹھا۔ سب حیرت سے اسے دیکھنے لگے کہ ہوا کیا ہے۔

سچ کہہ رہا ہے" رومان کو یقین کرنا مشکل ہو گیا وہ دونوں شروع سے یک جان دو قالب تھے۔ دوریوں نے بھی انکے رشتے پر کبھی کوئی اثر" نہیں ڈالا تھا۔ اب بھی ایک دوسرے پر جان چھڑکنے والے بھائی تھے۔

ابھی تک تو میں خود بے یقین ہوں کہ جہاں نہ آنے کی قسم کھائی تھی آج پھر سے وہیں موجود ہوں" اسکی آواز میں جو یاسیت تھی وہ" رومان کو کچھ لمحوں کے لیئے خاموش کر گئی۔

اچھا فضول باتیں چھوڑ۔ ہمارا گھر اب بھی وہیں ہے اور تیری خوشبو کا منتظر ہے" رومان کی بات پر نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی آنکھیں نم" ہوئیں جنہیں کمال خوبصورتی سے اس نے بند کر کے آنسوؤں پر بند باندھا تھا۔

کیا کیا نہ چھوڑ گیا تھا وہ اپنے پیچھے کس کس طرح اپنے پیاروں کے لیئے نہ تڑپا تھا۔ مگر خود سے کیا عہد اسے اپنے فیصلے سے ایک انچ ہٹنے پر آمادہ نہ کر سکا۔

مگر نجانے کل دل میں کیسا تلاطم اٹھا کہ وہ ہر چیز فراموش کر آیا وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس نے ایک اندھی بازی لگائی ہے۔ مگر نجانے دل کیوں اس کے صحیح ہونے کی تصدیق کر رہا تھا۔ موبائل نکال کر دس سال پہلے کی اسکی تصویر نکالی جو آج بھی اسکے موبائل کے وال پیپر کی زینت تھی۔ وہ جانتا تھا یہ غلط ہے مگر اس ایک تصویر کو اس نے کبھی کسی غلط مقصد کے لیئے استعمال نہیں کیا تھا۔ اسکی محبت تو بہت بے ریا

exponovels

اور مخلص تھی۔۔

ایک مرتبہ پھر اسے نظر بھر کر دیکھا اور موبائل کی اسکرین بند کر دی۔

جس لمحے وہ گھر پہنچا سب بے چینی سے لان میں ہی موجود اسکے منتظر تھے۔ گھر کے سامنے گاڑی رکتے ہی اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ یادوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا جو آہستہ آہستہ اسے اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔ وہ، رومان اور مناتینوں نے کیسے کیسے زندگی کے خوبصورت دن اس گھر میں گزارے تھے۔ وہ سب تواب بھی وہیں تھے بس وہ ہی اپنے مدار سے ہٹ گیا تھا۔ پیسے دیتے جیسے ہی وہ مڑا رومان اپنی تمام تر وجاہت سمیت اسکے سامنے منتظر نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ دس سال بعد اپنے جان سے پیارے بھائی کو دیکھ کر محبت بھری مسکراہٹ اسکے چہرے کو چھو گئی۔ ہولے سے اسکی جانب بڑھا جو پہلے ہی اسے سینے سے لگانے کے لیئے بازو وا کر چکا تھا۔

ویلکم ہوم۔ بہت ترسایا ہے تونے "نم آنکھوں اور لہجے میں اس نے غازان سے بغلگیر ہوتے ہوئے اسکے کان میں سرگوشی کی۔ ابھی اس" سے مل کر فارغ ہی ہوا تھا کہ اپنی جنت سامنے آنسوؤں سے تر چہرہ لیئے نظر آئی۔ ماں کا نعم البدل اس دنیا میں کوئی نہیں اور آج اتنے سالوں بعد انہیں دیکھ کر شرمندگی نے بہت زور سے وار کیا تھا۔ انکی حالت دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ انکے ساتھ بہت زیادتی کر گیا ہے۔ آہستہ سے بڑھ کر روتی ہوئی شفق کو اپنے ساتھ لگایا۔ جو اس سے لپٹ کر اور زور و شور سے رونے میں مصروف ہو گئیں۔ پاس ہی سکندر صاحب کھڑے تھے۔

بس کرو اسے اندر تو آنے دو" انہوں نے زبردستی بیوی کو بیٹے سے الگ کیا۔ اندر آکر باپ سے ملنے کے بعد رومان کی بیوی کو سلام کرتا" اسکے پیارے سے بیٹے کو گود میں اٹھا کر ماں کے کندھے پر بازو پھیلائے لاؤنج کی جانب بڑھا۔

گھر کی سیٹنگ میں تھوڑی بہت تبدیلی آئی تھی۔ مگر وہ اچھی لگ رہی تھی۔

تمہیں ان گزرے دنوں میں ہم کبھی یاد نہیں آئے "شفق جو اسکے کندھے پر سر رکھے اسکے ساتھ صوفے پر بیٹھیں تھیں۔ سر اٹھا کر" اپنے وجیہہ شہزادے کو دیکھ کر بولیں۔ براؤن آنکھیں جن تر خوبصورت مڑی ہوئی پلکوں کی چھاؤں تھی۔ ماں سے نظریں ملانے کی ہمت نہیں کر سکیں۔ ماں کو کیا بتاتا نجانے کب کب کون کون یاد نہیں آیا تھا۔

ارے اسے سکون کا سانس تو لے لینے دو آتے ہی تفتیش شروع کر دی" سکندر صاحب نے انہیں ٹوکا۔ "

کچھ کھانے کا انتظام کرو میرے بیٹے کے لیئے" سکندر صاحب اسکے چہرے پر رقم اذیت کو جان گئے تھے لہذا جلدی سے شفق کو وہاں" سے اٹھایا۔

exponovels

غازان یہاں کیا کر رہا ہے" وہ جو کب سے کلاس کے سامنے بنے کاریڈور کے جنگلے سے لگا ساتھ والے ڈیپارٹمنٹ کے لان میں اسی بس" والی لڑکی کو دیکھنے اور سوچنے میں مگن تھا علی کی آواز پر چونک کر فوراً سے پہلے نظروں کا زاویہ بدل گیا۔ اسے سمجھ نہیں آر ہی تھی کہ وہ کیوں اس لڑکی کی جانب کھینچتا چلا جارہا ہے اور وہ کام جو اس نے کبھی ٹین ایج میں بھی نہیں کیئیے تھے کل سے اب تک کر رہا تھا۔ دو نم آنکھیں بار بار اسے ڈسٹرب کر رہی تھیں۔ اور اب یونیورسٹی آکر اس وقت اسے سامنے دیکھ کر ایک عجیب سا سکون ملا تھا۔ ایسا کیوں تھا وہ اپنے محسوسات کو کوئی نام نہیں دے پارہا تھا۔

کچھ نہیں بس کل کی پریزینٹیشن کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ تم نے سر خلیق سے بات کی تھی فانانس کے اس ٹاپک کی جسے ہم کل" ڈسکس کر رہے تھے۔" وہ فوراً سے پیشتر علی کو وہاں سے لے کر ہٹ گیا تھا۔

غازان کے والد بہت امیر بزنس مین تھے اس کے باوجود غازان میں کسی قسم کا غرور نہیں تھا۔ وہ تین بہن بھائی تھے۔ غازان سے دو سال چھوٹا رومان اور اس سے سال چھوٹی منا۔ بھائیوں کی آپس میں بے حد دوستی تھی۔ یک جان دو قالب تھے۔ غازان شروع سے بے حد لائق اسٹوڈنٹس میں شمار ہوتا تھا اور یونیورسٹی میں بھی اسکالرشپ کی بنیاد پر پڑھ رہا تھا۔ اپنی گاڑی ہونے کے باوجود وہ یونیورسٹی پوائنٹ سے آتا جاتا تھا۔ جب کبھی سکندر صاحب اسے ٹوکتے تھے تو وہ ہمیشہ کہتا تھا۔

ڈیڈی مجھے سیلف میڈ لوگ پسند ہیں۔ میں ایسے ہی لوگوں کے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہوں۔ آپکی دی گی آسائشات کو استعال کر کے آرام" پسند زندگی نہیں گزارنا چاہتا۔ میرے پاس تو فخر کرنے کے لئیے آپکا پیسہ ہے لیکن کل کو میری اولاد کے پاس فخر کرنے کے لئیے کیا ہو گا انکے دادا کی دولت ؟ نہیں ڈیڈی میں چاہتا ہوں میں اپنے زور بازو پر اتنا کماؤں کہ کل کو جیسے مجھے پیسہ خرچ کرتے پریشانی نہیں ہوتی میری اولاد کو بھی نہ ہو۔ بے شک آپکی دولت میرے اور میری اولاد کے لئیے بہت ہو گی مگر میرک اس تعلیم اور ذہانت کا کیا فائدہ کہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی آپکی جانب دیکھوں۔ مجھے خود اپنی راہیں ڈھونڈنے دیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے نام سے جانا جاؤں" سکندر صاحب کو ہمیشہ اس پر فخر ہوتا تھا کہ ان کا بیٹا اتنی پر تعیش زندگی ہونے کے باوجود سہل پسند نہیں بنا بلکہ زندگی کی سختیوں کو جھیلنا چاہتا ہے۔ لہذا انہوں نے اسکے پیشن کو کبھی نہیں روکا تھا۔ اسے وہ سب کرنے دیا تھا جس کی اسے خواہش تھی۔

لیکن اپنی اتنی ٹف لائف اور اتنے بہت سے امبیشنز میں اس نے محبت جیسے جذبے کا کبھی سوچا ہی نہیں تھا یا پھر کبھی ٹائم نہیں ملا تھا یا پھر کوئی ایسا ٹکرایا نہیں تھا جس سے محبت ہوتی۔

exponovels

اور جب ہونی تھی تب یوں پہلی نظر کی ہونی تھی وہ یہ بات کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

اب تو کیوپڈ کا تیر لگ چکا تھا مگر وہ فی الحال اپنے اس راز میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ابھی تو وہ خود حیران تھا کہ اس کے ساتھ یہ ہوا کیا ہے؟

تم کتنے پاگل ہو غازان کیوں پرائے پھڈے میں پڑتے ہو۔" رومان اچھا خاصا جھنجھلایا ہوا تھا۔ وہ بھی اسی یونیورسٹی سے بی ایس کر رہا تھا" جہاں غازان پڑھتا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے ہی علی اس کے ڈیپارٹمنٹ گیا یہ بتانے کے لیئے کہ غازان کا کچھ لڑکوں سے بہت زبردست جھگڑا ہوا ہے اور غازان کسی طرح قابو نہیں آ رہا وہ لڑکے تو اس مار کر اور کچھ مار کھا کر چلے گ ئے ہیں لیکن غازان ان سے بدلہ لینے کا سوچ بیٹھا ہے۔

علی کے بتانے پر رومان کو پتہ چلا کہ ان کے ڈیپارٹمنٹ کا ایک بگڑا ہوا رئیس زادہ رستم جس کا باپ بہت بڑا سیاستدان بھی ہے اس نے گاؤں سے آئے ایک معصوم سے لڑکے کو صرف اس بات پر پیٹا کہ اپنی بائیک نکالتے ہوئے اس لڑکے سے رستم کی گاڑی پر ہلکا سا سکریچ لگ گیا۔

شومئ قسمت غازان، علی اور ایک دو اور کلاس فیلوز کے ساتھ وہیں کھڑا ہوا تھا۔ غازان معاملے میں کود پڑا اور نہ صرف رستم بلکہ اسکے جگری دوست وسیم اور ایک دو اور بندوں کو بہت بری طرح پیٹا ہے۔

اب رومان اس پر برس رہا تھا۔

تو کیا میں ایک معصوم انسان کو یوں پٹتے ہوئے دیکھتا" پھٹے ہونٹ سے رسنے والے خون کو صاف کرتے ہوئے وہ ترچھی نظر اس پر ڈال کر" بولا۔

میں نے یہ نہیں کہا مگر تم وہاں کسی ٹیچر کو بلا سکتے تھے۔ بجائے یہ کہ تم یہ سب اپنے ہاتھ میں لیتے" رومان نے اب کی بار رسان سے" اسے سمجھایا۔

"ہاں اور میرے آنے تک جیسے وہ اس لڑکے کو پھولوں کے ہار پہناتا۔"

اور اب گھر جا کر کیا بتاؤ گے۔ اگر یہ معاملہ ڈین تک پہنچ گیا تو انہوں نے سیدھی ڈیڈی کو کال کر دینی ہے۔ غازان یہاں لوگ اتنا اچھے بننے" والوں کو جینے نہیں دیتے۔ کبھی کبھی نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے ارد گرد ہونے والی زیادتیوں سے منہ موڑنا پڑتا ہے نہیں تو ان رستم جیسے اوباش لوگ ہمارا جینا دوبھر کر دیں گے۔ نجانے کتنے غنڈوں کو ساتھ ان کی دوستیاں ہوتی ہیں۔ میں اور تم ایسے لوگوں کا مقابلہ نہیں

exponovels

کر سکتے۔"رومان نے اسے حقیقت دکھانی چاہی۔

موت جب آنی ہے تب آکر رہے گی۔اب ان جیسوں سے ڈر کر میں غلط بات کو غلط نہ کہوں تو پھر میں موت سے پہلے ہی اپنے ضمیر کے " سامنے مر جاؤں گا اور ایسی موت دائمی موت سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔"ہمیشہ کی طرح اپنی دلیلوں سے اس نے رومان کو خاموش کروادیا۔

اگلے دن وہی ہوا جس کا رومان کو ڈر تھا۔رستم اپنے باپ کو لے کر ڈین کے آفس پہنچا۔سکندر صاحب کو کال کی گئی تب تک غازان کو بھی آفس میں طلب کر لیا گیا تھا۔سکندر صاحب کے آتے ہی سارا معاملہ پیش کیا گیا جس میں جھوٹ کی آمیزش تھی۔

بقول رستم کے اس نے بائیک والے لڑکے کو صرف غصے میں کہا تھا کہ تم نے اسکریچ کیوں ڈالا اس پر غازان بیچ میں کود پڑا اور رستم کو سخت سنانے لگا ساتھ ہی گالی گلوچ کی جب رستم نے اسے یہ سب کرنے سے منع کیا تو وہ ہاتھا پائی پر اتر آیا۔اسکے ساتھ ہی رستم نے کچھ لڑکوں حتیٰ کے وہاں کے گارڈ کو بھی ثبوت کے طور پر پیش کیا۔

غازان ششدر یہ سب بکواس سن رہا تھا۔

یہ سب جھوٹ ہے"وہ غصے سے بولا۔ "

ایک شخص جھوٹ بول سکتا ہے دو مگر دس لوگ جھوٹ نہیں بول سکتے۔غازان آپ بہت اچھے اسٹوڈنٹ ہو اور میں بالکل نہیں چاہتا" آپ ان سب چیزوں میں انوالو ہو۔آپکے ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے ہی میں آپکو وارننگ دے رہا ہوں کہ نیکسٹ ٹائم ایسا کچھ نہ ہو۔"ڈین نے اسے رسان سے سمجھایا۔

سکندر صاحب تو کسی سے نظریں بھی نہیں ملا پا رہے تھے۔

سر آئندہ آپکو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔"انہوں نے قہر بھری نگاہ غازان پر ڈال کر ڈین سے معذرت کی اور اسے لیئے باہر نکل " آئے۔

اس سب بکواس کے لیئے میں نے تمہیں اتنا پڑھایا لکھایا ہے کہ تم یونیورسٹی میں جا کر غنڈہ گردی کرو"سارا راستہ گاڑی میں وہ خاموش" رہے تھے۔گھر آتے ہی وہ برس پڑے۔شفق کے پوچھنے پر سب قصہ بتایا۔

"ڈیڈی آپ یقین کریں وہ سب جھوٹ کہہ رہے تھے۔وہ اسے مار رہے تھے تب۔۔۔"

ہاں تب تم خدائی فوجدار بن کر کود پڑے کہ آؤ میرے ساتھ مقابلہ کرو۔ان کا جو بھی مسئلہ تھا۔میں آئندہ تمہیں اسٹری کی ایکٹیوٹیز" میں انوالو نہ دیکھوں۔وہاں کی انتظامیہ کافی ہے ایسے مسئلے نمبٹانے کے لیئے لیکن تمہیں میری آخری وارننگ ہے اور لاسٹ چانس بھی آئندہ ایسی کوئی خبر ملی میں نے تمہیں یونیورسٹی سے اٹھالینا ہے۔مجھ میں ہمت نہیں کہ روز روز میں تمہاری بے وقوفیوں کے باعث لوگوں کے سامنے کٹہروں میں کھڑا ہوں۔تم لوگوں کو پال پوس کر اسی لیئے بڑا نہیں کیا تھا۔اور اگر معاشرے کی ناہمواریاں برداشت نہیں کر سکتے تو گھر بیٹھو۔یہاں جگہ جگہ ایسے جھوٹے لوگوں سے بھری پڑی ہے۔کس کس کا مقابلہ کروگے "اپنی بات کہہ کر وہ رکے نہیں۔اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔جبکہ وہ لاؤنج میں شفق کے سامنے والے صوفے پر جبڑے بھینچے بیٹھا کارپٹ پر کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہا تھا۔

غازان میرے بچے دفع کرو ایسے گھٹیا لوگوں کو۔بس آئندہ اس سب کی نوبت نہ آنے دینا۔بیٹا مجھ میں اولاد کا کوئی دکھ اٹھانے کی ہمت نہیں "ان کی بات پر اس نے اپنی ویران آنکھوں کو اٹھا کر انہیں دیکھا۔

ماں اپنے ہمیشہ سچ بولنے اور صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہنے کا سبق سکھایا ہے اب آپ سب مجھ سے یہ چاہتے ہیں کہ میں یکدم اپنی سرشت بدل دوں"

اف غازان میں کیا کروں تمہارا۔بیٹا بہت سی جگہوں پر مصلحت سے کام لینا پڑتا ہے "انہوں نے عاجز آکر کہا۔ "

مصلحت سے یا پھر جان بوجھ کر آنکھیں بند کر لینے سے۔"اس نے پھر سے دلیل دی۔ "

اپنی یہ دلیلیں اپنے پاس رکھو میں ناک کے ذریعے ساری ذہانت نکال دوں گا۔سمجھ ہی نہیں آتی لاڈلے کو" سکندر صاحب جو آفس جانے کے لیئے کمرے سے نکلے تھے اسے اپنی بات پر ڈٹا دیکھ کر غصے سے بولتے باہر کی جانب چل دیئے۔

غازان کی خاموش نظروں نے ان کا تعاقب کیا۔

غازان کو جیسے چپ لگ گئی تھی۔اس دن کے بعد سے وہ انتہائی سنجیدہ دکھنے لگا تھا۔اسٹوڈنٹس فیڈریشن میں اس کا بے حد عمل دخل تھا۔ مگر اب اسکے کاموں سے بھی وہ غفلت برتنے لگا تھا۔

ہاں اگر اسکے اندر کوئی چیز نہیں بدلی تھی تو وہ اس لڑکی کی چاہ تھی۔

کچھ ہی دنوں بعد پوائنٹ میں وہی لڑکی غازان کے آگے والی سیٹ پر بیٹھی تھی۔غازان بظاہر اس سے لاتعلق اپنے کلاس فیلو اسد سے باتیں کرنے میں مصروف تھا مگر دھیان سارا اسی کی جانب تھا۔جوں ہی غازان کا سٹاپ آیا وہ تیزی سے اترا نظر دائیں جانب اٹھی تو وہ بھی غازان کے اسٹاپ پر اتری۔

وہ حیران ہوتا چل پڑا۔ کچھ دیر بعد وہ لڑکی تیز قدموں سے چلتی ہوئی غازان سے آگے نکل گئی۔ ہاتھ میں تھاما موبائل کان پر لگائے کچھ آگے جا کر وہ رک گئی۔ غازان کے قدموں کی رفتار سست پڑ چکی تھی۔ اسکے قریب سے گزرا تو اسکی جھنجھلائی آواز سنائی دی۔

"یار میں تو ایل بلاک میں ہی کھڑی ہوں لیکن تم جو نمبر بتا رہی ہو وہ یہاں نظر نہیں آ رہا۔ عجیب کنفیوژن ہے ایل کے ساتھ کے کی جگہ بلاک نمبر کوئی اور ہی لکھا ہوا ہے۔ اوپر سے گھروں کے نمبر بھی عجیب ہیں۔ میں اگر تمہیں بتاؤں تو کیا تم یہاں آ کر مجھے نوٹس نہیں دے سکتی۔۔۔" غازان کی رفتار ابھی بھی سست تھی اسی لیئے وہ بآسانی اسکی گفتگو سن سکتا تھا۔

"افوہ۔۔۔ حد ہے یار اچھا کچھ کرتی ہوں" اس نے پاس سے گزرتے غازان کو دیکھ لیا تھا۔ تیزی سے فون بند کر کے وہ غازان کے پیچھے لپکی۔

"ایکسکیوز می" وہ جو کب سے اسی آس مین تھا کہ شاید وہ اس سے مدد لے۔ اسکی وہ خواہش پوری ہو گئی تھی۔

"جی" غازان نے ایسے پوز کیا جیسے ابھی ابھی اسے دیکھا ہو۔ آنکھوں میں شناسائی کا کوئی تاثر نہیں تھا۔

"مجھے یہاں کہ ہاؤس نمبرز کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی میں یہاں پہلی مرتبہ آئی ہوں۔ کیا آپ یہ ایڈریس ڈھونڈنے میں میری مدد کر سکتے ہیں" وہ بے زار انداز میں اسے موبائل پر ایک میسج دکھا کر بولی جس پر نمبر لکھا ہوا تھا۔

شومئی قسمت وہ ندا کے گھر کا تھا جو کہ غازان کے ڈیڈی کے فرینڈ کی بیٹی تھی اور غازان پر بری طرح فریفتہ تھی۔

"چلیں میں آپکو لے جاتا ہوں" غازان کی بات پر اس نے سکھ کا سانس لیا اور اسکے پیچھے نظریں جھکائے چل پڑی۔ نجانے اس پر اعتبار کرنے کو کیوں دل کیا تھا۔

شاید اس لیئے کے اس دن ان لڑکوں کی بے ہودہ گفتگو سے بچا کر اسکے دل میں غازان کا مقام کافی اونچا ہو گیا تھا۔ وہ اپنے دھیان میں چل رہی تھی مگر غازان کے دھیان کے سب دھاگے اس سے جڑے تھے۔ وہ تقریباً بیچ سڑک میں سر جھکائے چل رہی تھی۔ سامنے سے یکدم ایک لڑکا گاڑی کو اڑاتا ہوا لا رہا تھا۔ قبل اسکے کہ وہ ابیشہ کو بھی اڑاتا ہوا لے جاتا غازان نے تیزی سے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔ کچھ دیر کے لیئے تو وہ حواس باختہ ہو گی کہ یکا یک یہ ہوا کیا ہے۔

"اتنی غافل ہو کر چل رہی تھیں آپ اگر جو میں آپکی جانب متوجہ نہ ہوتا تو وہ گاڑی والا تو اڑا کر چلا جاتا آپکو" نجانے غازان کو کیا ہوا تھا یکدم اس پر برس پڑا۔

وہ حیران اسکی صورت دیکھ رہی تھی۔

"آئم سوری۔ اتنی اچانک وہ آیا تھا کہ مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا" وہ وضاحت دینے لگ پڑی۔ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ ابیشہ کا بازو اب بھی غازان کی گرفت میں تھا۔ اسکا دل اس بری طرح تیز دھڑک رہا تھا جیسے وہ گاڑی والا ابیشہ کو نہیں اسے کچلنے لگا تھا۔

exponovels

سر جھٹک کر وہ تیزی سے ناک کی سیدھ میں چل پڑا۔

ابیشہ اسکا رویہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

ایک گھر کے آگے رک کر وہ اسکی جانب مڑا۔

"یہ ندا کا گھر ہے میں اس سامنے والے درخت کے پاس کھڑا ہونے لگا ہوں۔ آپ پہلے اسے کال کر کے بتائیں کہ آپ اسکے گھر کے سامنے ہیں اور میرا ہر گز نہیں بتانا کہ میں نے آپکی مدد کی ہے۔ آپ جیسے ہی اندر جائیں گی میں بھی چلا جاؤں گا" اسے سب سمجھاتے وہ تیزی سے مڑ کر کچھ گھروں سے ہٹ کر بنے ایک درخت کے سائے میں کھڑا ہو گیا۔

وہ پل پل ابیشہ کو حیران کر رہا تھا۔ وہ کیوں اسکی اتنی پرواہ کر رہا تھا یا اسکی عادت ہی یہی تھی لوگوں کی مدد کرنے کی۔ وہ اپنی سوچوں کو پیچھے دھکیل کر تیزی سے ندا کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"ہاں میں تمہارے گھر کے سامنے کھڑی ہوں" اسکے فون اٹھاتے ہی ابیشہ بولی۔

فون بند کر کے بھی وہ جانتی تھی کہ کوئی بائیں جانب کھڑا بہت غور سے اسے دیکھ رہا ہے۔

اس نے غازان کی جانب دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔ دل عجیب انداز سے دھڑک رہا تھا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا وہ خود کو بائیں جانب دیکھنے سے روک نہیں پائی۔

غازان واپسی کے لیئے مڑنے سے پہلے آخری نگاہ اس پر ڈال کر ایک ہاتھ سے تھمبز اپ کا اشارہ کر کے مڑ گیا۔

جبکہ ابیشہ غائب دماغی سے اندر کی جانب بڑھی۔

"شکر تم پہنچ گئیں۔ کیسے ملا گھر" ندا اسے لیئے سیدھا اپنے روم میں ہی آ گئی۔

"بس مل ہی گیا۔ چلو جلدی سے نوٹس دے دو۔ مجھے جلدی نکلنا ہے" کمرے میں رکھی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے جلدی سے اس سے کہا۔

"افوہ ہوا کے گھوڑے پر سوار آئی ہو کیا۔ دے دیتی ہوں پہلے کچھ پانی وانی تو پی لو" ملازمہ کو آواز دے کر جوس لانے کا کہا پھر واپس اسکے پاس آ کر باتیں کرنے لگی۔

"ندا تمہارے پاس غازان کا نمبر ہے" اپنے لہجے کو خاطر خواہ سرسری سا بنانے کی اس نے پوری کوشش کی۔

"ہاں ہے۔ میں نے تمہیں بتایا تھا نہ وہ میرا فیملی فرینڈ ہے۔" ندا اسکی بات پر زیادہ چونکی نہیں۔

"خیریت تمہیں کیوں چاہئیے" بیڈ پر بیٹھی وہ اپنی فائل میں سے اسکے لیئے نوٹس نکال رہی تھی۔

"وہ سر شاہد نے آج بتایا تھا کہ وہ اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا کافی کرتا دھرتا ہے۔ تو میں نے جو نیا آرٹیکل لکھا تھا سر کہہ رہے تھے کہ اسکو دے

exponovels

دوں وہ میگزین میں شائع کروادے گا" اس نے جلدی سے بات بنائی۔ اس نے شائع تو کروانا تھا مگر سر نے اسے ایسا کچھ بھی نہیں کہا تھا۔

اچھا گریٹ یار یہ توزبردست آئیڈیا ہے۔ تم ابھی لو نمبر" کہتے ساتھ ہی ندا نے جوش میں آتے موبائل پر غازان کا نمبر نکال کر اسے دیا۔"

ابیشہ نے جلدی سے فیڈ کر لیا۔

تھینکس" ہلکے سے مسکرا کر ندا کا شکریہ کہا۔ "

"پلیزر"

رات میں سب کاموں سے فارغ ہو کر اور یہ اطمینان کر کے کہ ورشہ سو چکی ہے۔ ابیشہ نے غازان کو کال کرنے کا سوچا۔

غازان کا نمبر لینے کی اصل وجہ اسکا شکریہ ادا کرنا تھا۔ جس طرح دونوں مرتبہ غازان نے اسکی مدد کی تھی نجانے ابیشہ کو ایسا کیوں لگا کہ اسے غازان کو شکریے کا فون کرنا چاہیئے۔ یونیورسٹی میں چونکہ وہ بہت کم کسی لڑکے سے بات کرتی تھی لہذا وہ خاص طور سے غازان کے ڈیپارٹمنٹ جا کر اسے شکریہ نہیں کہنا چاہتی تھی۔ اس نے اب تک بہت محتاظ زندگی گزاری تھی جس میں کسی سکینڈل کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

اور غازان کے ساتھ جب کوئی لڑکی بات کرتی تو اسے دس آنکھیں جیلسی کی وجہ سے دیکھ رہی ہوتی تھیں۔ کیونکہ وہ خود بہت کم لڑکیوں سے بات چیت کرتا تھا۔ ضرورتاً تو کر لیتا تھا مگر اس سے آگے دوستیوں والا کوئی چکر نہیں رکھتا تھا۔ اسکی اپنی ایک بہن تھی لہذا وہ عورت کے تقدس کو بہت اچھے سے جانتا تھا۔

نمبر ڈائل کیئے اسے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دوسری جانب سے فون اٹھا لیا گیا۔

غازان انجانا نمبر دیکھ کر پہلے تو کچھ لمحے سوچ میں پڑا پھر اٹھا ہی لیا۔

ابیشہ اسکی آواز کی گھمبیرتا سن کر کچھ لمحے تو کچھ بولنے کے قابل نہ رہی۔

ہیلو۔۔ کون ہے یا پھر ان وقت تنگ کرنے کے ارادے سے فون کیا ہے۔" اسکی آواز میں ہلکی سی مسکراہٹ محسوس ہوئی۔ "

ہیلو میں ابیشہ بات کر رہی ہوں آپکی یونیورسٹی کی ہوں اور۔۔" اس سے پہلے کے وہ اسے یاد دلاتی کہ آج دوپہر میں اس نے جس لڑکی" کی مدد کی تھی وہ وہی تھی کہ غازان خوشگوار حیرت سے اسے سنتا اسکی بات کاٹ گیا۔

جی ابیشہ کیسی ہیں آپ" اسکے یکدم اسے جان لینے اور پھر ایسے بے تکلف انداز پر وہ بھونچکارہ گئی۔ وہ اسکی طرح یونیورسٹی میں مشہور" نہیں تھی پھر وہ اسے کیسے جانتا تھا۔

آ۔۔۔ آپ مجھے کیسے جانتے ہیں" وہ ہکلا کر بولی اور اس سوال پر غازان کی سٹی گم ہوئی۔ اب وہ اسے کیا بتاتا کہ اس سے پہلی ملاقات کے"

exponovels

بعد ہی اس نے ابیشہ کا سارا بائیو ڈیٹا پتہ کروالیا تھا۔

اصل میں آپکی فرینڈ ندا ہماری فیملی فرینڈ ہے تو بس اسکے توسط سے آپکو جانتا ہوں" اس نے جلدی سے بات سنبھالی۔ "

اوہ اچھا" وہ قدرے مطمئن ہوئی۔ غازان نے شکر کیا۔ "

جی بتائیں ابیشہ "وہ اتنے میٹھے انداز میں اسکا نام بول رہا تھا کہ ابیشہ کو نا چاہتے ہوئے بھی اسکے منہ سے اپنا نام سننا بہت اچھا لگا تھا۔ "

وہ ایکچوئلی مجھے سر شاہد سے پتہ چلا تھا کہ آپ اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک ایکٹور کن ہیں۔ میں نے کچھ آرٹیکلز لکھیں ہیں اور سر کو وہ" بہت اچھے لگے تو میں سوچ رہی تھی کہ اگر وہ ہماری یونیورسٹی کے میگزین میں لگ سکیں تو کیا آپ میری مدد کر سکتے ہیں" ابیشہ کو حقیقت میں اپنے آرٹیکل چھپوانے تھے مگر غازان کے ذریعے یہ اس سے پہلے ابیشہ کے وہم و گمان میں کہیں بھی نہیں تھا۔

دیٹس گریٹ۔ ہمیں بہت سے ایسے بریلینٹ اسٹوڈنٹس کی ضرورت ہے۔ اور ہمیں خوشی ہو گی اگر آپ ہمیں موقع دیں کی کہ ہم آپکے" ٹیلنٹ کو لوگوں کی نظر میں لائیں۔ میں کل صبح یونیورسٹی میں آپ سے ملتا ہوں پھر" غازان کو اور کیا چاہئیے تھے جیسے بھی صحیح وہ اس لڑکی کے قریب رہنا چاہتا تھا اور اب تو قدرت موقع دے رہی تھی۔ مگر اسکی بات سن کر ابیشہ کا رنگ فق ہوا تھا وہ یونیورسٹی میں یہ سب نہیں چاہتی تھی۔

نہیں اصل میں میں یونیورسٹی میں نہیں مل سکوں گی" اس نے جلدی سے کہا۔ غازان چونکا"

کیوں۔۔۔ میں سمجھا نہیں آپکی بات" غازان نے اپنی الجھن بتائی۔ "

آپ مجھے ای میل دے دیں میں آپکو سینڈ کر دوں گی۔ آپ تو جانتے ہیں کہ یونیورسٹی میں کوئی تھوڑی دیر کے لئیے ہی بات کرے تو" لوگ اسکینڈلائز کر دیتے ہیں اور آپ تو ہیں بھی بہت مشہور تو میں وہاں آپ سے بالکل بھی بات نہیں کر سکتی۔" اس نے معصومیت سے اپنا مسئلہ بتایا۔

غازان کے چہرے پر بڑی خوشگوار سی مسکراہٹ رینگ گئی۔ اسے فخر ہوا کہ جس لڑکی کی جانب دل نے اکسایا ہے وہ کس قدر محتاط طبیعت کی مالک ہے نہیں تو یونیورسٹی میں لڑکیاں موقع ڈھونڈتی تھیں اسکے آگے پیچھے ہونے کا۔

اوکے نو پرابلم۔ میں ابھی اسی نمبر پر آپکو اپنا آئی ڈی بھیجتا ہوں" وہ فوراً ہی مان گیا۔ "

اور مجھے آپکا شکریہ بھی کہنا تھا" آخر کار ابیشہ اس اصل بات کی جانب آ ہی گئی جس کے لئیے اسکا نمبر لیا تھا۔ "

کس بات کا" وہ حیران ہوا۔ "

ایک مرتبہ پہلے بس میں آپ نے میری مدد کی تھی اور آج بھی جس طرح آپ گرمی میں میرے لئیے خوار ہوئے۔ آپکا بہت بہت" شکریہ" اسکا تشکر آمیز لہجہ غازان کو بہت فارمل لگا۔

exponovels

آئی تھنک میری جگہ کوئی بھی ہوتا تو وہ اسی طرح آپکی مدد کرتا۔ جب اللہ نے آپکی مدد کرنی ہوتی ہے تو وہ کسی نہ کسی کو اس پر معمور کرتا ہے" وہ چاہے میں ہوتا یا کوئی اور۔ ان دونوں لمحوں میں اللہ نے آپکی مدد کروانی ہی تھی۔ تو بس اللہ کا شکر ادا کریں ہم بندے تو اسکے حکم کے محتاج ہیں۔ ہماری کیا مجال کہ ہم کسی کی مدد کریں۔ انسان تو خود مختار ہے ہی نہیں لہذا اس شکریہ کا کریڈٹ میں لینا بھی نہیں چاہتا۔ اپنا خیال رکھئیے گا۔ اور جیسے ہی میں میل کروں آرٹیکلز بھیج دینا میں انتظار کروں گا۔ اللہ حافظ "غازان کی اتنی خوبصورت سوچ نے ابیشہ کو اسکا اور بھی گرویدہ بنا دیا۔ ہولے سے خدا حافظ کرتے وہ کتنی ہی دیر جیسے اسکی باتوں کے سحر سے نہیں نکل سکی۔ اپنی سوچوں میں ہی ڈوبی رہتی کہ میسج ٹون نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔ غازان کا ای میل ایڈریس دیکھ کر ساری سوچوں کو پس پشت ڈالتی وہ اسے اپنے آرٹیکلز بھیجنے لگی۔

" اسلام علیکم "غازان نے صبح ہوتے ہی ابیشہ کو کال کی۔

وہ اس وقت یونیورسٹی کے لئیے تیار ہو رہی تھی۔ غازان بھی اپنی تیاری کے ساتھ ساتھ فون کان سے لگائے ہوئے تھا۔

" وعلیکم سلام۔ کیسے ہیں آپ "ابیشہ نے متانت سے جواب دیا۔

" الحمداللہ میں نے رات میں آپکے آرٹیکلز پڑھے تھے۔ اور انکو پڑھنے کے بعد ایک بات پر تو میرا یقین پختہ ہو گیا ہے کہ آپ بہت آگے جائیں گی "غازان کی بات سن کر وہ ہولے سے مسکرائی۔

" بہت شکریہ بس ابھی تو آغاز ہے۔ اس پذیرائی اور حوصلہ افزائی کا شکریہ۔ اس کا مطلب ہے میرے آرٹیکلز میگزین میں شامل ہو جائیں گے ؟ "اسکی بات پر شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر ایک ہاتھ سے بالوں میں برش کرتے غازان کا ہاتھ لمحہ بھر کو تھما۔

" میری اتنی تعریف کے بعد بھی کوئی شک کی گنجائش ہے "دوستانہ انداز میں کہا۔

" نہیں مطلب۔۔ "اسکی بات پر وہ خجل سی ہوئی۔

" پھر بات ہو گی انشاءاللہ "غازان اسکی شرمندگی محسوس کر کے الوداعی کلمات پڑھ کر فون بند کر کے اپنی باقی تیاری کرنے لگا۔

کچھ ہی دن بعد غازان کی کال آئی۔

" اسلام علیکم "ابیشہ نے فون ریسیو کرتے ہی سلام کیا۔ رات میں بیٹھی وہ اپنی اسائنمنٹ پر کام کر رہی تھی۔ ورشہ بھی پاس بیٹھی کام کر رہی تھی۔

" وعلیکم سلام کیسی ہیں "غازان کا مسکراتا لہجہ ابیشہ کو بے حد بھلا لگتا تھا۔ جتنا اس کے بارے میں سنا تھا کہ وہ مغرور ہے کسی کو خاطر میں

exponovels

نہیں لاتا ابیشہ کو کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا تھا۔

الحمد اللہ ٹھیک۔ آپ بتائیں "اس نے بھی رواداری میں اسکا حال پوچھا۔ "

اس وقت ڈسٹرب کرنے کے لیئے معذرت اصل میں کل ہمارے میگزین کے ایڈیٹر آپ سے ملنا چاہتے ہیں تو بس اسی وجہ سے میں نے" آپکو کال کی۔ حالانکہ انہوں نے مجھ سے آپکا کانٹیکٹ نمبر مانگا تھا مگر مجھے آپ سے پوچھے بنا دینا مناسب نہیں لگا۔ تو انہوں نے کہا کہ کل اگر آپ آفس آکر ان سے مل لیں۔ آپ سوچ کر ٹائم بتا دیں میں بھی اس وقت وہیں موجود ہوں گا" غازان کی بات پر وہ جو پہلے گھبرائی تھی۔

اسکے وہاں ہونے کا سن کر قدرے مطمئن ہوا۔ کتنا کیئرنگ بندہ تھا۔

اوکے میں کل صبح میں آپکو ٹیکسٹ کر دوں گی" بالآخر کچھ توقف کے بعد اس نے کہا۔ "

ٹھیک ہے تھینکس، اللہ حافظ "سہولت سے اسے الوداع کہتے اس نے فون بند کر دیا۔ "

جبکہ وہ موبائل بند کر کے کچھ سوچنے میں مگن تھی جب ورشہ نے اسکی محویت توڑی۔

کیا ہوا کیا سوچ رہی ہو "ورشہ کے پوچھنے پر اس نے بس یہی بتایا کہ اس نے اپنے آرٹیکلز میگزین میں دیئے ہیں"

ارے یہ تو گریٹ نیوز ہے سمجھو تمہاری پروفیشنل لائف کا آغاز ہو گیا ہے "ورشہ خوشی سے بولی۔ "

ابھی کہاں ابھی تو بہت لمبا سفر طے کرنا ہے "ابیشہ ٹھنڈی سانس کھینچ کر بولی۔"

اگلے دن پہلی کلاس لینے کے بعد اس نے غازان کو گیارہ بجے اسٹوڈنٹس فیڈریشن آفس جانے کا کہا۔

گیارہ بجے کے قریب جیسے ہی وہ آفس میں داخل ہوئی۔ سامنے ایک ٹیبل کے پاس کھڑے غازان کو دیکھ کر چہرے پر اطمینان بکھرا۔

وہ جو وہاں آنے سے پہلے گھبراہٹ کا شکار تھی۔ اس وقت جیسے اسکا شائبہ تک نہ تھا۔

اسلام علیکم "اسے اندر آتے دیکھ کر وہ جو ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا اپنے دوست علی سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ ابیشہ پر"

سلامتی بھیجتا ہوا سیدھا کھڑا ہوا۔

وعلیکم سلام "وہ سنجیدگی سے اسے جواب دیتی دروازے کے قریب ہی کھڑی ہوئی۔ "

علی نے بہت غور سے غازان کو دیکھا۔

کیسی ہیں آپ یہ علی ہے میرا بیسٹ فرینڈ اور یہاں کا ایک فعال رکن "غازان نے ابیشہ کا علی سے تعرف کروایا۔ اب کی بار علی بھی اپنی" سیٹ چھوڑ کر تعظیماً کھڑا ہوتا ابیشہ کو سلام کرنے لگا۔

اور علی یہ ابیشہ ہیں جن کے آرٹیکلز کچھ دن پہلے ہم نے میگزین کے نئے شمارے کے لیئے سلیکٹ کیئے تھے۔ "غازان نے اسکا مکمل"

تعارف کروایا۔

اوہ اچھا کیسی ہیں آپ مس آج جو سر نے آپکو بلوایا تھا۔" علی یاد کرتے ہوئے بولا۔ "

"جی اسی لیئے آئی ہوں" ابیشہ نے بھی ہولے سے مسکرا کر جواب دیا"

آئیں پھر" غازان اسے ایک جانب چلنے کا کہہ کر آگے آگے چلنے لگا۔ راہداری سے گزر کے وہ لوگ ایک کمرے کے سامنے پہنچے۔ جو یقیناً وہاں کے ایڈیٹر کا آفس تھا۔

غازان نے آہستہ سے دروازے پر ناک کیا۔ اندر سے اجازت ملتے ہی وہ داخل ہوا ساتھ ہی ابیشہ کو بھی اندر آنے کا اشارہ کیا۔

اسلام علیکم سر یہ ابیشہ ہیں۔" وہ اسکا تعارف کروانے لگا۔"

ارے آؤ بیٹا" ادھیڑ عمر سے سر آفتاب نہایت محبت سے بولے۔ "

بیٹھو غازان" انہوں نے انہیں اپنی ٹیبل کے سامنے پڑی کرسیوں پر بیٹھنے کا کہا۔ "

کیسی ہو بیٹا۔ بھئی کیا غضب کا لکھتی ہو میں تو بہت امپریس ہوا تمہارے آرٹیکلز پڑھ کر۔ کافی تیکھی باتیں مگر اتنے سہل انداز میں کی ہیں" کہ یقین جانو پڑھتے ساتھ ہی اوکے کر دیا" وہ بے دریغ ابیشہ کی تعریف کرتے ہوئے بولے۔

بہت شکریہ سر بس ایک بے ضرر سی کوشش کی تھی" وہ کسر نفسی سے بولی۔"

اگر کوشش اتنی جان لیوا ہے تو باقی تو اللہ حافظ ہے" انہوں نے خوشگوار انداز میں کہا۔ "

وہ دونوں ہنس پڑے۔

بھئی تم نے انہیں کیسے ڈسکور کیا" اب انکا رخ غازان کی جانب تھا "

انہوں۔۔۔ میں نے نہیں ایکچولی انہوں نے مجھے ڈسکور کیا۔ سر شاہد نے انہیں میرے بارے میں تفصیل سے بتایا تھا تو بس پھر انہوں" نے مجھے ڈھونڈ نکالا" غازان نے جس انداز میں ابیشہ اور اپنی کسی ملاقات کا حوالہ دیئے بنا بات سنبھالی وہ ابیشہ کو اطمینان دلا گئی۔ وہ بندہ واقعی عورت کی عزت سے واقف تھا۔ ابیشہ کو یقین ہو چلا تھا۔

بہر حال میں امید کرتا ہوں کہ آپ ہماری میگزین کے لیئے آگے بھی یہ کوششیں جاری رکھو گی کیونکہ یہ صرف یونیورسٹی میں ہی نہیں" اور بھی بہت سی جگہوں پر پڑھا جاتا ہے" انہوں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

ضرور سر میرے لیئے یہ اعزاز کی بات ہو گی ویسے بھی میرا پروفیشن ہی آگے جا کر یہی ہو گا۔ اچھا ہے کہ میری تحریر میں ابھی سے نکھار" آجائے" اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

بالکل بس آپکی تحریر پڑھنے کے بعد بہت دل کیا کہ اس اچھی بچی سے ملاقات ہو تو آپکو زحمت دی" انہوں نے اسے وہاں بلانے کا مقصد"

exponovels

بتایا۔

"شکریہ سر" وہ سر جھکاتے ہوئے بولی۔

اس سے پہلے کہ وہ اس سے چائے پانی کا پوچھتے وہ سہولت سے انکار کر گئ۔

"ایکچولی ابھی پندرہ منٹ بعد میری کلاس ہے نہ ہوتی تو ضرور آپکے ساتھ ایک کپ چائے پیتی" رسانیت سے منع کر کے ان سے اجازت لے کر وہ دونوں باہر آئے۔

"کانگریجولیشن" غازان نے اسکے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

اسکی سوالیہ نظریں اسکے وجیہہ چہرے پر اٹھیں۔

"میرا خیال ہے یہ آپکا کامیابی کی طرف پہلا قدم ہے" غازان کے کہنے پر وہ مسکرائ۔ غازان اس سے پہلے ہی نظر پھیر چکا تھا۔ جانتا تھا اسکی مسکراہٹ دیکھی تو وہیں جکڑا جائے گا۔

"بہت شکریہ۔ اور اب نجانے اور کتنی مرتبہ آپکا شکریہ مزید ادا کروں گی۔ کیونکہ اب ہر مرتبہ آرٹیکل دینے کے لیئے آپکو ہی تنگ کروں گی"

"ہزاروں بار" یہ بات غازان نے صرف دل میں کہی۔

"میرا خیال ہے اتنی ملاقاتوں کے بعد اب ہم اتنے اجنبی نہیں رہے۔ لہذا یہ شکریے والی فارمیلٹی بھی اب نہیں ہونی چاہئیے" نظریں جھکائے جھکائے اس نے کہا۔

"کوشش کروں گی" وہ دونوں علی کے پاس آ چکے تھے۔

"اب میں چلتی ہوں" کہتے ساتھ ہی انہیں خدا حافظ کہتے وہ دروازے کی جانب بڑھی۔

"معاملہ کیا ہے" اسکے جاتے ہی علی نے غازان کی جانب رخ کیا۔

وہ چونکا۔

"کیا مطلب؟" سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"غازان سکندر کسی لڑکی سے اتنے میٹھے انداز میں نہ صرف بات کر رہے ہیں بلکہ اسے دیکھتے ہی اپنی آنکھوں کی چمک کو بھی روک نہیں پا رہے" علی کے شرارتی انداز پر بمشکل اس نے اپنی در آنے والی مسکراہٹ چھپائ۔

"بکواس نہیں کرو" علی نے اپنی کرسی کا رخ اسکی جانب کیا۔ جو اپنے ٹیبل کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھا کچھ فائلز چیک کر کے مصروف نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔

exponovels

"""میری جان یہ بکواس نہیں۔ معاملہ کچھ اور ہے اتنی آسانی سے تو تو بتائے گا نہیں لیکن میں بھی تیرا پیچھا چھوڑنے والوں میں سے نہیں علی کی بات پر بھی اس نے سر نہیں اٹھایا۔

رات میں وہ اپنے کمرے میں بیٹھا کام کرنے میں مصروف تھا کہ رومان دروازہ ناک کر کے اندر آیا۔

"یہ میں کیا سن رہا ہوں" اسکی بات پر غازان نے سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا۔ "

"کیا؟"

"""یہی کے میرا بھائی کسی کے عشق میں گرفتار ہے وہ بھی اپنی یونی کی کسی بچی کے۔ مگر مجھے افسوس ہوا کہ تو نے مجھے بتانا بھی گوارا نہیں کیا رومان کی زبان رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

اسکی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے غازان کا دل کیا کاش علی اسکے سامنے ہوتا تو اسکا گلہ دبانے میں وہ ایک لمحے کی بھی تاخیر نہ کرتا۔

"یہ سب بکواس علی نے کی ہے" جانتا تو وہ تھا پھر بھی اس نے تصدیق چاہی۔ "

"اس مرتبہ علی مجھ سے جیت گیا۔ اس نے میری ہونے والی بھابھی مجھ سے پہلے دیکھ لی" رومان کا غیر سنجیدہ انداز غازان کا پارہ ہائی کر رہا تھا۔

"بکواس نہیں کر وایسی کوئی بات نہیں ہے یہ صرف علی کی بکواس ہے۔ اس نے صرف آرٹیکلز دینے کی بات کی تھی میں نے اسکی مدد کی اور۔۔۔"

"اور پھر دل ہار دیا" رومان نے اسکی بات اچک لی۔ "

"تم اب مار کھاؤ گے میرے سے ایسا کچھ بھی نہیں ہے" اسے دھمکا کر وہ واپس اپنی نظریں لیپ ٹاپ کی اسکرین پر جماتا ہوا زور و شور سے نفی کرنے لگا۔

"قسم کھا" وہ اسکے مقابل بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "

"دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر میں قسم نہیں کھاتا" رومان کو گھورا۔ "

"چل بیٹا دیکھ لیں گے کب تک چھپے گا" اسکے مسلسل انکار سے رومان مایوس ہوتا اٹھ گیا۔

رومان کے چلے جانے کے بعد بھی کتنی ہی دیر وہ کام کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ وہ تو سات پردوں میں اپنی محبت کو چھپانا چاہ رہا تھا یہ تشہیر کیسے ہو رہی تھی۔

exponovels

نہ غازان نے دوبارہ ابیشہ سے کانٹیکٹ کیا اور نہ ہی اس نے ہاں بس جب کبھی وہ آرٹیکل لکھتی اسے میل کر کے ایک ٹیکسٹ کر دیتی اور غازان تھینکس کے علاوہ کوئی اور بات نہ کرتا۔ اب وہ کسی اور کو یہ موقع نہیں دینا چاہتا تھا کہ اسکی خاموش محبت کو کوئی جان سکے۔

علی کو بھی ایسا ہی لگا کہ اسے کوئی دھوکا ہوا ہے۔ یہ تو وہی غازان ہے لڑکیوں سے مطلب کے علاوہ بات نہ کرنے والا۔

مگر غازان اپنی یہ اجنبیت والی کیفیت زیادہ دیر برقرار نہ رکھ سکا۔ وہ اس سے انجان ہوتے ہوئے بھی ہر لمحہ اس کی خبر گیری رکھتا تھا۔

ندا کی سالگرہ تھی اور اس نے اپنے بہت سے یونیورسٹی فیلوز کو انوائٹ کیا ہوا تھا جن میں ابیشہ بھی تھی۔

یار میرے لیئے آنا بہت مشکل ہے پلیز میں تمہیں یہیں پر وش کر دیتی ہوں" وہ لجاجت بھرے انداز میں بولی۔ "

تمہاری وجہ سے میں نے رات کی جگہ شام میں فنکشن رکھا ہے اور تم ہو کہ بس ٹھیک ہے میں یہ فنکشن ہی کینسل کر دیتی ہوں" وہ " غصے میں کہتی موبائل پر کسی کا نمبر ملانے لگی۔

افوہ پاگل ہو گئی ہو کیا۔ اچھا میں آجاؤں گی تم اب اپنا موڈ مت خراب کرو" ابیشہ اس کا ہاتھ تھام کر تیزی سے بولی۔ "

یہ ہوئی نا بات ورشہ کو بھی لے آنا ڈراپ میں تمہیں دے دوں گی۔ اسکی فکر مت کرو" اس نے جلدی سے پروگرام سیٹ کر دیا۔ اب " ابیشہ کے پاس انکار کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

اچھا بابا" اسکی محبت پر وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "

بیٹا دھیان سے جانا۔ آیت الکرسی پڑھتی رہنا" گھر سے نکلتے ہوئے زبیدہ بیگم نے انہیں خاص تاکید کی۔ "

اسکے ابو کے جاننے والا ایک ٹیکسی ڈرائیور تھا اس نے انہیں لے جانے کی ہامی بھر لی۔ راستے میں سے ایک گفٹ شاپ پر ٹیکسی رکوا کر انہوں نے جلدی سے گفٹ لیا۔

یہ پہلی مرتبہ تھا کہ ابیشہ اتنے اہتمام سے کسی دوست کی برتھ پارٹی میں جا رہی تھی۔

جیسے ہی ٹیکسی ندا کے گھر کے سامنے رکی انکے بالکل سامنے ایک اور گاڑی بھی رکی۔

ابیشہ نے اترتے ہوئے جونہی سامنے نظر کی وائٹ ٹی شرٹ اور بلیو جینز میں نک سک سے تیار غازان بکے تھامے نیچے اتر کر اپنی گاڑی کو لاک لگا رہا تھا۔

ابیشہ نے فوراً نظریں پھیریں۔ اور ٹیکسی کا دروازہ بند کر کے ندا کے گھر کے گیٹ کی جانب بڑھی۔

غازان جیسے ہی سیدھا ہوا پاس سے گزرتی ہوئی ابیشہ پر نظر ٹھہر سی گئی۔

exponovels

پنک اور اسکن کلر کے سادہ مگر خوبصورت سے فراک اور چوڑی دار پاجامے میں سر پر اسکارف لیئے دوپٹہ خوبصورتی سے آگے پھیلائے اسکن کلر کی لپ اسٹک لگائے وہ سیدھا اسکے دل میں اتر رہی تھی۔ ورشہ غازان کو دیکھ کر نہ صرف رکی تھی بلکہ ساتھ چلتی ابیشہ کا بھی بازو پکڑ کے روک لیا تھا۔

اسلام علیکم کیسے ہیں غازان بھائ "ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ وہ غازان کی جانب متوجہ تھی۔ "

وعلیکم کیسی ہو لٹل سس "غازان نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "

جانتے ہو الحمداللہ "ابیشہ نے حیرت سے بہن اور غازان کو دیکھا وہ دونوں ایسے بات کر رہے تھے جیسے برسوں سے ایک دوسرے کو" ل۔ابیشہ نے اپنی حیرت پر قابو پا کر غازان کو سلام کیا۔

جس کی آنکھوں میں ایک نیا ہی جہاں بسا تھا۔

وعلیکم سلام کیسی ہیں آپ "مدہم مگر گھمبیر لہجہ ابیشہ کو گھبراہٹ میں مبتلا کر گیا۔ "

جی ٹھیک "کہتے ساتھ ہی ورشہ کا ہاتھ تھامے وہ اندر کی جانب بڑھ گئ۔ "

غازان ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا۔

پھر خاموشی سے قدم اندر کی جانب بڑھائے۔

تم کب سے غازان کو جانتی ہو "اس نے اندر آتے ہی بہن سے مدہم آواز میں استفسار کیا۔ "

انہیں کون نہیں جانتا "اس نے ایسے کہا جیسے بہن کی یاداشت پر ماتم کر رہی ہو۔ "

افوہ مگر وہ اس طرح کسی لڑکی سے بے تکلف نہیں ہوتا "اس نے گھور کر بہن کو دیکھا۔ "

ہاں مگر ان سے بے تکلف نہیں ہوتے جو چیپکو قسم کی لڑکیاں ہیں۔ میں ان جیسی نہیں ہوں۔ کچھ دن پہلے میرا موبائل کیفے میں رہ گیا" تھا۔ غازان بھائ وہیں موجود تھے۔ انہوں نے ٹیبل سے اٹھا کر پھر مجھے ٹریس کیا اور میرا موبائل باحفاظت مجھ تک پہنچایا۔ بس اس دن کے بعد سے سلام دعا ہو گئ تھی۔ "اس نے تفصیل سے بتایا۔

غازان جوان سے تھوڑے فاصلے پر چلتا اندر آ رہا تھا باآسانی انکی گفتگو سن رہا تھا۔

ابیشہ کے تفتیشی انداز پر زیر لب مسکرایا۔

اوکے "اسے تھوڑی تسلی ہوئ۔ "

باتیں کرتی وہ رہائشی حصے کی جانب آئیں جہاں ندا کھڑی ان کا انتظار کر رہی تھی۔

شکر تم آ گئیں" ابھی وہ آپس میں مل ہی رہیں تھیں کہ غازان انکے قریب پہنچ گیا۔ "

ہیپی برتھ ڈے" غازان نے کیک ندا کی جانب بڑھاتے ہوئے وش کیا۔ "

تھینکس شکر ہے میرک برتھ ڈے کے بہانے ہی سہی تم آئے تو" غازان کو دیکھ کر وہ جان نچھاور کرنے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر لئیے "

بولی۔

خیر اب ایسی بھی بات نہیں انکل سے ملنے تو میں آ ہی جاتا ہوں" غازان نے اپنے لہجے کو سرسری رکھا۔ "

ہاں مگر ہم سے ملنے نہیں آتے" ندا نے بڑے ناز سے نخرا کیا۔ ابیشہ کو اس کا انداز بہت عجیب لگا۔ "

انکل کہاں ہیں" غازان نے کوئی جواب دینے کی بجائے اسکے والد کے بارے میں پوچھا۔ "

نظریں ندا کی بجائے ادھر ادھر تھیں جیسے اسے اگنور کر رہا ہو۔

ادھر ہی ہیں اندر تو آؤ" ندا نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا جسے کمال مہارت سے غازان نے ہٹایا"

ابیشہ ندا کے یہ انداز دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ وہ لڑکوں کے ساتھ بے تکلف تو تھی مگر غازان کے ساتھ کچھ زیادہ ہی ہو رہی تھی۔

آپکی فرینڈ کچھ چھچھوری نہیں ہے" ورشہ اسکے کان میں ہولے سے بولی۔ "

ہشش۔۔۔ بری بات" ابیشہ نے اسے ٹوکا۔ "

"میں نے تو سچ بتایا ہے"

"یہ لوگ فیملی فرینڈز ہیں"

صرف وہی فیملی فرینڈ لگ رہی ہے۔ غازان بھائی تو بے زار نظر آ رہے تھے" ورشہ نے جیسے اسکی تصیح کی۔ "

ابھی خود ہی تو کہہ رہی تھیں کہ وہ چیپکو لڑکیوں کو پسند نہیں کرتے" ابیشہ نے مسکراہٹ دبا کر شرارت سے کہا۔ "

یعنی آپ مان گئیں ہیں کہ آپکی فرینڈ چھچھوری ہے" ورشہ نے جوش سے کہا۔"

آہستہ" وہ دونوں اسکے لان میں موجود کرسیوں پر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ جہاں اور مہمان بھی تھے۔ "

برتھ ڈے کا سارا ارینجمنٹ وہیں کیا گیا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد بہت سے لوگوں کے ہجوم میں ندا نے کیک کاٹا۔ ان کی یونیورسٹی کے بہت سے لڑکے لڑکیاں وہاں موجود تھے۔ غازان کا

For more visit (exponovels.com)

دوست علی بھی موجود تھا۔

ندا نے ابیشہ کو خاص طور سے اپنی ممی سے ملوایا۔

تمہاری بہت تعریفیں کرتی ہے "اسکی ممی نے ساڑھی کا پلو سنبھالتے بڑے ناز سے کہا۔ "

بس اسکی محبت ہے "ابیشہ نے بھی مسکرا کر کہا۔ "

اس کو شروع سے شوق ہے اپنے سے کم معیار کے لوگوں سے دوستی کرنے کا۔ "انکی بات پر ابیشہ کچھ دیر کے لیئے سکتے میں آ گئی۔ "

ممی "ندا نے انہیں تنبیہہ کی۔ "

ہاں کیا ہوا۔۔۔ میں نے کون سی ایسی بات کہہ دی۔ بھئی یہی تو اس بچی کی کوالٹی ہے کہ اتنے لوئر مڈل کلاس طبقے میں رہتے ہوئے بھی "اتنی ایڈوانس یونیورسٹی میں اپنے بل بوتے پر پڑھ رہی ہے۔ میں نے تو تعریف کی ہے۔ "انہیں احساس ہی نہیں تھا کہ اپنے الفاظ سے وہ کسی کو بہت بری طرح کچوکے لگا رہی ہیں۔

ان سے کچھ فاصلے پر کھڑے غازان کی نگاہ اچانک ہی ان پر پڑی۔ ابیشہ کا زرد ہوتا چہرہ اس کی نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکا۔

وہ اپنی بات کہہ کر اب منظر سے ہٹ چکی تھیں۔ مگر ابیشہ کی عزت نفس کو بہت بری طرح کچل گئیں تھیں۔

ندا خود سمجھنے سے قاصر تھی کہ اسکی ماں نے ایسے کیوں کیا۔

آئم رئیلی سوری یار۔۔۔ پتہ نہیں ممی کو کیا ہو گیا ہے "ندا خفت زدہ اس سے معافی مانگ رہی تھی۔ "

کوئی بات نہیں یار سچ ہی کہا ہے انہوں نے تم پلیز ہمارے واپس جانے کا کچھ کروا دو۔ یا اپنے گارڈ سے کہہ کر ہمیں کوئی ٹیکسی منگوا دو ہمیں "اب جانا چاہئیے "ابیشہ اس سے نظریں ملائے بنا بہت دقت سے بولی۔

یار تم ممی کی وجہ سے جلدی جا رہی ہو نا۔ میں تمہیں سوری کرتی ہوں۔ پلیز ایسے مت کرو "ندا کی شرمندگی ختم ہونے کا نام نہیں لے" رہی تھی۔

نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں کافی لیٹ ہو گیا ہے اب بس اسی لیئے کہہ رہی ہوں "ابیشہ نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے بدقت ہلکا سا مسکرا کر" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

اچھا ٹھہرو "ندا اسے رکنے کا کہہ کر تیزی سے ایک جانب بڑھی۔ ورشہ کو اپنی کوئی سہیلی مل گئی تھی وہ اس سے باتوں میں مصروف" تھی۔

چلو بھئی غازان تمہیں چھوڑ آئے گا" ندا کی آواز پر وہ جو ورشہ کو اپنی جانب آنے کا اشارہ کر رہی تھی حیرت سے مڑی۔ "

غازان بھی ساتھ ہی کھڑا تھا۔

یار تم کوئی ٹیکسی ارینج کروا دو۔" ابیشہ غازان سے نظریں چراتے ندا کو دیکھ کر بولی۔ "

غازان نے بھنویں اچکائیں۔

زیادہ اجنبی سے بہتر ہے کم اجنبی پر اعتبار کر لیا جائے۔ ورشہ آپ چلو گی میرے ساتھ؟" غازان نے کچھ جتاتی نظر ابیشہ پر ڈال کر پاس "

کھڑی ورشہ سے پوچھا۔

جی" اس نے سر ہلا کر کہا۔ "

جسے ٹیکسی پر جانے کا شوق ہے وہ اسی پر جائے چلو" غازان مڑ کر پورچ کی جانب چل پڑا۔ "

یار اس طرح کسی کو زحمت دینا اچھا نہیں لگ رہا" ابیشہ نے بات بنائی۔ ندا کو بے بسی سے دیکھتے ہوئے بولی۔ "

یار میں نے کہا تھا نا کہ تمہاری واپسی کا میں ارینج کر دوں گی۔ بس تم باقی باتیں چھوڑو اور خاموشی سے جاؤ۔ وہ اتنا اچھا نہیں کہ زبردستی "

کوئی کام کرے۔ اسکی جس کام میں مرضی نہیں ہوتی وہ سو بار بھی نہ ہی کہتا ہے۔ میرے ایک مرتبہ کہنے پر مان گیا۔ یہی غنیمت جانو" ندا

اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

چلو نہ یار اب" ورشہ اسے زبردستی ہاتھ تھام کر پورچ کی جانب لے گئی۔ "

جب تک وہ پہنچیں غازان گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔ وہ دونوں خاموشی سے پیچھے بیٹھ گئیں۔

غازان کا موڈ آف تھا۔

بھائی ندا سے آپکے فیملی ٹرمز ہیں؟" آخر کچھ دیر بعد ورشہ نے گاڑی میں موجود خاموشی کو توڑا۔ "

جی میرے اور ندا کے فادر فرینڈز ہیں۔" غازان نے مختصر جواب دیا۔"

آہاں نائس لیکن آپ میں اور ندا میں اتنی دوستی نہیں لگتی" ورشہ کی بات پر وہ زیر لب مسکرایا۔ "

مجھے ایسی بچھے جانے والی لڑکیاں نہیں پسند" صاف گوئی سے کہتے اس نے ایک سرسری نگاہ بیک ویو مرر سے پیچھے بیٹھی ابیشہ کو دیکھا۔ "

یہی میں ابیشہ سے کہہ۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات پوری کرتی ابیشہ نے اسکے ہاتھ پر چٹکی کاٹی۔ "

غازان نے اسکی بات نامکمل رہ جانے پر بیک ویو مرر میں دیکھا جہاں ابیشہ ورشہ کو گھوری ڈال رہی تھی۔

یہ جو بڑے بہن بھائی ہوتے ہیں نا یہ کبھی کبھی اپنے بڑے ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھا کر چھوٹوں کو سچ کہنے سے بھی روک دیتے ہیں "اپنی مسکراہٹ روکتے اس نے ابیشہ پر چوٹ کی۔

"میں نے اسے نہیں روکا" یکدم وہ وضاحت دینے لگ گئی۔

"میں نے آپکا تو کہا ہی نہیں۔" اسکی جتاتی نظریں ابیشہ کو خاموش کرنے کے لئیے کافی تھیں۔

اسکے بعد انکے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی مگر وہ ابیشہ کی الجھی نظریں بار بار خود پر محسوس کر رہا تھا۔

وہ اس سے کھچا کھچا کیوں تھا وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

پھر یہ کہہ کر خود کو تسلی دی کہ ہوتا ہے تو ہوتا رہے وہ اس کے لئیے صرف ایک اجنبی ہی تو ہے۔ مگر دل کوئی تاویل نہیں سن رہا تھا۔

گھر پر اتار کر وہ فوراً سے گاڑی آگے بڑھا لے گیا تھا۔

دروازہ سمیعہ (ابیشہ اور ورشہ کی امی) نے کھولا۔

"اسلام علیکم" وہ دونوں اندر آتے ہوئے انہیں سلام کرنے لگیں۔

"کس کے ساتھ آئی ہو؟" انہوں نے فکرمندی سے پوچھا۔

"ندا کا کوئی کزن تھا وہ چھوڑ کر گیا ہے" ابیشہ کبھی ماں سے جھوٹ نہیں بولتی تھی اور نہ ہی ورشہ لہذا سچائی سے بتا دیا۔

"بیٹا بس آئندہ اس طرح کے فنکشنز سے احتیاط برتنا" انہوں نے ڈھکے چھپے الفاظ میں انہیں منع کیا۔

"آپ فکر نہیں کریں آئندہ ایسا نہیں ہوگا" ابیشہ نے ماں کو تسلی دی۔

"چلو چل کر لیٹو اب" وہ انہیں کمرے کی جانب بھیجتیں خود بھی اپنے کمرے کی جانب چل پڑیں۔

کمرے میں آ کر کپڑے بدلنے کے بعد دونوں نے عشاء کی نماز پڑھی۔

ورشہ تو پڑھتے ساتھ ہی لیٹ گئی۔ جبکہ ابیشہ لیپ ٹاپ کھولے اپنا نیا آرٹیکل لکھنے میں مصروف تھی۔

ابھی کام کرتے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ موبائل پر غازان کے میسجز دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔

"آپکو اس وقت ڈسٹرب کرنے پر معذرت مگر مجھے لگ رہا ہے کہ آپ خود بھی آج ڈسٹربڈ ہیں۔" اس کی بات پڑھ کر وہ سناٹے میں چلی گئی۔ اس نے کیسے بھانپ لیا۔ وہ حیران تھی۔

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے" تھوڑی دیر بعد اس نے ٹائپ کر کے میسج بھیجا۔

exponovels

اگر مناسب سمجھیں تو کیا میں آپکو اس وقت کال کر سکتا ہوں "اس نے نہایت مہذب انداز میں اجازت لی۔ "

کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے جی لکھ کر سینڈ کر دیا۔

آئم رئیلی سوری مگر مجھے آپ بہت پریشان لگیں۔ خاص طور سے جب آپ ندا کی مدر ذکیہ آنٹی سے مل رہی تھیں۔ "

انہوں نے کچھ کہا تو نہیں "ابیشہ اب بھی حیران تھی کہ وہ شخص اس کو اتنا آبزرو کیوں اور کس لیئے کر رہ ہے۔

پتہ نہیں مگر کچھ لوگ سمجھتے ہیں اقتدار اور طاقت پر صرف ہمارا ہی حق ہے۔ کیا دولت انسان کو اچھے برے اخلاق بالکل ہی بھلا دیتی ہے۔" میں آپ لوگوں کے جتنی امیر نہیں جبکہ آپ اور وہ لوگ ہم پلہ ہیں۔ کیا آپ بھی دولت مند ہونے کی وجہ سے مڈل کلاس کو حقیر تصور کرتے ہیں۔ کیا انسانیت سب کچھ نہیں ہوتی۔ یا پھر لوگوں کے معیار کو دیکھنے کا پیمانہ ہی صرف دولت ہے۔" اسکے لہجے کی تلخی سے وہ جان گیا تھا کہ ذکیہ نے ابیشہ کا دل دکھایا ہے۔

نہیں ایسا نہیں ہے۔ ان فیکٹ آپ کی بات غلط نہیں یہاں زیادہ تر تعداد ایسے ہی امراء کی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ دولت پر صرف انہی کا" حق ہے۔ حالانکہ یہ سراسر غلط اور فرسودہ سوچ ہے۔ دولت مند ہونا کمال نہیں اگر آپ نے کسی امیر گھرانے میں آنکھ کھولی ہے تو وہ امیری آپکا کمال نہیں ہے۔ ہاں امیری مل کر بھی خود کو جدوجہد کی جانب مائل کرنا اصل امیری ہے۔ یہ دولت تو آنی جانی ہوتی ہے۔ جو باقی رہ جاتا ہے وہ آپ کا ہنر اور آپکی صلاحیتیں ہیں۔ ابیشہ میں نے بہت سے دولت مندوں کو کنگال ہوتے دیکھا ہے اور بہت سے کنگالوں کو اپنی ذہانت کے بل بوتے پر امیر ہوتے دیکھا ہے۔ آپ کو کوئی کچھ بھی کہے اپنی صلاحیتوں کو ایسے لوگوں کی تلخی کی نظر مت کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خود تو کچھ کرنے کے قابل نہیں ہوتے مگر اپنے الفاظ سے دوسروں کو گمراہ کر دیتے ہیں تاکہ وہ اپنی منزل نہ پا سکیں اور کہیں کسی مقام پر وہ ان سے آگے نہ چلے جائیں۔

ابھی تو آغاز ہے۔ جب آپ عملی زندگی میں داخل ہوں گی تب قدم قدم پر آپکے حوصلے پست کرنے والے لوگ ملتے ہیں۔ مگر آپ کی قابلیت ہی یہی ہونی چاہیئے کہ آپ کسی کی باتوں سے اپنی منزل اور اپنے راستے سے نہ ہٹیں" دھیمے لہجے میں اسے سمجھاتا وہ ابیشہ کو کوئی مسیحا ہی لگا۔ وہ کیوں اسکے سامنے اپنے دل کی بات کر گئی وہ نہیں جانتی تھی۔

غازان نے اسے پوری بات بتانے پر اصرار نہیں کیا۔ پھر بھی ابیشہ کو لگا وہ سب جان گیا ہے۔

تھینک یو سر "ابیشہ کے سر کہنے پر وہ چونکا پھر ہنسا۔ "

"سر؟"

ہاں ناجو شخص آپکو اچھی بات سکھائے وہ استاد ہوتا ہے۔اور آپ نے تو کافی مرتبہ مجھے بہت سی اچھی باتیں سکھائی ہیں تو آپ بھی تو میرے استاد ہوئے۔ سو میں آپکو اب سے سر کہوں گی" مسکراہٹ میں چھپا لہجہ سن کر غازان کے اندر تک سکون سرائیت کر گیا۔

ویل۔۔۔یہ کوئی ضروری نہیں۔ مجھے اتنا معتبر مت بنائیں میں اتنا اچھا ہر گز نہیں "مسکراہٹ دباتا وہ نفی میں سر ہلاتا بولا۔ "

خیر آپ واقعی ایک اچھے انسان ہیں۔"ابیشہ نے صاف گوئی سے اسکی تعریف کی۔ "

اچھا یہ بتائیں اب تو کوئی الجھن باقی نہیں۔اور آپ کا نیکسٹ آرٹیکل کب ملے گا" وہ فورا بات پلٹ گیا۔"

بس ابھی وہی لکھ رہی تھی لیکن یکسوئی نہیں ہو پا رہی تھی" وہ پھر سے سچ بات بتا گئی۔ "

میرا خیال ہے اب تو آپ کی یکسوئی واپس آجائے گی" وہ یقین سے کہنے لگا۔ "

" بالکل۔۔۔اور پھر سے "

نو تھینکس "اسکی بات اچک کر غازان تیزی سے بولا۔ "

اوکے سر" وہ بھی ہولے سے مسکرائی۔ "

ناؤ گو بیک ٹو یور ورک۔اللہ حافظ "فرشتہ بن کر وہ اس لمحے آیا اور اس کی پریشانی دور کر کے کوئی بھی فالتو بات کیئے بنا خاموشی سے چلا" بھی گیا۔

فون بند کر کے وہ غازان کے بارے میں ہی سوچ گئی۔ کتنا عجیب شخص تھا ہر بار اسکی مدد کرنے پہنچ جاتا تھا۔اس کے کہے بغیر ایسے جیسے اللہ نے واقعی اسے ابیشہ کے مسئلے حل کرنے کے لیئے بھیجا تھا۔ابیشہ کو یہ سوچ کر عجیب بھی لگا اور کسی قدر اچھا بھی۔ اچھا کیوں یہ ابھی وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

کچھ تعلقات ایسے ہی بن جاتے ہیں۔ جن کے لیئے نہ تو انسان شعوری کوشش کرتا ہے اور نہ ہی کبھی گمان رکھتا ہے کہ کوئی شخص آپکی ذات کے لیئے زندگی کے موڑ پر کبھی اتنا خاص الخاص ہو جائے گا۔ مگر ایسا بے ضرر تعلق جس میں نہ کسی کو پانے کی آس ہو اور نہ ہی کسی کو چھیننے کی ہوس۔بس وہ تعلق یوں ہی پنپتا رہے بہت کم کسی کی زندگی میں آتا ہے۔غازان اور ابیشہ میں بھی ایسا بے ضرر تعلق قائم ہو چکا تھا جس میں بندھ کر وہ ایک دوسرے کے لیئے صرف اچھا کرنے کی نیت رکھتے تھے۔ایسے تعلق بڑے خاص اور کبھی نہ بھولنے والے ہوتے ہیں۔

exponovels

اسلام علیکم اگر فری ہیں تو کیا کیفے میں مل سکتی ہیں" وہ جو کچھ دیر پہلے کلاس لے کر فارغ ہوئ تھی۔اس وقت بلاک کے سامنے بنے"
گراؤنڈ میں ندا کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

اپنے ڈپارٹمنٹ کے فرسٹ فلور پر موجود غازان اس لمحے اسی کو دیکھتے ہوئے میسج کر رہا تھا۔

موبائل ہاتھ میں تھامے غازان کا پیغام پڑھتے کچھ لمحوں کے لیئے وہ سوچ میں پڑ گئ۔

نہیں آپکو پتہ ہے کہ میرے لیئے یہ ممکن نہیں" صاف گوئ سے اس نے منع کیا۔ "

کیا یونی کے باہر۔آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے" غازان نے پھر سے اصرار کیا۔ "

اب کی بار ابیشہ کے ماتھے پر ناگواری کی شکن نمودار ہوئ۔ندا کتاب پڑھنے میں مصروف تھی اسی لیئے اسکے تاثرات کی جانب متوجہ نہیں تھی۔

میں ایسی لڑکی نہیں ہوں سر" غصے میں میسج ٹائپ کیا۔ "

آپ ایسی نہیں ہیں اسی لیئے آپ سے بات کر رہا ہوں۔ایسی ہوتیں تو آپ کے ایک بھی میسج کا ریپلائ نہیں کرتا" وہ بھی غازان تھا ہر لمحہ "
محتاط انداز میں قدم اٹھانے والا۔

کچھ سوچ کر یکدم سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔

پانچ منٹ ہو گ ئے مگر غازان کا کوئ اور میسج نہیں آیا۔اب اسے فکر لگی کہ کہیں وہ برا نہ منا گیا ہو۔

پھر ہاتھ میں پکڑا موبائل ایک جانب رکھتے اپنی کتاب کی جانب متوجہ ہوئ۔اسی لمحے ایک گھمبیر آواز پاس گونجی۔

اسلام علیکم۔۔۔ کیسی ہو ندا" آواز پہچانتے ساتھ ہی ابیشہ نے سر جھٹکے سے اٹھایا۔ "

وعلیکم سلام۔۔۔۔بھئ تمہیں آج کہاں سے میری یاد آ گئ۔" وہ نہال ہوتے غازان کو دیکھ کر مسکراتے لہجے میں بولی۔جس کی مسکراتی "
نظریں ایک لمحے کو حیرت سے خود کو تکتی ابیشہ کی جانب اٹھیں۔

بس ابیشہ کو ڈھونڈتا ہوا آیا تھا تو تم بھی نظر آ گئ" اب کی بار غازان کی بات پر ابیشہ کا چہرہ فق ہوا۔"

کیسی ہیں آپ" اب اس کا رخ ابیشہ کی جانب تھی۔ "

ٹھیک" غصے سے اسے گھورتے اس نے مختصر جواب دیا۔ "

تم تو جانتی ہو نا پچھلے کچھ عرصے سے یہ ہمارے میگزین کا حصہ بن چکی ہیں" غازان نے ندا کی جانب دیکھا۔ "

ہاں بھئی اب تو یہ میڈم پوپلر بھی ہو گی ہیں "ندا نے اسے سراہا۔ "

اصل میں ایڈیٹر صاحب آپکو یاد کر رہے تھے۔ کچھ کام آپکے سپرد کرنا تھا۔ بس مجھے آپکو بلانے کے لیئے دوڑا دیا۔ اگر آپ فری ہوں تو" چلیں "نہایت طریقے سے اس نے اپنا مدعا بیان کیا۔

واؤ بھئی۔۔۔ مجھے بھی اپنے شمارے میں تھوڑی سی جگہ دے دو "ندا چیزیں سمیٹتی ابیشہ کو دیکھ کر حسرت سے بولی۔ "

آپ بھی اپنے ٹیلنٹ کا مظاہرہ کریں تو ہم تمہیں بھی کنسیڈر کرنے کو تیار ہیں۔ "غازان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔ "

اب میں اسکے جتنی جینئیس کہاں "وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "

اوکے پھر بات ہو گی "غازان اسکی جانب ہاتھ ہلا کر بولا۔ اور آفس کی جانب جانے والے راستے کی جانب قدم بڑھا دیئے۔ ابیشہ بھی اسکے" ہمقدم ہوئی۔

معذرت کے ساتھ میں اب تک آپکو بہت معقول اور شریف انسان سمجھتی تھی۔ مگر آج کی حرکت کے بعد مجھے اپنے خیالات بدلنے" پڑیں گے "تھوڑا سا آگے جا کر وہ رکی اور تاسف بھری نظروں نے چند لمحوں کے لیئے غازان کو دیکھا۔

اسکی بے اعتباری پر غازان کچھ دیر کے لیئے اسکے تنے ہوئے چہرے کو دیکھتا رہا۔

ابیشہ اسکی خاموش نظریں اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔ اسکی الجھن میں اب اضافہ ہو رہا تھا۔ انکی اب تک کی ملاقاتوں میں غازان نے کبھی ایسا امیج نہیں دیا تھا کہ وہ اسکے بارے میں کچھ برا سوچتی۔ وہ ہمیشہ مہذب انداز میں ملا تھا۔ پھر اب یوں ٹین ایجرز والی حرکتیں کیوں کر رہا تھا۔

آپکے لیئے یہ آفر لایا تھا جاب کرنا چاہئیں تو شروع کر لیں۔ آپکے کرئیر کے لیئے یہ اچھا اسٹیپ ہو گا۔ اپنا خیال رکھیئے گا۔ "ایک اخبار کا پیپر" اسکی جانب بڑھاتے سنجیدہ سی نظر اس پر ڈال کر وہ واپسی کے لیئے مڑ چکا تھا۔

جبکہ وہ پیچھے حیران صورت لیئے اسکی پشت کو گھور رہی تھی۔ جیسے ہی اخبار سیدھا کیا اس پر ایک اشتہار کو ہائی لائٹ کیا گیا تھا جس میں ایک مشہور اخباری جریدے کو پارٹ ٹائم ایک جرنلسٹ کی ضرورت تھی۔

ابیشہ وہ اشتہار پڑھ کر بری طرح شرمندہ ہوئی۔ اس نے کیسے اس شخص کے بارے میں اتنا برا سوچ لیا تھا کہ وہ کسی لفنگے کی طرح اسکے پیچھے پڑھ گیا ہے۔ غازان کبھی ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا اور اب اسے صحیح معنوں میں اس پر یقین ہوا تھا۔

اف میں کتنی پاگل ہوں۔۔۔ کتنے خلوص سے اس نے میرے لیئے یہ اشتہار ڈھونڈا اور میں نے کتنا غلط کیا۔ اسے بے اعتبار کر دیا۔ "سر"

For more visit (exponovels.com)

پر ہاتھ رکھے وہ اسی راستے کی جانب دیکھنے لگی جہاں اب وہ موجود نہیں تھا۔

پھر کچھ سوچ کر فوراموبائل بیگ سے نکال کر غازان کا نمبر ملایا مگر اس نے کاٹ دیا۔

مزید شرمندگی نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا۔" صحیح تو کیا ہے اس نے کال کاٹ کر میں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔منہ سے اسے برا بھلا نہیں کہا مگر اپنے ہر عمل سے اسے جتایا کہ وہ عام لڑکوں کے جیسا لڑکیوں کے پیچھے پڑنے والا ہے۔وہ کون سا میرے عشق میں ڈوبا ہوا تھا۔کتنی بڑی بے وقوف ہوں اسے لڑکیوں کی کیا کمی ہو گی۔اف ایک تو اس پر شک کیا پھر اسے یہ احساس دلایا کہ میں کتنی بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہوں کہ وہ پوری دنیا کی لڑکیوں کو چھوڑ کر میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔کیا سوچتا ہو گا وہ۔۔۔میں کہاں کی حور پری ہوں کہ وہ میرے عشق میں مبتلا ہو۔کبھی کبھی تو غلط گمان انسان کو بری طرح کسی کے سامنے شرمندہ کر دیتے ہیں۔"وہ جلتی کلستی واپس ڈیپارٹمنٹ کی جانب گئی۔یونیورسٹی سے واپس آکر بھی اس نے شام میں غازان کو کال کی مگر اس نے پھر کاٹ دی۔

رات میں وہ چھت پر چہل قدمی کرنے کے ساتھ ساتھ آج والے واقعے کو سوچ رہی تھی کہ یکدم ہاتھ میں تھاما موبائل بج اٹھا۔جیسے ہی آن کیا غازان کے نام کا میسج دکھائی دیا۔جلدی سے اوپن کیا۔

آپ شام میں مجھے کال کر رہی تھیں۔خیریت تھی "نہ کوئی گلہ نہ شکوہ اب بھی اسے ابیشہ کی پرواہ تھی۔ "

کتنا عجیب شخص تھا۔وہ حیران ہونے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

جی کیا میں ابھی بھی آپکو کال کر سکتی ہوں "کچھ سوچ کر وہ جلدی سے ٹائپ کرنے لگی۔میسج سینڈ کرنے کے بعد ابھی وہ اسکے جوابی میسج کا" انتظار کر ہی رہی تھی کہ یکدم غازان کی کال آنے لگی۔

ابیشہ نے گہرا سانس لے کر کال پک کی۔

اسلام علیکم "فون اٹھاتے ساتھ ہی سلام کیا۔ "

وعلیکم سلام کیسی ہیں آپ "وہی دھیما اور ٹھہرا ہوا لہجہ۔ "

"الحمداللہ ٹھیک۔مجھے آپ سے معذرت کرنی تھی۔مجھے شدید غلط فہمی ہو گئی تھی۔آپ جانتے ہیں میں کتنی۔۔۔"

محتاط ہیں۔اور آپ کا یہی محتاط انداز مجھے بے حد پسند ہیں۔لڑکیوں کو ایسا ہی ہونا چاہئیے تاکہ کوئی بھی ان سے کوئی غلط بات نہ کر سکے۔اور" یہی وجہ ہے کہ میں اپنی عادت کے برخلاف ہر بار آپ سے بات کرتا ہوں۔آپ معذرت مت کریں۔شاید میرا انداز غلط تھا۔ان فیکٹ رات میں ہی یہ ایڈ دیکھا اور شومئی قسمت یہ اخبار میرے ایک دوست کے والد کا ہے۔اسے فون کیا اور آپ کا بتایا۔اس نے کہا اگر ٹیلنٹڈ

ہیں تو جلد ہی بھیج دو۔بس ایکسائیٹڈ زیادہ ہو گیا تھا اسی لیئے یہ خیال نہیں رہا کہ اخبار کا وہ صفحہ کسی اور طریقے سے آپ تک پہنچا دیتا۔ بہر حال غلطی میری بھی تھی۔ مجھے آپکی عادت کے خلاف جا کر آپکو مجبور نہیں کرنا چاہیئے تھا" بڑے سبھاؤ سے اس نے اپنی غلطی کا بھی اعتراف کر کے ابیشہ کو مزید شرمندہ کیا۔

پلیز آپکی غلطی نہیں تھی مجھے تحمل سے آپکی بات پہلے سننی چاہیئے تھی۔ سب جانتے ہیں کہ اب میں یونی کے میگزین میں لکھتی ہوں۔" اور آپ وہاں کے رکن ہیں تو اس حوالے سے ہم بات کر ہی سکتے ہیں۔ میں اوور ری ایکٹ کر گئ۔ بہر حال آج یہ یقین تو پختہ ہو گیا کہ آپ ایک بے حد اچھے انسان ہیں۔ کتنے خلوص سے آپ نے میرے لیئے اس جاب کو دیکھا اور میں نے آپکے خلوص کے ساتھ کیا کیا۔ مجھے آج بے حد شرمندگی محسوس ہو رہی ہے۔ پلیز میری معذرت قبول کر لیں۔ نہیں تو گلٹ رہے گا" وہ اسے کیا بتاتا کہ معاملہ خلوص سے کہیں آگے کا ہے۔

پتہ ہے ابیشہ کبھی کبھی کچھ رشتے آپکو بہت آزمائش سے دوچار کرتے ہیں" اس کا آنچ دیتا لہجہ ابیشہ کو گنگ کرنے کے لیئے بہت تھا۔ "

جی" وہ بس یہی کہہ سکی۔ "

ہاں نا آپ کا اور میرا رشتہ۔۔۔۔۔۔" اتنا کہہ کر غازان نے تھوڑا سا پوز لیا۔ مسکراہٹ دبائے وہ جیسے موبائل کے اس پار اسے ششدر" دیکھ رہا تھا اور محظوظ ہو رہا تھا۔

استاد اور شاگرد کا۔۔ بھول گئیں آپ" اب کی بار اسکی شرارت میں ڈوبی آواز سن کر ابیشہ نے اپنا رکا ہوا سانس بحال کیا۔ "

آپ نے ہی تو یہ رشتہ بنایا تھا" وہ مسکراتے ہوئے اسے پھر سے یاد کروانے لگا۔ "

جی بالکل۔۔" وہ ابھی بھی اسکی پہلی بات کی معنی خیزی کے سحر میں تھی۔ "

شاگرد کبھی بھی استاد کی مخلصی کو جان نہیں سکتا وہ یہی سمجھتا ہے یہ میرا سب سے بڑا دشمن ہے حقیقت میں اس سے بہترین مخلص شاگرد" کے لیئے کوئ اور ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ استاد ہر قدم پر اپنے شاگرد کی بہتری کا خواہاں ہوتا ہے جس میں اس کا اپنا کہیں کوئ فائدہ نہیں ہوتا۔"

یہ تو ہے۔ بہر حال شکریہ مگر آپ نے دو تین مرتبہ میری کال کیوں کاٹی تھی" وہ عام سے لہجے میں پوچھنے لگی۔ "

پہلے جب یونی میں ہی آپ نے کال کی تھی تب میں مصروف تھا کچھ دوستوں کے ساتھ پھر جب دوپہر میں گھر پر آیا تب مہمان آئے" ہوئے تھے اسی لیئے تب بھی آپکی کال اٹینڈ نہیں کر سکا۔ میں کبھی بھی آپ سے خفا نہیں ہو سکتا ابیشہ" گھمبیر لہجے نے پھر سے ابیشہ کو

exponovels

گھبراہٹ سے دوچار کیا۔

چلیں اب آپ کل کے انٹرویو کی تیاری کریں۔ باقی سب سوچوں کو اپنے ذہن سے نکال دیں۔ بیسٹ آف لک "پر خلوص لہجے میں اسے" وش کرتا وہ فون بند کر گیا۔

اور وہ کتنی دیر اسکی باتوں کو سوچتی رہی۔

وہ جو میری فرینڈ اس دن آئی تھی نا ابیشہ۔۔اف مما وہ اتنی ٹیلنٹڈ ہے۔ ہمارے یونی کے میگزین کے لیئے آرٹیکل بھی لکھتی ہے۔ غازان" کے ذریعے ہی اس نے بھیجے تھے "ندا اور اسکی مما اس وقت لاؤنج میں بیٹھیں ٹی وی دیکھنے میں مگن تھیں کہ یکدم ندا کچھ یاد آنے پر جوش میں انہیں بتانے لگ گئ۔ پہلے تو وہ سرسری سا سنتی رہیں لیکن جیسے ہی غازان کا اس نے نام لیا انکے کان کھڑے ہو گ ئے۔

ہاں اور تم اسے داد و تحسین کے ٹوکرے دو۔ اسی طرح وہ غازان کو لے اڑے گی اور تم کھڑی منہ دیکھتی رہنا۔ یہ مڈل کلاس کی لڑکیاں" بہت تیز ہوتی ہیں۔ امیروں کا پھانسنا ان کے لیئے بہت آسان ہوتا ہے "وہ تلخی سے بولیں۔

پلیز مما اس دن بھی آپ نے اس کی اتنی انسلٹ کی تھی وہ ایسی نہیں ہے "ندا انکی بات جھٹلانے لگی۔"

تم تو ہمیشہ بے وقوف ہی رہنا۔ اف میں کیسے تمہیں سمجھاؤں۔۔کوشش کرو اسے دور رکھو غازان سے۔ میں آج ہی شفق سے بھی یہ" سب ڈسکس کرتی ہوں۔ ویسے تو وہ کسی کو منہ نہیں لگاتا اب اس لڑکی کے آرٹیکلز تک چھپوانے میں مدد کی۔ کیا بات ہے بھئ "انہوں نے بری طرح ندا کو لتاڑا جو شرمندہ نظر آرہی تھی۔

ذکیہ نے فورا موبائل پر شفق کا نمبر ملایا۔

"ہیلو۔۔ کیسی ہو شفق"

میں ٹھیک ہوں تم سناؤ بڑے دنوں بعد فون کیا "دوسری جانب شفق نے ہلکا سا شکوہ کیا۔ "

ہاں بس مصروفیت تھی تھوڑی۔ آج بس ایک خاص بات کے لیئے فون کیا ہے۔ ذرا آج کل نظر رکھو غازان پر۔ ندا نے مجھے بتایا ہے کہ" اسکی کوئ دوست بہت لٹو ہو رہی ہے غازان پر۔ ارے بھئ ہمارا لڑکا تو سیدھا سادھا ہے سنا ہے مڈل کلاس سے ہے۔ اور آرٹیکلز چھپوانے کے چکر میں غازان کے آگے پیچھے پھر رہی ہے۔ دیکھو میرا کام تھا تمہیں خبر دار کرنا آگے تم بہتر جانو۔ چلو پھر بات ہو گی۔ مجھے کہیں جانا ہے۔ خدا حافظ "اپنی بات ختم کر کے ذکیہ نے دوسری جانب کی بات سنے بنا فون بھی بند کر دیا تھا۔ پتہ تو وہ پھینک چکی تھی اب اگلی چال کا انتظار

exponovels

کرنا تھا۔

اب مزہ آئے گا۔ ہمم میری بیٹی کے حق پر ڈاکہ ڈالنے چلی تھی" وہ اپنی ہی دھن میں نجانے ابیشہ کو غائبانہ کتنا کچھ برا کہہ رہی تھیں۔"

جس کے فرشتے بھی اس بات سے انجان تھے کہ کوئی اسکے لیئے اس قدر شدید حسد دل میں لیئے ہوئے ہے۔

لوگ ایسے ہی تو ہوتے ہیں۔ حقیقت جانے بنا کسی کے راستے کھوٹے کرنے والے۔اس پر الزام تراشی کرنے والے۔ذکیہ اس وقت ایسے ہی لوگوں میں سے تھیں۔

شفق تو دنگ رہ گئیں غازان کے بارے میں یہ سب سن کر۔ وہ بیٹا جس نے اب تک کی زندگی لڑکیوں سے ایک فاصلے پر گزاری تھی وہ یوں اچانک کسی میں انوالو ہو جائے گا۔اور سب سے زیادہ وہ دکھی اس بات پر تھیں کہ غازان کے افئیر کی خبر انہیں ذکیہ نے دی تھی۔ آخر غازان اگر کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے تو اس نے انہیں کیوں نہیں بتایا۔

وہ اسکی واپسی کا انتظار کر رہی تھیں۔ جو جم گیا ہوا تھا۔

پانچ بجے اسکی واپسی ہوئی۔

ممی پلیز زبردست سا جوس ریڈی کر دیں" پسینے میں شرابور وہ صوفے پر ان کے قریب بیٹھا جو آنکھوں میں اشتعال لیئے اسے دیکھ رہی" تھیں۔

یہ ابیشہ کون ہے؟" وہ جو آنکھیں موندے سر صوفے کی پشت سے ٹکائے بیٹھا تھا ماں کی بات پر نہ صرف اسکی آنکھیں پوری طرح" کھلیں بلکہ ان میں حیرت بھی سمٹی۔

آپ کو اس کا کس نے بتایا" ابھی ابیشہ اتنی بھی مشہور جرنلسٹ نہیں بنی تھی کہ اسکی ماں کو ابیشہ کا پتہ ہوتا۔ "

ذکیہ نے آج فون کر کے بتایا تھا کہ کوئی ابیشہ آجکل میرے بیٹے کے آگے پیچھے پھر رہی ہے۔پہلے تو میں نے اس بات کو سنجیدگی سے" نہیں لیا تھا مگر لگتا ہے واقعی کوئی معاملہ ہے" ان کی شک بھری نظریں اس کا دماغ گھمانے کے لیئے بہت تھیں۔

بالکل بہت بڑا معاملہ ہے۔انہوں نے آپکو یہ نہیں بتایا میں تو شادی کرنے لگا ہوں اس لڑکی کے ساتھ" غصے میں وہ چلایا نہیں تھا مگر لہجہ" بہت تلخ تھا۔

غازان" وہ تو اسکی بات سن کر دل تھام گئیں۔ "

For more visit (exponovels.com)

حد ہو گئ ہے ممی آپ ذکیہ آنٹی کی باتوں پر یقین کر رہی ہیں جنہیں ویسے ہی لگائ بجھائ کی عادت ہے۔ ابیشہ ندا کی ہی دوست ہے۔ اسے اپنے آرٹیکلز دینے تھے تو اس نے مجھ سے کہہ دیا۔ میں نے صرف ایڈیٹر کو اسکے آرٹیکلز میل کئے۔ کیا کسی لڑکی کی مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ میں اسکے ساتھ افئیر چلانے لگا ہوں۔ بات تو میں ہزاروں لڑکیوں سے کرتا ہوں۔ بہت سوں کے کام آتا ہوں۔ اسکا مطلب ہے سب سے شادی کروں گا۔ حد ہو گئ ہے ممی۔ آپ کو مجھ پر کوئ اعتبار نہیں" وہ بری طرح جھنجھلایا۔

اگر تم پر اعتبار نہ ہوتا تو پوچھتی نا" انہیں غازان کی باتوں سے تھوڑی تسلی ہوئ۔ "

یہ پوچھ رہی ہیں کہ عدالت لگا رہی ہیں۔ اس ندا کو تو میں بخشوں گا نہیں۔ ایک پاکباز لڑکی پر یوں الزام لگاتے ان لوگوں کو ذرا شرم نہیں آتی" غصے سے ہاتھ میں پکڑا تولیہ صوفے پر دے مارا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

افوہ جوس تو پی لو" وہ جو دھپ دھپ کرتا سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا شفق کی پکار پر بھی نہیں رکا۔ "

بہت پی لیا ہے" تیز آواز میں کہہ کر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ گیا۔ "

رات میں علی اسکے گھر آیا تب بھی غازان غائب دماغی سے اسکی باتیں سنتا رہا۔

میں کب سے تجھے اس پوائنٹ کو کلیئر کرنے کا کہہ رہا ہوں اور تو ہے کہ اپنی سوچوں میں بیٹھا ہے۔ کمبائن اسٹڈی نہیں کرنی تھی تو مجھے منع کر دیتا میں نہین آتا۔" وہ برا منا چکا تھا۔ "

سوری یار یہ بات نہیں ہے" وہ خفت زدہ ہوا۔ "

تو پھر کیا بات ہے کیا ہوا ہے؟" بالآخر وہ بھانپ گیا کہ مسئلہ گھمبیر ہے۔ "

غازان اسے وہ سب بتاتا چلا گیا جو وہ کسی سے شئیر نہ کرنے کا عہد کیئے ہوئے تھا۔

بیٹا میں نے کہا تھا نا کہ دال میں کچھ کالا ہے" علی بے حد خوش تھا۔ اسے غازان ہمیشہ سے بے حد عزیز تھا۔ "

بیٹا کچھ نہیں یہاں پوری دال کالی ہے" ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھول کر رومان اسکے کمرے میں داخل ہوا۔ غازان اور رومان کے کمروں کے بیچ دیوار میں ایک دروازہ بنایا گیا تھا جس سے وہ بآسانی ایک دوسرے کے کمروں میں بے دھڑک آجاتے تھے۔ رومان نے اسی دروازے کے پار سے انکی گفتگو سن لی تھی۔ "

میں تجھے کہتا تھا نا کہ تجھے علی مجھ سے کہیں زیادہ پیارا ہے۔ آج بھی تو نے ثابت کر دیا۔ اسے دل کی بات بتا دی مجھے نہیں بتائ" وہ منہ بسور "

کے کارپٹ پر غازان اور علی کے پاس بیٹھا وہ دونوں بھی وہیں آرام دہ حالت میں بیٹھے کتابیں درمیان میں رکھے پڑھ رہے تھے۔

تم ہر وقت وہاں بیٹھے میرے کمرے کی کن سوئیاں لیتے رہتے ہو "غازان نے بھنویں سکیڑ کر رومان کو دیکھا "

تو جلتا رہیں ہمیشہ "علی نے اسے چھیڑا۔ "

جبکہ غازان سر پکڑ کر بیٹھا تھا وہ اپنا مسئلہ بیان کر رہا تھا اور وہ دونوں اپنی ہی جنگ لے کر بیٹھ گ ئے تھے۔

تم دونوں نے مجھے کوئی مشورہ دینا ہے یا پھر میں یہاں سے چلا جاؤں "غازان ذکیہ کی ساری گفتگو اور شفق کا شک بھی انہیں بتا چکا تھا۔ "

بیٹا پہلی بات تو یہ کہ تو ساری زندگی گھامڑ ہی رہنا۔ ارے یار ایسی خاموش محبت تو آجکل کی لڑکیاں نہیں کرتیں اور تو سولہویں صدی کی "

ہیروئن بنا بیٹھا ہے۔ کیا یہ محبت یہیں تک رہے گی یا آگے بھی کچھ سوچا ہے "علی نے اب کی بار سنجیدگی سے پوچھا۔

پتہ نہیں یار ابھی اتنا آگے کا سوچا نہیں کہ اسکے لیئے کوئی تگ ودو کرنی ہے ابھی تو صرف ہر ممکن طریقے سے اسکی زندگی کو سہل کرنے کی "

کوشش کر رہا ہوں "غازان نے سچائی سے دل کی بات بتائی۔

سب سے پہلے تو تم اس ندا کی طبیعت صاف کرو۔ زہر لگتی ہے مجھے "رومان نے چڑ کر کہا۔ غازان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئ۔ "

بیٹا تیرے اباجی اسے تیری بھابھی بنانے کے چکر میں ہیں "علی نے اسے حقیقت بتائی۔ "

غازان اگر تو نے اس سے شادی کی تو یقین کر میں نے خودکشی کر لینی ہے "وہ غازان کو دھمکانے لگا۔ "

بکواس نہیں کرو۔ ایسی فضول لڑکی سے تو میں کبھی شادی نہ کروں۔ ڈیڈی کو پتہ نہیں اس میں کیا گوہر جڑے نظر آتے ہیں۔ ایک نمبر کی "

فضول عورتیں ہیں دونوں ماں بیٹی "غازان تلملا کر بولا۔

"اور میری ماں تو ہمیشہ سے اظہار کر دے۔ آنٹی کو بھی اعتماد میں لے "

یار وہ آج مجھے اسکا طعنہ دے چکی ہیں۔ کل کو میں جا کر کہوں ممی اسی لڑکی کے گھر رشتہ لے جائیں تو تمہارے خیال میں وہ بڑی آسانی "

سے مان جائیں گی۔ نہیں یار میں اس پر آنچ نہیں آنے دینا چاہتا۔ وہ خود اتنی محتاط رہتی ہے میں کیسے اپنی ماں کے ہاتھوں اسکی انسلٹ

کرواؤں "غازان نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

چلو ابھی ندا کو تو ٹھنڈا کرو پھر سوچتے ہیں۔ میں تو اس لیئے کہہ رہا تھا کہ کہیں تمہاری اسی احتیاط والی پالیسی کے چکر میں وہ کسی اور کے "

مقدر کا ستارہ نہ بن جائے "علی نے حقیقت کا رخ دکھایا۔

اور پھر وہ اگر تمہیں نہ ملی تو "رومان نے بھی سوال کیا۔ "

ابھی اتنا کچھ نہیں سوچا۔اور ویسے بھی اسکی بہن نے بتایا تھا کہ ابھی وہ اسٹیبلش ہونا چاہتی ہے۔تو ظاہر ہے اس کے دوران وہ شادی کرنے سے تو رہی۔ خیر ابھی تو مجھے خود خبر نہیں کہ یہ سب محبت ہے یا کچھ اور۔۔۔"وہ خود ابھی کنفیوز تھا۔ابھی تو اس سے کوئی واضح تعلق بنا ہی نہیں تھا تو وہ یکدم شادی کی بات کیسے سوچ سکتا تھا۔

بیٹا اللہ ہی تیرے حال پر رحم کرے نہ تجھے یہ پتہ ہے نہ وہ۔۔۔۔تو بھی عجیب تیری محبت بھی عجیب "رومان اسکی باتوں پر بدمزہ ہوا۔ "

رومان کی بات پر وہ ہولے سے ہنسا۔اسے کیا بتاتا کچھ محبتیں اور جذبے واقعی بہت عجیب ہوتی ہے عام سطحی محبت سے کہیں ہٹ کر۔اور شاید وہی سچے اور دیرپا ہوتے ہیں۔

علی کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اس نے رات میں ہی ندا کو فون کیا۔

رات گیارہ بجے غازان کا نمبر اپنے موبائل پر بلنک ہوتا دیکھ کر ندا کی حیرت اور خوشی کی انتہا نہ رہی۔

جلدی سے کال پک کی۔

"ہیلو"

ہیلو خیریت رات کے اس وقت غازان سکندر نے مجھے کیسے کال کرلی" وہ اپنی طرف سے طنز کرتے ہوئے بولی۔"

کال میں نے یہ کہنے کے لیئے کی ہے کہ تم جو پروپیگنڈا کر رہی ہو۔بہتر ہے کہ اسے ختم کرو۔ تمہیں ذرا شرم نہیں آئی کسی کی ذات پر کیچڑ" اچھالتے ہوئے۔یاد رکھنا جو کیچڑ آج تم دوسروں پر اچھال رہی ہو یہ نہ ہو کہ کل کو پلٹ کر تم پر بھی اسکے چھینٹے پڑیں۔کیا سوچ کر تم نے مجھے اور ابیشہ کو اسکینڈلائز کیا ہے۔وہ دوست ہے تمہاری اسی رشتے کا پاس کر لیتیں۔

کیوں تم نے میرے اور ابیشہ کے متعلق غلط بات ذکیہ آنٹی کو بتائی۔انہیں سمجھا دینا کہ دوسروں کے بچوں کو بدکردار بنانے سے پہلے اپنے بیٹے کے کرتوتوں کی خبر لیں تو زیادہ بہتر ہے۔وہ اپنے ذاتی فلیٹس پر جا کر کیا کچھ کرتا ہے میں اچھی طرح واقف ہوں۔

آئندہ اگر انہوں نے میری ممی کو میرے متعلق کوئی غلط بات کی تو انکے بیٹے کے کرتوت بمع ثبوت میں اس طرح کھولوں گا کہ تم لوگوں کا پورا خاندان کہیں منہ چھپانے کے قابل نہیں رہے گا۔غازان سکندر کو اس نہج پر مت لاؤ کے اتنے سالوں کی دوستی کو مجھے دشمنی میں بدلنا پڑے "اپنی بات کہہ کر اس نے دوسری جانب کی کوئی بھی بات سننا گوارا نہیں کی۔

ندا تو سانس روکے اسکی پھنکار سن رہی تھی کب اندازہ تھا کہ غازان اس طرح بات کرے گا۔وہ تو نجانے خیالوں میں کیا کیا منصوبے بنائے

ہوئے تھی۔یہ کیا ہو گیا تھا۔

ابیشہ کا انٹرویو بہت اچھا ہوا تھا۔اسے پوری امید تھی کہ اس کا سلیکشن ہو جائے گا۔بلڈنگ سے باہر آتے ہی اس نے سب سے پہلے غازان کو میسج کیا۔

تھینک یو۔مجھے اس جاب کے بارے میں بتانے کے لیئے انٹرویو بہت اچھا ہوا ہے۔مگر مجھے کہیں کہیں شک ہوا کہ آپ نے میری" سفارش کی ہے۔وہ لوگ اتنے اچھے سے مجھ سے بات کر رہے تھے۔اور بالکل بھی گھمانے پھرانے والے سوال نہیں کیئے۔وہ کیوں؟"وہ واقعی ورطہ حیرت میں تھی کہ انٹرویو اتنا آسان بھی ہوتا ہے۔رات ساری نجانے کیا کیا پڑھتی رہی تھی کہ شاید یہ پوچھ لیں یہ پوچھ لیں۔مگر ویسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔

غازان اس وقت جم میں موجود تھا۔شام کا وقت تھا وہ جانتا تھا کہ یونیورسٹی سے سیدھا ابیشہ نے انٹرویو کے لیئے جانا ہے۔گیم کرتے بھی سارا وقت دھیان اسی میں اٹکا ہوا تھا۔اور ٹھیک گھنٹے بعد اس کا میسج پڑھ کر یک گونہ سکون ملا۔

گیم روک کر میسج پڑھا۔انسٹرکٹر سے بریک لے کر ہال سے باہر آیا۔ساتھ ہی فون بھی ملا چکا تھا۔

اسلام علیکم مبارک مستقبل کی عظیم رپورٹر۔مجھے آپ سے یہی امید تھی لیکن سیریسلی میں نے کوئی سفارش نہیں کی۔کیا آپکو اپنی" صلاحیتوں پر یقین نہیں"مسکراتے ہوئے سامنے لگے آئینے میں دیکھ خود کو رہا تھا تصور میں وہ صبیح چہرہ تھا۔

وعلیکم سلام۔ابھی جاب کہاں لگی ہے جب کنفرم ہو گا تب مبارک دیجئیے گا۔مجھے واقعی اندازہ نہیں تھا کہ انٹرویو اتنے آسان بھی ہوتے" ہیں میں تو بہت گھبرائی ہوئی تھی۔تو بس ایسے ہی شک ہوا کہ کہیں آپ نے نہ انہیں کہا ہو کہ مجھ سے مشکل سوال نہ پوچھیں"اسکی بات پر وہ قہقہہ لگائے بغیر نہ رہ سکا۔

جی بالکل میں نے انہیں بتایا تھا کہ میری ایک ڈرپوک شاگرد آرہی ہے۔پلیز اسے پریشان مت کرنا"وہ اسکی بات پر محظوظ ہو رہا تھا۔" عجیب معصومیت تھی اس میں۔

اب آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں"وہ برا منا گئی۔ "

ارے بالکل بھی نہیں۔آپ کو خود پر نہیں مگر مجھے آپ پر یقین تھا کہ آپ انہیں اپنی ذہانت سے مرعوب کر لیں گی۔اور ان شاءاللہ امید" ہے آپ ہی اس سیٹ کی اہل ہوں گی"اس نے خلوص دل سے کہا۔

شکریہ۔ چلیں پھر بات ہو گی میری بس آ گئی ہے" کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کیا۔ "

غازان کا دل کیا اسے کہے وہیں رکو میں لینے آجاتا ہوں۔ مگر کہہ نہ سکا۔

کچھ دن تو وہ ابیشہ سے کھچی کھچی رہی مگر پھر خود ہی ٹھیک ہو گئی۔ ابیشہ نے کبھی غازان کا ذکر تک نہیں کیا۔ اسی لیئے بھی اسے تسلی ہوئی کہ شاید اسکی ماں نے خوامخواہ کہ مفروضہ قائم کیا تھا۔

مگر اپنے شک پر یقین کی مہر ثبت کرنے کے لیئے اس نے ایسے ہی اس دن یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں بیٹھے ابیشہ کے سامنے غازان کا ذکر چھیڑا۔

ہماری یونیورسٹی میں بہت سے خوبصورت لڑکے ہیں۔ مگر جو بات غازان میں ہے وہ کم ہی کسی میں نظر آتی ہے۔ ہے نا ابیشہ" وہ جو" نظریں جھکائے اخبار میں موجود کچھ خبروں کو مارک کر رہی تھی بے توجہی سے اسکی بات پر سر ہلانے لگی۔ مگر بولی کچھ نہیں۔

میں تم سے کچھ کہہ رہی ہوں" اپنی بات کا یوں نظرانداز کیئے جانا ندا کو بری طرح کھلا۔ "

وہ اخبار پر دونوں ہاتھ رکھ کر سیدھی ہوتی ندا کی جانب پوری طرح متوجہ ہوئی۔

تم جانتی ہو مجھے کبھی کسی لڑکے کے متعلق بات کرنے میں دلچسپی محسوس نہیں ہوئی۔ وہ چاہے غازان ہو یا یونی کا کوئی اور حسین و جمیل۔" یہ سب فضولیات اور وقت کا ضیاں ہے۔ میرے وقت اور میری زندگی میں ان سب فضول ٹاپکس کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ سب وہ لڑکیاں سوچتی ہیں جنہیں یا تو یہاں پر لڑکوں سے دوستیاں کرنے سے غرض ہوتا ہے۔ یا پھر انکے ماں باپ کے پاس اتنا پیسہ ہوتا ہے کہ انہیں اپنے کیرئیر کی فکر نہیں ہوتی۔ جبکہ میں ان دونوں کی کیٹگری میں نہیں آتی۔ مجھے اپنے مستقبل پر فوکس کرنا ہے جس میں کسی لڑکے کا کوئی گزر نہیں ہو سکتا۔ ہاں میں لڑکی اور لڑکے کے رشتے سے انکار نہیں کرتی محبت سے بھی انکاری نہیں مگر تب جب وہ خالص محرم رشتے میں ہو۔ نہیں تو یہ خود کو دھوکہ دینے والی باتیں ہیں۔ اور ٹائم پاس ہے۔ جس کا نتیجہ گناہ اور دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں۔"

سہولت سے اپنا موقف اس پر واضح کرنے کے بعد وہ پھر سے اپنے سابقہ کام میں مگن ہو گئی۔

جبکہ اسکی یہ باتیں ندا کو یک گونہ سکون دے گئیں۔ اس نے شکر کیا کہ اسکے وہم و گمان میں بھی غازان کہیں نہیں ہے۔

ان کے فائنل امتحان آچکے تھے۔ دونوں باقی سب مصروفیات چھوڑ کر صرف پڑھائی پر فوکس کیئے ہوئے تھے۔ ابیشہ پیپرز دینے کے ساتھ ساتھ اسی جاب کو جاری رکھے ہوئے تھے جو غازان کے دوست کے والد کے اخبار میں اسے ملی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

انہیں ابیشہ کے کالمز بے حد پسند تھے۔ وہ تلخ حقائق کو اس خوبصورتی سے لکھتی تھی کہ لوگ اسے سراہے بنا نہیں رہتے تھے۔ ڈھیروں کے حساب سے ای میلز اخبار کو موصول ہوتی تھیں جن میں ابیشہ کی تعریف بھری پڑی ہوتی تھی۔

مگر اس سب کے باوجود اس نے کبھی غرور نہیں کیا تھا۔ ابھی تو آغاز تھا اسے کامیابیوں کی بلندیوں کو چھونا تھا۔

پیپر کی مصروفیت کی وجہ سے نہ تو اس کا غازان سے کوئی رابطہ ہوا تھا اور دانستہ بھی اس نے رابطہ نہیں کیا تھا۔

مگر جو ایک بات بہت عجیب سی اسکے پیپرز کے دوران ہوئی وہ کسی انجان بندے کا روز اسکے آفس ٹائمنگز کے دوران اسے پھول بھیجنا اور بیسٹ آف لک فار یور ایگزامز کا کارڈ ان پھولوں کے ہمراہ بھیجنا۔

کالم نگار کی حیثیت سے اب بہت سے لوگ اسے جاننے لگ گ ئے تھے۔ اور ایسا بہت سے کالم نگاروں کے ساتھ ہوتا تھا جو اس اخبار سے جڑے تھے۔

لہذا وہاں کے اسٹاف کے لئیے یہ کوئی اچھنبے کی بات نہیں تھی۔ ہاں مگر ابیشہ کے لئیے یہ سب بہت عجیب تھا۔ بھیجنے والے نے کبھی اپنا نام نہیں لکھا ہوتا تھا۔

آخری پیپر والے دن آفس آکر اس نے بہت دنوں بعد اپنا میل باکس چیک کیا جس میں ایک انجانے آئی ڈی کی میلز بھری پڑیں تھیں۔ اس کے کالمز کی بے حد تعریفیں کی گئیں تھیں۔

وہ باری باری سب پڑھتی جا رہی تھی۔ آخری میل پر اسکی نگاہیں ساکت ہو گئیں۔ کیونکہ بھیجنے والے نہ صرف ان پھولوں کا ذکر کیا تھا بلکہ اسکے امتحانات اور کامیابی کے لئیے بہت سی دعائیں دی تھیں۔

اس نے فوراً اس آئی ڈی کی تفصیل چیک کی مگر کوئی ایسا کلیو نہیں تھا جس سے وہ جانتی کہ یہ کون ہے۔ مگر جو بھی تھا اس کو اچھے سے جانتا تھا۔

آخر اسکے کالم پڑھنے والوں کو یہ کیسے پتہ چل گیا کہ اس کے پیپرز ہو رہے ہیں۔ جبکہ وہ کوئی ایسی بھی مشہور نہیں تھی کہ کہیں کوئی اس کا انٹرویو آیا ہو۔ یا اسکی شکل سے کوئی واقف ہو۔

سوچ سوچ کر اس کا سر درد کرنے لگ گیا۔

رات میں اس نے ورشہ کو سب بتایا۔

"بے وقوف اس پروفیشن میں یہ سب چلتا ہے۔ تم کیوں اتنی ٹینس ہو رہی ہو۔"

مگر یار وہ کون ہے جسے میرے ایگزامز کا پتہ چل گیا۔ جبکہ یونی میں کسی کو نہیں پتہ کے میں اس اخبار میں جاب کرتی ہوں۔ اور پھر میں ابھی اتنی پاپولر بھی نہیں ہوئی کہ لوگ میں نے کہیں انٹرویو دئیے ہوں" وہ ابھی بھی پریشان تھی۔

exponovels

اف آپی۔۔۔کتنا بے تکا پریشان ہوتی ہو تم۔وہ جو بھی ہے تمہیں نقصان تو نہیں پہنچا رہا نہ۔کیوں کسی کو اپنے حواسوں پر سوار کر رہی ہو۔" ایسے کرو گی تو اس پروفیشن میں تمہارا گزارا نہیں۔ایسی باتوں پر پریشان نہیں ہوتے خوش ہوتے ہیں۔فخر کرو کہ لوگ تم سے محبت کرنے لگے ہیں۔۔۔مطلب تمہارے کام سے اور کسی بھی لکھاری کے لیئے اس سے بڑی کوئی جیت نہیں کہ اس کا قاری اس سے خاموش محبت کرے۔" وہ بس گم صم ورشہ کو دیکھتی رہی۔

یونیورسٹی میں فائنلز کو فیرویل ڈنر دیا جارہا تھا۔جس میں سبھی سینئر جونئیر شامل تھے۔

ابیشہ اور ورشہ اپنے ڈریسز لینے کے لیئے بازار آئی ہوئی تھیں۔صرف شام اور رات تک کا وقت تھا اگلے دن رات میں ڈنر تھا لہذا انہیں آج ہی ڈریسز لینے تھے۔

ابیشہ نے تو حسب سابق جلد ہی ایک دکان سے ہلکی سی ایمبرائیڈری والا ڈارک پرپل اور سٹیل گرے کلر کا سوٹ لے لیا مگر ورشہ کو کوئی سوٹ پسند نہیں آرہا تھا۔

بس کردو ورشہ آج ساری رات ہم نے یہاں نہیں رہنا۔اندھیرا بڑھ رہا ہے۔جلدی کرو" وہ پریشان سی باہر بڑھنے والی تاریکی کو دیکھ کر" بولی۔ماں کا بھی بہت مرتبہ فون آچکا تھا۔

یار اب ٹائم کم تھا میرا تو کوئی قصور نہیں" وہ منہ بنا کر بولی۔ "

اچھا جلدی کرو" بالآخر اللہ اللہ کر کے ورشہ کو ایک بلیک اور مسٹرڈ سوٹ پسند آہی گیا۔دکان سے نکل کر ایک ہوٹل کے قریب سے" گزرتے ورشہ کو شدید پیاس ستانے لگی۔

ہوٹل کی بہت سی سٹنگ باہر کی گئی تھی جہاں زیادہ تعداد مردوں کی تھی۔عورتیں زیادہ تر کار پارک کر کے ان میں موجود کھانے پینے کی اشیاء کا آرڈر دے رہی تھیں۔

ورشہ بہت آدمی ہیں یہاں۔ابھی رہنے دو۔آگے سے کہیں لے لیں گے" ابیشہ نے اسے ٹوکنا چاہا۔بھانت بھانت کے مرد بیٹھے تھے۔" اور پھر وہ تھی بھی اکیلیں۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی غلط بات ہو۔

یار جوسز لے کر ہم نکل چلیں گے" ورشہ پیاس سے بحال تھی۔"

ورشہ کبھی کبھی تم اتنی ضدی ہو جاتی ہو کہ" ابیشہ اسے ہلتے نہ دیکھ کر غصے سے گھور کر رہ گئی۔ "

تم یہاں کھڑی ہو میں جوس لاتی ہوں۔" آدمیوں کی لمبی قطار جوس کارنر پر دیکھ کر اس نے ہمت مجتمع کی۔ "

ورشہ تھی بھی اس کی لاڈلی اسی لیئے اس کی خواہش پوری کرنے کے چکر میں وہ کبھی کبھی اپنے اصولوں کو بھی توڑ دیتی تھی۔

جوس کارنر پر ایک لائن عورتوں کی بھی تھی مگر بمشکل دو یا تین عورتیں موجود تھیں۔

ابیشہ بھی خاموشی سے ان کے قریب چلی گئ۔

پانچ منٹ بعد ہی وہ عورتیں بھی وہاں سے ہٹ گئیں اب وہ اکیلی کھڑی تھی۔

"بھائ صاحب دو گلاس کاک ٹیل جوس کے بنادیں۔"

شیشے کی بنی کھڑکی کے اس پار بیٹھے شخص کو جلدی سے اپنا آرڈر دے کر وہ تھوڑا پیچھے کھڑی ہو گئ۔ مگر پھر شیشے کے پار اور اپنے بائیں جانب کھڑے بہت سے آدمیوں کی چھبتی نظروں کو خود پر محسوس کر رہی تھی۔

جو نہی گلاس اسکے سامنے آئے اس کے عقب سے ایک ہاتھ نے آگے بڑھ کر وہ گلاس اٹھالیا۔

جانی پہچانی خوشبو قریب سے آئ۔ مڑ کر دیکھنے پر جو شخص نظر آیا شدت سے دل کیا کاش وہ وہاں نہ آتا۔

سرد نظریں اسکی نظروں سے ٹکرائیں۔

"ایک تو پتہ نہیں تمہیں اتنے کپڑے لینے کا کریز کیوں ہے۔ لڑکیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتے ہو" غازان کی جھنجھلاہٹ عروج پر تھی۔ کل کے فیئر ویل کے لیئے رومان کو کپڑے چاہیئے تھے۔ کل کے فنکشن کے علاوہ بھی نجانے کتنا کچھ اس نے لے لیا تھا۔

غازان فضول خرچ نہیں تھا۔ وہ پیسہ ہمیشہ بہت طریقے سے خرچ کرتا تھا۔

"بھائ میں تیرے جیسا عقل مند نہیں اور نہ ہی اتنے طریقے سلیقے والا ہوں۔" وہ واقعی حیران ہوتا تھا کہ غازان بہت کم شاپنگ کرتا تھا۔ مگر پھر بھی ہر فنکشن کی مناسبت سے بہت طریقے سے ڈریس اپ ہو کر ہمیشہ ماحول پر چھا جاتا تھا۔

ۓ گاڑی کی جانب جا رہے تھے کہ یکدم بائیں جانب یوں ہی دیکھتے ہوۓ غازان کی نگاہ ورشہ پر پڑی۔ جو ایک وہ دونوں باتیں کرتے ہو ریسٹورینٹ کے سامنے ہاتھوں میں تھیلے تھامے اکیلی کھڑی تھی۔

ریسٹورینٹ کا سٹنگ ایریا زیادہ تر باہر تھا جہاں اس وقت مردوں کا ہجوم تھا۔ ایسے میں ورشہ اکیلی کھڑی کیا کر رہی تھی۔

وہ یکدم رکا۔

"رومان میں ابھی آتا ہوں" تیزی سے ورشہ کی جانب بڑھا۔

رومان بھی حیران ہوتا اس کے پیچھے ہو لیا۔

"ورشہ یہاں کیا کر رہی ہیں" دائیں جانب سے آنے والی آواز پر بے اختیار بائیں جانب نگاہ کی۔

"اسلام علیکم! کیسے ہیں غازان بھائ۔ وہ ہم شاپنگ پر آئے تھے مجھے پیاس لگی تو ہم یہاں سے جوس لینے کے لیئے رک گۓ" وہ خوشگوار

لہجے میں غازان کو بتا رہی تھی جس کا دھیان لفظ ہم پر اٹک گیا۔

"ہم؟"

جی ابیشہ آپی جوس لینے گئی ہے" رومان جو کب سے یہ سمجھ رہا تھا کہ شاید یہ ابیشہ ہے اس لڑکی سے ابیشہ کا نام سن کر جان گیا یہ اس کی بہن "ہے۔

دل میں شکر کیا کہ آج وہ پری چہرہ دیکھنے کا موقع ملے گا جو اسکے بھائی کے دل کی دنیا کو آباد کر چکا ہے۔

اس کی بات پر غازان تیزی سے سامنے بنے جوس کارنر کی جانب بڑھا۔

لائیٹ بلو اور پنک کلر کے سوٹ میں ایک ہی لڑکی وہاں کھڑی تھی جو ابیشہ کے علاوہ کوئی اور نہیں تھی۔

جوس والا جن گندی اور غلیظ نگاہوں سے ابیشہ کو دیکھ رہا تھا بلکہ وہ ہی نہیں مردوں کی لائن میں موجود بہت سے اور لوگ جس طرح ابیشہ کو دیکھ رہے تھے غازان کا دل کیا ان سب کی آنکھیں پھوڑ ڈالے اور ابیشہ کو کہیں چھپا لے۔

جیسے ہی دو گلاس کاؤنٹر پر رکھے غازان نے ہاتھ بڑھا کر وہ اٹھا لیئے۔

ابیشہ نے کچھ پریشان ہو کر جوں ہی مڑ کر دیکھا اپنے پیچھے کھڑے غازان کو دیکھ کر وہ بری طرح چونکی۔

دونوں گلاس اسے تھما کر اس نے جیب سے پیسے نکال کر کاؤنٹر پر رکھے۔

"کیا کر رہے ہیں میں۔۔۔"

چلیں" سرد لہجہ اسکی بات کاٹ گیا۔ "

ابیشہ خاموشی سے اسکے پیچھے چلنے لگی۔

ورشہ کے قریب آکر وہ رکا۔

کیا ضرورت تھی آپ دونوں کو رات کے اس وقت یہاں آنے کی۔ دنیا میں اور سب دکانیں بند ہو چکی ہیں "غصے سے ابیشہ کو دیکھتے اس" نے اپنی کھولن نکالی۔

گھر جانا ہے آپ دونوں نے؟" اسی لہجے میں سوال کیا۔ "

جی" ابیشہ نے ایک نظر اسکے غصیلے چہرے پر ڈال کر ہولے سے جی کہا۔ "

چلیں" اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا وہ چل پڑا۔ رومان نے حیرت سے بھائی کو دیکھا۔ "

میں ان کا بھائی ہوں" آخر اس نے خود ہی تعارف کروایا۔ غازان جتنے غصے میں تھا اس سے تو یہ امید لگانی بے کار تھی کہ وہ رومان کا" تعارف کرواتا۔

exponovels

میں ابیشہ ہوں اور یہ ورشہ میری بہن" اس نے بھی اپنا اور ورشہ کا تعارف کروایا۔ گاڑی کے پاس آتے غازان نے اسے ان لاک کیا۔" انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرکے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر دھاڑ سے دروازہ بند کیا۔

کیا ہو گیا ہے بھائی" رومان نے بیٹھتے ساتھ ہی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے شانت کرنا چاہا۔ "

آپ دونوں یہاں کیوں کھڑیں تھیں آخر۔۔ جانتی ہیں کس قماش کے مرد یہاں موجود ہوتے ہیں۔ آپ سے کم از کم اس حماقت کی مجھے " امید نہیں تھی۔" غصے سے گاڑی پارکنگ سے نکالتے وہ ان دونوں پر برسا۔

آخری بات بیک ویو مرر میں نظر آتی ابیشہ کو دیکھ کر کہی۔

غازان بھائی۔ آپی کا قصور نہیں اس نے تو منع کیا تھا میں نے ہی ضد کی تھی کہ مجھے جوس پینا ہے۔ ویسے بھی ہم مردوں کے ساتھ یونی " میں بھی تو پڑھتے ہیں" ورشہ نے فوراً کلئیر کیا۔

ورشہ وہاں اور یہاں بہت فرق ہے۔ وہاں آپ اکیلی نہیں یہاں اس وقت آپ اکیلی کھڑی تھیں اور مردوں کے ساتھ پڑھ لینے کا مطلب " یہ نہیں کہ آپ ہر طرح کے مرد کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔" دھیمے سے اسے سمجھایا۔

سوری" ابیشہ کی آواز پر نظر بے اختیار اس کی جانب اٹھی تو اپنے لہجے کی تلخی ٹھیک نہیں لگی۔ "

میرا مقصد آپ دونوں کو ہرٹ کرنا نہیں تھا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کس قسم کی لڑکیاں ہیں۔ اسی لیئے اس وقت آپ دونوں کو یہاں " دیکھ کر حیران ہوا تھا۔ آپ چاہے جتنی مرضی صاف ستھری سوچ کے مالک ہوں۔ ضروری نہیں آپ کو دیکھنے والا بندہ بھی اتنی ہی صاف ستھری سوچ کا مالک ہو۔ یہاں ایلیٹ کلاس کے شراب اور شباب والے لڑکے بھی ہوتے ہیں، غنڈے اور بدمعاش بھی اور ان میں سے چند شریف بھی ہوتے ہیں۔ مگر آپ نہیں جانتیں آپ پر پڑنے والی نگاہ ان میں سے کس شخص کی ہے۔ بس اسی لیئے میں ہائپر ہو گیا تھا۔ ویسے بھی رات کے اس وقت لڑکیوں کا باہر نکلنا مناسب نہیں۔" نرم لہجے میں کہتا وہ اپنے غصے کی وجہ بتانے لگا۔

آپی نے تو ڈریس لے لیا تھا میری وجہ سے دیر ہوئی ہے۔" ورشہ نے پھر اس کی حمایت کی۔ "

اچھا چلیں بس اب اس ٹینس سچوئیشن سے نکلیں۔ آپ دونوں یقیناً ہماری ہی یونیورسٹی میں پڑھتی ہیں اتنا تو پتہ چل گیا ہے مگر کیا پڑھتی " ہیں یہ نہیں پتہ۔ آپ بتانا پسند کریں گی" رومان نے ان کا رخ اپنی باتوں کی جانب موڑ کر ماحول کو نارمل کیا۔

ابیشہ اسے بھی بے حد پسند آئی۔ دھیمے مزاج کی نازک سی مگر پر عزم ارادے لیئے یہ لڑکی اسکے بھائی کے لیئے پرفیکٹ تھی۔ دل ہی دل میں اس نے غازان کی پسند کو بے حد سراہا۔ کاش وہ منا کو بھی اپنا ہمنوا بنا سکتا پھر تو ممی اور ڈیڈی کو کنوینس کرنا کچھ مشکل نہیں تھا۔ مگر ابھی تو غازان خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چاہتا تھا تو وہ منا کو کیسے سب بتا سکتا تھا۔

دل میں ڈھیروں خواہشیں پل رہی تھیں۔ مگر ابھی وہ مجبور تھا۔

exponovels

آپ لوگ پلیز اندر آئیں "انہیں گھر کے باہر اتار کر جیسے ہی غازان نے گاڑی سٹارٹ کی ابیشہ نے اسکی جانب والی کھڑکی کے پاس جھک کر "
کہا۔

اس نے رومان کی جانب دیکھا جو پہلے ہی دروازہ کھول چکا تھا۔

رومان کے انداز سے وہ جان گیا تھا کہ ابیشہ اسے بے حد اچھی لگی ہے۔

" چائے پلوائیں گی" رومان بے تکلفی سے بولا۔

" رومان؟" غازان کی پکار میں تنبیہہ تھی۔

ضرور کیوں نہیں۔ان کے تو احسانوں کی لسٹ اتنی لمبی ہوتی جا رہی ہے۔کہ جس کے لیئے ایک چائے نہیں بلکہ ڈنر بھی ہونا چاہئیے۔"""
ایک نظر غازان کو دیکھ کر وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔

غازان نے دانستہ اسے دیکھنے سے اجتناب کیا۔ورشہ کے بیل بجاتے ہی دروازہ کھل چکا تھا۔

" آئیں پلیز" وہ انہیں آگے بڑھنے کا اشارہ کرتی خود بھی ان پیچھے داخل ہوئی۔

اندر داخل ہوتے ہی سامنا ابیشہ کے والد سے ہوا۔

اسلام علیکم ابو یہ میرے یونیورسٹی فیلو ہیں غازان جن کے بارے میں میں نے آپ کو بتایا تھا۔آرٹیکلز اور جاب کے سلسلے میں انہوں "
نے میری مدد کی تھی۔اور یہ ان کے چھوٹے بھائی ہیں" بارعب سے ابیشہ کے ابو غازان کو بے حد بھلے مانس انسان لگے۔

ارے ہاں۔آئیں بیٹا آپ دونوں بھئی ہمارے گھر میں تو آپ کا بہت ذکر ہوتا ہے" وہ دونوں انہیں سلام کر کے ان کے ساتھ ڈرائینگ "
روم کی جانب بڑھے۔اتنی دیر میں ورشہ اپنی امی کو بھی بلا لائی۔

" ہم بھی اسی مارکیٹ میں تھے جہاں یہ لوگ شاپنگ کر رہے تھے" ابیشہ نے ان کے ساتھ آنے کا مقصد بتانا چاہا۔

جی انکل انہیں وہاں ٹیکسی کا انتظار کرتے دیکھا تو میں نے سوچا رات کے وقت بہتر ہے کہ کوئی اعتبار کا بندہ ہو۔بس اسی لیئے انہیں گھر تک "
چھوڑنے کا کہا۔" غازان نے ابیشہ کی بات اچک کر جو بات بنائی وہ سن کر ابیشہ کچھ لمحوں کے لیئے کچھ بولنے کے قابل نہ رہی۔عجیب شخص
تھا اسکے لیئے ہر مرتبہ مسیحا بن کر آتا تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ انکے ابو کو سچ معلوم ہو اور انہیں ڈانٹ پڑے۔

ابیشہ چائے بنانے چلی گئ ساتھ میں لوازمات کی ٹرے بھی سجانے لگی۔

چائے تیار کر کے ڈرائینگ روم میں لائی جہاں خوشگوار ماحول میں باتیں ہو رہی تھیں۔

" اتنا کچھ کیوں کر لیا آپ نے" غازان نے ٹرے میں موجود کباب، سینڈوچز اور سنیمن رولز دیکھ کر ابیشہ کو سرزنش کی۔

" کچھ خاص نہیں ہے آپ لیں پلیز" اسکی جانب چیزیں بڑھاتے وہ مہمان نوازی بھرپور طریقے سے نباہ رہی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

"اچھاانکل اب اجازت "چائے ختم کرتے ہی غازان نے اٹھنے کے لیئے پر تولے۔

"ارے بیٹا کھانا کھا کر جانا"سمیعہ بیگم نے محبت سے کہا۔

"نہیں آنٹی بہت شکریہ۔۔ ممی کھانے پہ انتظار کر رہی ہوں گی۔ پھر کبھی ہم آئیں گے ان شاءاللہ۔" کہتے ساتھ ہی اس نے جھک کر ان سے پیار لیا۔اونچالمبا وجیہہ غازان انہیں بے حد اچھا لگا۔نہایت شریف اور بردبار سا۔ایسے لڑکے اب کے دور میں کم ہی دیکھنے میں آتے ہیں۔ان کی دونوں بیٹیاں سامنے بیٹھی تھیں مجال ہے جو اس نے کوئی غلط نگاہ ان پر ڈالی ہو۔

خدا حافظ کرتے وہ دونوں ڈرائنگ روم سے باہر نکلے۔فرید صاحب بھی انکے پیچھے انہیں باہر تک چھوڑنے گ ئے۔

"ابو کی ڈانٹ سے بچانے کا شکریہ "رات میں جس وقت وہ لیٹنے لگا ابیشہ کا میسج پڑھ کر بے اختیار مسکراہٹ چہرے کا احاطہ کر گئ۔

"شکریہ سے کام نہیں چلے گا۔ڈنر کب کروا رہی ہیں"اسے اسی کی کہی بات یاد دلائ۔

"جب آپ کہیں"اس کا میسج پڑھ کر چند لمحوں کے لیئے کچھ سوچا۔

"پھر جلد ہی تیار رہنا"میسج لکھ کر سینڈ کرتے اس کا آج کا سراپا نظروں کے آگے لہرایا۔

"ضرور۔ول سی یو ٹومورو نائٹ۔اللہ حافظ "اگلے دن رات میں ان کا فئیرویل ڈنر تھا۔غازان نے بھی خدا حافظ کہہ کر آنکھیں موند لیں۔

اگلے دن رات میں یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں رنگ و بو کا سیلاب امڈا ہوا تھا۔تمام اسٹوڈنٹس اور اساتذہ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

غازان،رومان،علی اور بہت سے دوسرے کلاس فیلوز کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھا مگر نظریں ابیشہ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔جو ابھی تک نہیں آئ تھی۔

دل تھوڑا پریشان بھی ہوا یہ سوچ کر کہ آئے گی بھی یا نہیں۔آج کا دن یونیورسٹی میں آخری دن تھا نجانے پھر کب اس سے ملتا۔ملتا بھی یا نہیں۔

پاس کھڑے ویٹر کی ٹرے سے جیسے ہی پانی کا گلاس اٹھا کر پلٹا۔سامنے ندا کے ساتھ وہ پری چہرہ موجود تھا۔

بلو اور اسٹیل گرے جدید تراش خراش کے سوٹ میں بالوں کو ادھ کھولے ہلکے سے میک اپ میں وہ سیدھا غازان کے دل میں اتر رہی تھی۔

اسے ایک نظر دیکھ کر غازان کے مضطرب چہرے پر سکون کی پرچھائیاں لہرائیں۔

وہ خود اس وقت گرے سوٹ،وائٹ شرٹ اور رائیل بلو ٹائ لگائے ہوئے اپنی وجاہت کے سبب سب میں نمایاں نظر آرہا تھا۔

"تم دونوں نے میچنگ کی تھی"علی آہستہ سے اسکے کان میں بولا۔

ایک خوبصورت سی مسکراہٹ اسکے چہرے پر آکر ٹھہری۔گلاس منہ سے لگاتے اس نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

ں ظریں سامنے اٹھیں جہاں وہ بھی اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ہولے سے سر ہلا کر سلام کیا۔

غازان نے بھی اس کی جانب مسکراہٹ اچھال کر نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

کھانے کے بعد جونیئرز نے کچھ سئنیرز کو القابات دیئے۔کچھ سینرز نے اپنی فیرویل اسپیچ کی۔

غازان ایسی ٹیبل پر موجود تھا جہاں سے ابیشہ اسے صاف دکھائی دے رہی تھی۔

اس کے باقی سب دوست ٹیبل سے اٹھ کر کچھ اور کلاس فیلوز سے ملنے گ ئے۔

اس وقت وہ وہاں اکیلا تھا۔دل میں اٹھنے والی خواہش کو کچھ لمحے وہ دباتا رہا۔

پھر آخر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے موبائل نکالا۔

کیمرہ آن کیا۔اور کچھ فاصلے پر بیٹھی ابیشہ کی ایک تصویر زوم کر کے اپنے موبائل میں محفوظ کر لی۔

جس لمحے اس نے تصویر لی ابیشہ کی نظر بھی اس کی جانب اٹھی۔

اس نے کچھ حیرت سے غازان کی یہ حرکت دیکھی۔

گمان یہی گزرا کہ اس نے تصویر لی ہے۔اسے بے حد عجیب لگا۔

دل کیا اس سے پوچھے اس نے تصویر لی ہے کیا۔

مگر پھر سوچا اس نے کہا نہیں تو کتنی سبکی ہو گی۔وہ اپنے ہی تانوں بانوں میں الجھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد غازان اٹھ کر لائبریری کی جانب بڑھا۔اس نے کوئی کتاب لینی تھی۔لائبریرین کو ڈنر شروع ہونے سے پہلے ہی اس نے کہہ دیا تھا۔اس نے وہ کتاب نکال کر لائبریری میں اپنی ٹیبل پر رکھ دی تھی اور غازان کو کہا تھا کہ وہ واپسی پر اسکی ٹیبل سے وہ کتاب لیتا جائے۔

ڈنر تقریباً ختم ہونے ہی والا تھا لہذا وہ اٹھ کر لائبریری کی جانب بڑھا تاکہ وہاں سے نکلتے وقت بھول نہ جائے۔

لائبریری پہنچا،لائبریرین نے اس کے لئیے دروازہ کھلا چھوڑا تھا تاکہ وہ کتاب آسانی سے لے لے۔

لائبریری میں داخل ہو کر لائبریرین کی ٹیبل کے قریب بڑھا جہاں اس کی مطلوبہ کتاب دھری تھی۔

ابھی کتاب لے کر موڑ ہی رہا تھا کہ ایک دبی دبی نسوانی چیخ اسکی سماعتوں سے ٹکرائی اور ساتھ ہی ریکس کی جانب سے ٹھک ٹھک کی آواز آئی جیسے کوئی ان ریکس سے ٹکرایا ہے۔وہ تیزی سے اس جانب لپکا جہاں سے آواز آرہی تھی۔

"کون ہے"وہ یکدم چلایا۔ "

"بچ۔۔۔" کسی لڑکی کی آواز کو دبایا گیا تھا۔

جوں ہی ایک ریک کے پاس پہنچا۔

رستم ایک لڑکی کے ساتھ نظر آیا۔لڑکی کے منہ پر اس نے زبردستی ہاتھ جمایا ہوا تھا دونوں خاصی قابل اعتراض حالت میں کھڑے تھے۔

لڑکی کا دوپٹہ غازان کے پاؤں کے نیچے آیا۔

اتنا اندازہ ہوگیا کہ رستم زبردستی اس لڑکی کی عزت پر ہاتھ ڈال رہا ہے۔

"کیا کر رہے ہو تم یہاں" غازان چلایا۔

"بکواس بند کرو اور خاموشی سے یہاں سے دفع ہو جاؤ" رستم غرایا۔وہ لڑکی کو چھوڑنے پر تیار نہیں تھا جو زاروقطار رو رہی تھی۔اور مزاحمت بھی کر رہی تھی۔

مگر وہ اسے بری طرح دبوچے ہوئے تھا۔

غازان نے آگے بڑھ کر ایک مکا اسکے سر پر رسید کیا۔وہ جو نشے میں بری طرح جھول رہا تھا۔غازان کا مکا نہیں سہہ سکا اور الٹ کر فرش پر گرا۔

مگر پھر زخمی شیر کی طرح اٹھا غازان اس سے پہلے ہی اسے قابو کر چکا۔

"جائیں آپ یہاں سے" وہ لڑکی کو دیکھ کر تیزی سے بولا جو منہ پر ہاتھ رکھے انہیں گتھم گتھا ہوتے دیکھ رہی تھی۔

"جائیں" غازان پھر سے چیخا۔

وہ تیزی سے روتی ہوئی وہاں سے بھاگی۔

"گھٹیا انسان تجھے ذرا شرم نہیں آتی۔" وہ دو تین مکے اسکے منہ پر رسید کرتے ہوئے بولا۔غازان پر اس وقت جنون سوار ہو چکا تھا۔

اسی لمحے باہر سے بھاگتے دوڑتے قدموں کی آواز آئی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں" غازان کے ایک ٹیچر کی آواز آئی ان کے پیچھے اور بھی بہت سے لوگ تھے۔

اور وہ تمام میڈیا جو وہاں اس ڈنر کی کوریج کے لئیے آیا تھا انہیں تو ایک چٹ پٹا موضوع مل گیا تھا۔موقع کا فائدہ اٹھاتے بہت سے فوٹو گرافرز وہاں آچکے تھے۔دھڑا دھڑ تصویریں لے رہے تھے۔حالانکہ یونیورسٹی کی انتظامیہ کے بندے انہیں پوری طرح روکنے کی کوشش میں تھے مگر وہ کسی کی نہیں سن رہے تھے۔

"سر یہ۔۔یہ ایک لڑکی کو یہاں لا کر اسے ریپ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ میں بروقت پہنچ گیا" رستم تیزی سے غازان کو چھوڑ کر اس ٹیچر کے پاس آیا جبکہ غازان ہانپتے ہوئے اسے حیران نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

بکواس کر رہا ہے یہ سر" غازان آنکھوں میں خون لئیے اسکی جانب بڑھا مگر وہاں موجود رومان تیزی سے آگے بڑھ کر اسے قابو کرنے لگا۔"

اگر میں بکواس کر رہا ہوں تو یہ دوپٹہ ، یہ بریسلیٹ اور حتی کہ یہاں پر موجود کچھ گرے ہوئے بال اس سب واقع کی ضمانت ہیں" غازان کے قریب گرے بریسلیٹ اور زمین پر موجود دوپٹے اور چند لمبے بالوں کی جانب اشارہ کرتے وہ خباثت سے بولا۔ جو ہر دیکھنے والی آنکھ کو بآسانی نظر آ رہے تھے۔ غازان تو اسکی شاطرانہ چال پر چکرا کر رہ گیا۔

" لائبریری آج کیوں کھلی تھی کس نے کھولی تھی۔" وہ دونوں کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولے۔

سر وہ غازان نے کہا تھا کہ اسے کوئی کتاب لینی ہے اسی لئیے میں نے کتاب نکال کر کھول دی تھی تاکہ یہ وہ کتاب لے لے" لائبریرین کی بات پر سب کا شک یقین میں بدل گیا۔

" دیکھا سر اس نے پورا پلین کیا تھا" غازان ششدر حالات کو اپنے خلاف جاتے دیکھ رہا تھا۔

" اب کہو تم یہاں کتاب لینے کے بہانے نہیں آئے تھے" رستم نے اسے اکسایا۔

بتاؤ غازان لائبریرین سچ کہہ رہا ہے" سر سمیع غازان سے پوچھنے لگے۔"

سر یہ ٹھیک ہے کہ میں کتاب لینے آیا تھا مگر یہاں میں نہیں رستم اس لڑکی کو ریپ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔

" اف خدایا اب اپنا کیا میرے سر ڈال رہا ہے، اچھا تو کس لڑکی کو میں ریپ کر رہا تھا" رستم نے اپنی خون آشام آنکھیں اس پر گاڑھیں۔

"سر وہ تو میں نہیں جانتا مگر وہ یہیں کہیں ہو گی"

سب سر پکڑ کر بیٹھے تھے۔ معاملہ ڈین تک جا چکا تھا وہ بھی آگئے۔

دونوں کو ان کے آفس لے جایا گیا۔ مگر لائبریرین کے بیان کے سبب وہ بری طرح پھنس چکا تھا۔ وہ چیخ چیخ کر اپنی گواہی دے رہا تھا۔ سونے پہ سہاگا جس لڑکی کو غازان نے بچایا تھا وہ اب پورے فنکشن میں کہیں نہیں تھی۔

اور وہ تمام چیزیں جو وہاں موجود تھیں وہ گواہی دے رہی تھیں کہ کسی لڑکی کا ہی چکر تھا اور کون اس کے ساتھ زبردستی کر رہا تھا یہ صرف غازان یا اس کا اللہ جانتا تھا۔ لائبریرین کا بیان سب سے زیادہ اس کو متاثر کر رہا تھا۔

رومان بھی کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ دونوں کے والد کو بلا لیا گیا تھا۔

سر یہ کچھ عرصہ پہلے کی بات کا مجھ سے بدلہ نکال رہا ہے تب بھی اسی کی غلطی تھی اور آج بھی اسی کی ہے جسے وہ میرے سر تھوپ رہا ہے۔" رستم مسکین شکل بنائے بول رہا تھا۔

غازان نے غصے سے مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔ سکندر صاحب کا سر جھکا ہوا تھا۔

exponovels

جناب مجھے تو علی نے آکر بتایا کہ لائبریری میں کسی کی لڑائی ہو رہی ہے۔ لیکن جیسا کہ رستم نے کہا ہے کہ یہ کسی لڑکی کے پیچھے تو سر" ہمارے ادارے کی ریپوٹیشن بہت خراب ہو گی۔ غازان کو ہم کبھی ایسا نہیں سمجھتے تھے مگر آج بے حد افسوس ہوا ہے" وہ سب اسکے خلاف ہو چکے تھے۔

وہ جتنا مرضی اپنی صفائیاں دیتا مگر اسکے حق میں کوئی بھی بات نہیں جا رہی تھی۔

وہ جبڑے بھینچے بیٹھا تھا۔

سر اس کا آخری حل یہی ہے کہ اللہ اپنا کوئی فرشتہ اتارے یہ بتانے کو کہ میں سچا ہوں" غازان تلخ لہجے میں بولا۔ "

فرشتہ کیوں قرآن لے آؤ ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا" رستم کا باپ غازان کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "

میں آپکے بیٹے جیسا گھٹیا نہیں کہ اللہ کی مقدس کتاب کو اپنے مقصد کے لئیے استعمال کروں۔ آپ جیسوں کو نہیں مگر ہمیں اس کا" تقدس بہت پیارا ہے" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔

دیکھ لیں اتنا ہی سچا ہوتا تو کہتا لائیں میں ابھی ہاتھ رکھتا ہوں۔ اسی بات سے پتہ چلتا ہے کہ کون غلط ہے کون صحیح کیوں رستم تم کتاب پر" ہاتھ رکھو گے" اس نے اپنے بیٹے کو فخر سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ فورا بولا" ہاں کیوں نہیں

دیکھ لیں" اس نے مغرور نظر سب پر ڈالی۔ "

"ایسوں پر ہی عذاب آئے گا"

خاموش رہو تم غازان" اب کی بار سکندر صاحب نے اسے ڈپٹا۔ "

اب تو فائنل ایگزامز ہو گئے ہیں نہیں تو میں اسے آج ہی ایکپیل کر دیتا۔ مگر اب آپکے دوسرے بیٹے کو وارننگ ہے اگر وہ بھی اپنے" بھائی کے نقش قدم پر چلا تو ہم آپکو نہیں بلائیں گے بلکہ اسے ایکسپیل کر دیں گے" ڈین نے سرد لہجے میں کہا۔

تمام میڈیا پر خبریں چل رہی ہیں۔ ہمارے ادارے کی عزت داؤ پر لگی ہے۔ میں غازان کی ڈگری اب نہیں دے سکتا۔ کیونکہ جس قدر آج ہمارے ادارے کو نقصان پہنچا ہے شاید ہی اس سے پہلے کبھی پہنچا ہو۔ روپے پیسے کا نقصان تو ہم برداشت کر سکتے ہیں۔ مگر ریپوٹیشن کا نقصان ہم برداشت نہیں کر سکتے۔" وہ سخت برہم لہجے میں بولے۔

سر یہ انتہائی درجے کا جھوٹا انسان ہے۔ آپ پوچھیں کسی بھی لڑکی سے کیا کبھی میں نے کسی سے کبھی کوئی غلط بات کی ہے۔ اور یہ نشے" میں بھی ہے اس وقت کیا آپ میں سے کسی کو اس کے پاس سے شراب کی بو محسوس نہیں ہو رہی۔ اس کے ٹیسٹ کروائیں تو آپ جان جائیں گے کہ یہ شرابی بھی ہے۔ اور پھر بھی آپ" وہ مشتعل ہو کر بولا۔ وہ کیسے اور کہاں سے اس لڑکی کو لے کر آتا جو رستم کے خلاف

exponovels

گواہی دیتی وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔

"میں نے بہت بکواس سن لی ہے اس لڑکے کی مگر اب اور نہیں۔ ہم کیوں اپنے بیٹے کے ٹیسٹ کروائیں۔ کوئی طریقہ ہے یہ۔یہاں بیٹھے ہم اس کے ہاتھوں ذلیل ہو رہے ہیں۔ نجانے کیوں یہ لڑکا ہر بار میرے بیٹے کے پیچھے لگ کر تماشا لگاتا ہے۔" رستم کے والد گرجے۔

اگر یہ اتنا ہی سچا ہے کہ قرآن پر ہاتھ رکھ سکتا ہے تو یہ صرف ایک میڈیکل ٹیسٹ سے کیوں اجتناب برت رہا ہے" غازان استہزائیہ مسکرایا۔

"یہ سب فضول کی گفتگو ہے غازان" ڈین نے غازان کو خاموش کروانا چاہا۔

"میں کچھ کہوں تو وہ فضول ہے اور آپ جو اس گھٹیا انسان کی باتیں سن کر اسے سچ مان رہے ہیں وہ سب صحیح ہے۔ مجھے تو لگتا ہے اس سب میں آپ سب ملے ہوئے ہیں۔ وہ ایک سیاستدان کا بیٹا ہے آپکے ادارے کو ڈونیشنز دیتا ہے اسی لیئے وہ حق پر ہے۔اور میں گناہگار ہوں۔ کیا یہ تعلیم ہے آپ لوگوں کی۔ ایسے ادارے کی ڈگری پر میں خود لعنت بھیجتا ہوں۔ جہاں تعلیم کا معیار بچوں کے والدین کی پوسٹس پر ہے۔" وہ اپنی سیٹ سے کھڑا ہو کر غصے سے چلایا۔

"سکندر صاحب آپ اس کو اب یہاں سے لے جائیں تو بہتر ہو گا" ڈین نے سکندر صاحب کو مخاطب کیا۔

"بجائے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کے یہ اکڑ رہا ہے" انہوں نے پھر سے اپنی غصے سے بھری نظریں غازان پر گاڑھیں۔

"جب میں غلط ہوں نہیں تو کیوں مانوں۔۔ میں سب کو عدالتوں میں گھسیٹوں گا۔اتنے آرام سے نہیں بخشوں گا اس شیطان صفت انسان کو۔۔ میں۔۔" اس سے پہلے کہ وہ اور بھی کوئی دھمکی دیتا سکندر صاحب نے تیزی سے اٹھ کر ایک زناٹے دار تھپڑ اسے رسید کیا۔

"بند کرو یہ سب" وہ غصے سے چلائے۔انہیں ایسا لگ رہا تھا ان کا ابھی اور اسی وقت دماغ ماؤف ہو جائے گا۔ بات چھوٹے موٹے جھگڑے کی ہوتی تو کوئی بات نہیں تھی مگر یہاں معاملہ ریپ کا تھا۔

"چلو" غازان بے یقینی سے باپ کو دیکھتا رہا۔ بجائے اس کا ساتھ دینے کے وہ بھی اسے قصور وار سمجھ رہے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ سکندر صاحب کے ہمراہ گاڑی میں گھر جا رہا تھا۔

گاڑی میں مہیب خاموشی تھی۔ رومان باپ کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کے باعث خاموش تھا۔ مگر غازان وہ تو سکتے کی سی کیفیت میں تھا۔ اسے ان کے تھپڑ سے زیادہ ان کی بے اعتباری مار گئی تھی۔

گھر پہنچ کر جوں ہی وہ تینوں اندر داخل ہوئے سکندر صاحب کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔

"یہ ہے ہماری اولاد جس پر ہم نے اعتماد کیا۔ جسے ہم نے اس قابل بنایا اس دن کے لیئے کہ آج وہ لڑکیوں کی عزتوں پر ہاتھ ڈالتا پھرے۔ اسے شرم نہیں آئی یہ سب کرتے۔ یہ سوچتے کے اس کے گھر میں بھی ایک بہن موجود ہے۔ کیا سوچ کر تم نے یہ سب کیا۔ اتنی پستی میں

تم کیسے چلے گ ئے کہ ہمیں پتہ تک نہیں چلا۔ میری عزت کا جنازہ اٹھا ہے آج صرف اور صرف تمہاری وجہ سے۔ اتنے اتاولے ہوئے جارہے تھے تو بتاتے تو صحیح شادی کر کے باعزت طریقے سے اسے گھر لے آتا۔ پھر شوق پورے کرتے رہتے تم۔ میرا دل کر رہا ہے یا تو آج میں اسے شوٹ کر دوں یا خود کو؟" سکندر اس پر چلا رہے تھے۔ جو سر جھکائے صوفے پر بیٹھا تھا۔ منا اور شفق ششدر یہ سب سن رہی تھیں۔ جبکہ رومان مکمل طور پر خاموش تھا۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی ایک نیوز چینل پر یہ سب دیکھ چکی تھیں۔ سکندر صاحب کے جانے کے بعد وہ دعا کر رہی تھیں یہ یہ سب غلط ہو۔ غازان کی فوٹیج بار بار میڈیا پر دکھائی جا رہی تھی اور اس لڑکی کا دوپٹہ اور وہ بریسلیٹ بھی۔

وہ دعائیں مانگ رہی تھیں کہ یہ سب جھوٹ ہو مگر اب سکندر صاحب کے منہ سے نکلنے والے الفاظ نے انہیں بالکل ناامید کر دیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ ان کا اتنا شریف اور سلجھا ہوا غازان ایسا کرے گا۔

غازان" صدمے کے مارے وہ بس اتنا ہی کہہ سکیں۔ "

اس نے ایک آخری امید بھری نگاہ ماں کے چہرے پر ڈالی مگر انکی آنکھوں میں ہلکورے لیتے شک نے جیسے اسکی ساری ہستی اسی ایک لمحے میں ختم کر دی۔

"بتاؤ مجھے کیوں کیا تم نے ایسا۔۔ کیا کہہ رہے ہیں تمہارے ڈیڈی"

وہ غصے سے اسکی جانب بڑھیں اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

اس نے جھکا سر نہیں اٹھایا۔ ماں کے اشک نہیں دیکھے۔

میں سمجھتا تھا یہ میرا سر ہمیشہ فخر سے بلند رکھے گا۔ مگر اس نے آج میری جو عزت اچھالی ہے میں اب اپنا سر کسی کے سامنے اٹھانے کے" قابل نہیں رہا۔ خبروں میں فوراً پٹیاں چل گئی ہیں۔ کل کے اخبار میں کس طرح کی کہانیاں اسکی تصویروں کے ساتھ چھپیں گی۔ اوہ خدا میں مر کیوں نہیں گیا" وہ صوفے پر بے دم بیٹھے تھے۔

کون تھی وہ۔۔ کیوں تم اتنے اندھے ہو گ ئے۔ بولو غازان" شفق چیختے ہوئے اسے تھپڑ مار رہی تھیں۔ ایک جنون سوار ہو گیا تھا انہیں یہ " سب سن کر۔

یکدم وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر سب کو دیکھنے لگا۔

میں اب کبھی کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ میں نہیں اب وقت گواہی دے گا کہ میں سچا تھا یا جھوٹا۔" ایک ایک لفظ پر زور دیتا وہ سیڑھیاں"

چڑھ گیا۔

دیکھو۔۔۔دیکھواس کمینے کو نجانے کس بات کا غرور ہے۔اپنی غلطی نہیں مان رہا" وہ غصے سے پاس رکھا گلاس زمین پر مار کر بولے۔جو" چکنا چور ہگیا انکے اعتماد کی طرح۔

وہ گھر آکر بھی کتنی دیر غائب دماغ رہی۔جس لمحے غازان نے اس کی تصویر اپنے موبائل میں قید کی۔اس کے کچھ ہی لمحوں بعد وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ غازان سے پوچھے کہ کیا اس نے تصویر لی ہے یا اسے دھوکہ ہوا ہے۔

کہ اس نے غازان کو لائبریری کی جانب جانے والی سیڑھیاں چڑھتے دیکھا۔

اور کچھ لمحوں بعد ہی وہ سب ہو گیا جو کسی کے گمان میں بھی نہیں تھا۔

وہ کپڑے چینج کر کے بیڈ پر لیٹ چکی تھی۔دوسرے بیڈ پر لیٹی ہوئی ورشہ کا بھی حال اس سے کم نہ تھا۔

کیا تمھیں یقین ہے کہ غازان بھائی نے ایسا کچھ کیا ہو گا" ورشہ کے سوال پر وہ کچھ لمحے خاموش رہی۔ "

نہیں۔مجھے ہزاروں گواہیاں بھی کوئی لا کر دے دے مگر مجھے یقین ہے وہ ایسے نہیں ہیں۔تم خود سوچو ہم کتنے عرصے سے اس کو جانتے" ہیں۔کیا اس نے تم سے یا مجھ سے کبھی کوئی غلط بات کی۔اور دوسری جانب رستم وہ شخص ہے ہی عیاش اور اوباش یہ اسی کی چال ہے۔پچھلے دنوں تمھیں پتہ ہے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی ایک لڑکی کو وہ اٹھا کر لے گیا تھا۔

کسی نے یونیورسٹی میں یہ ذکر بھی سنا ہے۔اسی لیئے کہ وہ ایک سیاستدان کی اولاد ہے اگر کوئی ڈین بولتا تو اسے اپنی نوکری سے ہاتھ دھونے پڑتے۔مگر غازان کا بیک گراؤنڈ چونکہ ایسا نہیں ہے اسی لیئے اسے ٹریپ کر لیا ہے۔

اس خبر کو چھپا لیا گیا تب ان یونیورسٹی والوں کو اپنی ریپوٹیشن کی فکر نہیں تھی۔روزانہ نجانے کتنے لڑکے لڑکیاں یہاں افیئر چلاتے ہیں۔ کلاسز بنک کر کے ڈیٹس پر جاتے ہیں تب انہیں ادارے کی عزت کا خیال نہیں ستاتا۔آج بیان دے رہے ہیں کہ اس واقع نے اس ادارے کی عزت اچھالی ہے۔

میں اس واقع کو ایسے نہیں چھوڑوں گی۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔اسکے لہجے کے یقین پر ورشہ حیرت سے بہن کو دیکھ رہی تھی۔

اسے بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ شخص جو عورت کی اتنی عزت کرتا ہے اس کی تذلیل کیوں کر کرے گا۔

دل سے اسکی بہتری کے لیئے دعا نکلی۔

exponovels

اگلے دن شام میں غازان کے گھر ایک اور طوفان آچکا تھا۔

سکندر صاحب جیسے ہی آفس سے آئے۔آتے ہی انہوں نے جو خبر سنائ وہ سب کو پریشان کرنے کے لیئے بہت تھی۔

میں اس ناہنجار کا رشتہ طے کر آیا ہوں ندا کے ساتھ۔اس سب کے بعد تو مجھے امید نہیں تھی کہ نوید مجھے کبھی اپنی بیٹی دے گا مگر اس کی" اعلی ظرفی نے میرا دل جیت لیا ہے۔اسی اتوار کو اسکا نکاح ہے ندا کے ساتھ اور اسی دن ہم خاموشی سے رخصتی کروالیں گے "سکندر صاحب تو جیسے سب فیصلے کر کے آئے تھے۔رومان ٹی وی بند کر چکا تھا۔

منا اور رومان نے خاموش نظروں کا تبادلہ کیا جبکہ شفق فق چہرہ لیئے سکندر صاحب کے سامنے والے صوفے پر بیٹھی تھیں۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ "وہ بمشکل اتنا ہی کہہ پائیں۔ "

کیا مطلب کیا کہہ رہا ہوں میں۔اونچا سننے لگ گئ ہو۔کس خوش فہمی میں تم بیٹھی ہو کہ اس کے ان کرتوتوں کے بعد لوگ اسے پھولوں" کا ہار پہنائیں گے۔شکر کرو کہ کوئ اپنی لڑکی دے رہا ہے۔جب اولاد ہاتھوں سے نکل جائے تو اسے لگا میں ڈالنی پڑتی ہیں۔

اور جس غلاظت میں یہ جانے والا تھا اس کا بہتر حل یہی ہے کہ اسکی شادی کر دی جائے تاکہ اسکی خواہشات کل کو ہمیں کسی اور کے ماں باپ کے آگے شرمندہ نہ کریں۔رومان اسے بلا کر لاؤ "اپنی بات کہہ کر انہوں نے رومان کو مخاطب کیا۔

وہ سیڑھیاں چڑھ کر اسکے کمرے کی جانب گیا جو کچھ دیر پہلے ہی گھر آیا تھا نجانے کہاں کہاں کی خاک چھان کر آیا تھا۔

غازان تمہیں ڈیڈی بلا رہے ہیں "وہ جو بیڈ پر بیٹھا نجانے کس سوچ میں گم تھا۔رومان کی بات پر اپنی ویران نظریں اس کے چہرے پر" ٹکائیں۔

آرہا ہوں "رومان کو اس کا یہ انداز دیکھ کر کچھ ہوا۔پھر خاموشی سے واپس چلا گیا۔ "

تھوڑی ہی دیر بعد وہ بھی لاؤنج میں سب کے درمیان تھا جہاں منا روتی ہوئ ماں کو خاموش کروا رہی تھی۔

جی "خاموشی سے صوفے کے پاس کھڑا ہو گیا مگر باپ کی جانب نہیں دیکھا۔ "

اتوار کو تمہارا اور ندا کا نکاح اور رخصتی ہے۔اور اسکے بعد تم میرا بزنس جوائن کرو گے۔بہت من مانیاں دیکھ لیں تمہاری اسی بے جا لاڈ پیار" کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ہم لوگوں کے سامنے شرمندہ ہیں۔

اپنے دماغ سے نوکری کا بھوت اتار کر سیدھی طرح میرا آفس جوائن کرو۔اس بارے میں میں تمہاری کوئ لولی لنگڑی دلیل نہ سنوں"

exponovels

کڑے لہجے میں اسے اپنا فیصلہ سنایا۔ وہ جو پہلے کچھ کہنے کے لیئے لب کھولنے لگا تھا خاموش ہی رہا۔

تم سے بکواس کر رہا ہوں میں۔ دیواروں سے نہیں بول رہا" اسکی خاموشی پر وہ دھاڑے"

جی سن لیا ہے" اتنا کہہ کر وہ جس طرح آیا تھا ویسے ہی واپس چلا گیا۔ "

احسان کرکے دفع ہو رہا ہے۔۔۔۔ اس کے لیئے۔۔۔ ایسی گندی اولاد کے لیئے تم رو رہی ہو۔ اللہ ایسی اولاد سے بے اولاد ہی رکھتا تو بہتر" تھا" غصے سے وہ اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گ ئے۔

شفق کے رونے میں شدت آ گئ۔

ہیلو ابیشہ کیسی ہو" ندا کا لنگ دیکھ کر وہ کچھ دیر سوچتی رہی کہ اٹھائے یا نہیں۔ کچھ دیر پہلے ہی وہ اخبار کے دفتر سے واپس آئ تھی۔ اب" اس نے فل ٹائم جاب شروع کر لی تھی۔

یونیورسٹی سے تو فارغ ہو چکی تھی لہذا اب بہتر یہی جانا کہ بھرپور طریقے سے عملی زندگی کا آغاز کرے۔

ہیلو ہاں میں ٹھیک ہوں تم سناؤ" اس ڈنر کے بعد آج دو دن بعد اس کی ندا سے بات ہو رہی تھی۔ "

ایک گڈ نیوز دینی ہے تمہیں" اس کا چہکتا لہجہ ابیشہ کو چونکا گیا۔ "

ہاں ضرور" وہ بھی خوشگوار لہجے میں بولی۔ "

میری اس اتوار کو شادی ہے غازان کے ساتھ۔ میں مانتی ہوں کہ اس نے جو کچھ کیا غلط کیا۔ لیکن اپنے ہی آخر اپنوں کو سنبھالتے ہیں۔" غازان کے ڈیڈی آئے تو میرے بھی پاپا نے ہاں کر دی۔ ظاہر اب اور کون اتنا اعلی ظرف ہوتا جو اسے اپناتا۔ تو بس میں نے ہاں کر دی۔ انویٹیشن دینے کا ٹائم نہیں تھا لہذا تمہیں فون پر ہی انوائٹ کر رہی ہوں ضرور آنا" خوشی سے بھرپور لہجے میں جو خبر اس نے ابیشہ کو سنائ وہ اسے سن کر گئ۔

ہاں ضرور کوشش کروں گی۔ مبارک ہو۔ اچھا ندا مجھے کچھ کام ہے پھر بات ہو گی" خود کو سنبھال کر اس نے مسکراتے لہجے میں اسے" مبارک دے کر فون بند کر دیا۔

اس کے اندر کہیں یکدم سناٹا چھا گیا۔ یا اسے محسوس ہوا۔ خاموشی سے فون لیئے ٹیرس پر آ گئ۔ غروب آفتاب کا منظر عجیب سی اداسی دے گیا۔

exponovels

میں اتنی اداس کیوں ہوں۔مجھے کیا اسکی شادی جس مرضی سے ہو"خود کو تسلی دیتے آخری بات پہ اسکے دل نے دہائی دی۔ "

کیا مجھے واقعی کوئی فرق نہیں پڑتا۔"خود سے سوال کیا نجانے کیوں بہت سے آنسو آنکھوں کی دہلیز کے پار ٹھہر گئے۔وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔

میری زندگی میں ابھی کسی محبت کی گنجائش نہیں۔کسی مرد کا گزر نہیں۔مجھے بہت آگے جانا ہے۔اور یہ سب جذبے میری راہ میں" رکاوٹ کے سوا اور کچھ نہیں "لمبی لمبی سانسیں لیتے اس نے اپنی سوچوں سے چھٹکارا پانا چاہا۔

وہ سب دن ابیشہ بے حد مضطرب رہی۔بار بار خود کو کام میں مصروف کرتی مگر نجانے کیوں دھیان گھوم پھر کے غازان کی جانب چلا جاتا۔

اس نے تو کبھی مجھ سے محبت کے دعوے نہیں کیئے تھے۔کبھی ہلکا سا اشارہ بھی نہیں دیا تھا۔وہ تو بس ایک محسن کی جیثیت سے میری" زندگی میں تھا۔اف میں اتنی حقیقت پسند ہو کر کیوں خود کو الجھاتی جا رہی ہوں۔"اتوار کی شام وہ سوچ سوچ کر خود کو ہلکان کر رہی تھی۔

کبھی سوچتی اب ان کے گھر تیاری ہو رہی ہو گی۔شاید اس وقت ان کا نکاح ہو رہا ہو۔

عجیب سوچیں اسے گھیرے ہوئے تھیں۔وہ خود میں اتنی ہمت نہیں پاتی تھی کہ ندا کے بلاوے پہ ان کی شادی اٹینڈ کرنے چل پڑے۔کچھ سوچ کر ندا کے نمبر پر کال کی۔

ہیلو"روئی ہوئی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ "

یہی سوچا کہ رخصتی کے خیال سے وہ روئی ہو گی۔

ہیلو سوری یار کچھ مصروفیت کے باعث شادی میں نہیں آ سکی۔مگر میری تمام نیک خواہشات تمہارے ساتھ ہیں۔سوچا ابھی کال" "کر لوں رات تک شاید تم مصروف ہو چکی ہو۔شادی مب۔۔۔۔

کون سی شادی کہاں کی شادی۔۔وہ گھٹیا انسان کل رات کو نجانے کہاں چلا گیا۔ہم ایسے گندے مرد کسی عورت کے قابل نہیں " ہوتے۔میرے گھر عذاب آیا ہوا ہے اور تم مجھے مبارک دے رہی ہو۔وہ چلا گیا ابیشہ۔۔مگر وہ کبھی خوش نہیں۔۔۔۔"ابیشہ کے مبارک باد دینے پر جس طرح ندا پھٹ پڑی اور جو کچھ اس نے بتایا وہ ابیشہ کو گنگ کر گیا۔وہ کیا سوچ رہی تھی اور کیا ہوا۔

اس سے پہلے کہ ندا کے منہ سے غازان کے لیئے کوئی بد دعا نکلتی ابیشہ نے کال کاٹ دی۔

For more visit (exponovels.com)

وہ فون ہاتھ میں تھامے حیران تھی۔

کچھ سوچ کر علی کا نمبر نکالا۔ جن دنوں اس نے یونی کا میگزین جوائن کیا تھا انہی دنوں غازان نے احتیاطاً اسے علی کا نمبر بھی دے دیا تھا۔

تاکہ اگر کبھی غازان چھٹی پر ہو اور ابیشہ کو کوئی کام ہو تو وہ علی سے رابطہ کرلے۔

تب تو کبھی نہیں ہاں مگر اب اسے وہ نمبر ملانے کی ضرورت پڑ گئی تھی۔

دوسری سے تیسری بیل نہیں ہوئی تھی کہ علی نے اسکی کال پک کرلی۔

"اسلام علیکم" خوبصورت لہجے میں اس پر سلامتی بھیجی۔

"وعلیکم سلام میں ابیشہ بات کر رہی ہوں۔ کیسے ہیں آپ" تعارف کروا کر اسکی خیریت پوچھی۔

"جی الحمداللہ ٹھیک آپ کیسی ہیں" پہچانتے ہی اس نے بھی خیریت پوچھی۔

"جی میں بھی ٹھیک۔ ابھی ندا کو فون کیا تھا وہ بتا رہی تھی کہ غازان کہیں چلے گ ئے ہیں۔ میں تو چکرا ہی گئی سب سن کر ان کی تو غالباً آج شادی تھی ندا کے ساتھ" اسکے سوال پر دوسری جانب علی نے سرد آہ بھری۔

"آپ نے ٹھیک سنا ہے۔ اس واقع کے بعد سے وہ اتنا خاموش ہو گیا تھا کہ اس کے دل میں کیا چل رہا ہے اس نے کسی سے شئیر نہیں کیا۔ حتیٰ کہ مجھ سے بھی نہیں۔ مجھ سے تو وہ ملا ہی نہیں۔ ہاں رومان سے پتہ چلا کہ وہ سارا سارا دن گھر سے باہر رہتا تھا۔ اور کل رات سب کے سونے کے بعد وہ اچانک گھر چھوڑ کر چلا گیا۔ اسکے کچھ کپڑے، بیگز اور تعلیمی اسناد سب غائب ہیں۔ کہاں گیا ہے کسی کو کچھ نہیں پتہ۔ بس آپ دعا کرنا جہاں ہو خیریت سے ہو۔ ان کے گھر ایک قیامت آئی ہوئی ہے۔ آنٹی اور منا کا بہت برا حال ہے۔" علی نے تفصیل سے بتایا۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔ اللہ انہیں اپنی امان میں رکھے۔ اور ان کا موبائل" اس نے اپنے تئیں سوال کیا۔

"اسکی سم نکال کر وہ موبائل لے گیا ہے۔ اب تو اس سے کانٹیکٹ کا کوئی ذریعہ بھی نہیں۔" اسکی بات پر وہ خاموش رہ گئی۔

"سمجھ ہی نہیں آرہا کیا کہوں" وہ صاف گوئی سے بولی۔ زبان جیسے بولنا ہی بھول گئی تھی۔ اتنا بڑا شاک تھا۔

"بس دعا کیجیئے گا۔ کیونکہ اس وقت اسکے علاوہ ہمارے ہاتھ میں اور کچھ نہیں" علی کا اداس لہجہ اسے مزید تکلیف سے دوچار کر گیا۔

"ضرور" کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

"اے اللہ اس اتنے اچھے انسان پر کوئی آنچ نہ آئے۔ اے اللہ وہ جہاں کہیں ہو اسے اپنی حفاظت میں رکھنا" اس کارواں رواں غازان کے

exponovels

لئیے دعا گو تھا۔

ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔اور ہر گزرتے دن کے ساتھ ابیشہ کو اس شخص کے ساتھ ہونے والا ناروا سلوک اور بھی ستا رہا تھا۔

کچھ سوچ کر اس نے علی سے رومان کا نمبر لیا۔

نمبر ملا کر وہ سانس روکے دوسری جانب سے اٹھائے جانے کا انتظار کر رہی تھی۔

ہیلو" سنجیدہ سی آواز فون میں ابھری۔ "

"اسلام علیکم، میں ابیشہ بات کر رہی ہوں۔آپ لوگوں کی یونی فیلو تھی۔۔غازا"

جی جی میں آپکو اچھے سے جانتا ہوں۔ کیسی ہیں آپ "اس نے فورا پہچان کا مرحلہ طے کیا۔ "

جی الحمداللہ میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں "اس نے بھی خیریت پوچھی۔ "

بس جی رہے ہیں "اسکے لہجے کی اداسی ابیشہ کو بھی اداس کر گئی۔ "

مجھے علی نے بتایا تھا غازان کے بارے میں کچھ پتہ چلا کہاں گئے ہیں "اس کے لہجے کی بے قراری رومان کو سن کر گئی۔کیا وہ بھی غازان"

سے ؟ وہ بس اتنا ہی سوچ سکا۔

نہیں فی الحال تو کچھ نہیں پتہ کہاں ہے۔اسکی چھوڑی ہوئی سم بھی اپنے موبائل میں ڈال کر دیکھی مگر کہیں کوئی کلیو نہیں ملا کہ وہ کہاں گیا"

"ہے۔

مگر انہوں نے گھر تک چھوڑنے کا فیصلہ کیوں لے لیا۔وہ اتنے کم ہمت لگتے تو نہیں تھے "اس کے لہجے کی یاسیت رومان کو اور بھی"

مضطرب کر گئی۔کچھ سوچ کر وہ اسے شفق اور سکندر صاحب کے رویے کے متعلق بتاتا چلا گیا۔

اور سونے پر سہاگہ ڈیڈی نے اس کی ندا سے شادی رکھ دی۔ جسے وہ کبھی پسند نہیں کرتا تھا۔آپ خود سوچیں جو شخص اپنے ماں باپ کے" آگے بے اعتبار ٹھہرے کیا اسے پھر بھی انکے سامنے یا انکے ساتھ رہنا چاہیئے۔ میرے نزدیک اس نے بالکل صحیح اسٹیپ لیا ہے۔یہاں ہر کوئی اسے ہر لمحہ کچوکے لگا رہا تھا۔ایک ایسے گناہ کی سزا دے رہا تھا جو اس نے یقیناً "نہیں کیا۔ میں شاید اسکی جگہ ہوتا تو اب تک خودکشی کر چکا ہوتا۔ جس کے ماں باپ مشکل میں اس کا ساتھ نہ دیں آپ سوچیں ایسے شخص پر کیا بیتے گی۔وہ تو بس منظر سے ہٹا ہے۔مجھے امید ہے اس نے یہ قدم بہت سوچ سمجھ کر اٹھایا ہو گا۔اور یہ بھی امید ہے وہ کبھی نہ کبھی مجھ سے رابطہ کرے گا۔ میرا جگر تھا وہ میرے بغیر کب

exponovels

تک رہے گا" اسکے لہجے کی تکلیف اور پھر غازان کے متعلق ہونے والے انکشاف اسے گنگ کر گئے۔ کس قدر تکلیف سہی اس نے ان کچھ دنوں میں۔ اس کا اندازہ ابیشہ کو آج ہوا تھا۔

رومان میں نے کچھ پلین کیا ہے اور یہ سب میں آپکی مدد کے بغیر اکیلی نہیں کر سکتی۔ "ایک عزم لئیے وہ گویا ہوئی۔ رومان چونکا۔ "

کیا مطلب" اس نے سوال کیا۔ "

یہ سب میں آپ کو مل کر بتاؤں گی۔ کل شام میرے آفس کے سامنے ایک ریسٹورینٹ ہے۔ کیا آپ وہاں آسکتے ہیں" اس کے سوال پر وہ کچھ لمحوں کے لئیے سوچ میں پڑ گیا۔

آپ مجھے لوکیشن بتائیں۔ میں ضرور آپ سے ملنا چاہوں گا" رومان کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی غمگسار مل گیا ہو۔ لہذا فورا نہ صرف اس" سے ملنے کا ارادہ کیا بلکہ اس کی مدد کرنے کی ٹھانی۔

ٹھیک ہے میں آپکو ایڈریس ٹیکسٹ کر دوں گی۔ اور مجھے امید ہے ہم بہت جلد غازان کو بے قصور ثابت کریں گے۔ اللہ آپ کو اپنی امان" میں رکھے" اسکے کہے گئے الفاظ رومان کو کچھ حیران کر گئے۔ وہ کیا ٹھان چکی تھی یہ اب کل ہی پتہ چلنا تھا۔

اگلی شام رومان اور وہ آمنے سامنے تھے۔

جی آپ نے کیا سوچا ہے۔ کل سے اب تک ذہن بس آپکی اسی بات میں اٹکا ہوا ہے۔" وہ اس وقت واقعی بہت الجھا ہوا تھا۔ "

میں یہ نہیں جانتی کہ جو میں سوچ رہی ہوں اور جو میں کرنے چلی ہوں اس میں ہم کب تک کامیاب ہوتے ہیں۔ ہوتے بھی ہیں یا" نہیں۔ مگر میں اس طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتی۔ کل کو جب ہم اللہ کے سامنے جائیں گے اور وہ ہم سے یہ سوال کرے گا کہ میرا ایک شخص بے گناہ تھا لوگوں نے اس پے الزام لگایا۔ تم اسے جانتے تھے۔ تم نے اسکی بے گناہی کے لئیے کیا کیا۔ تو ہم اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ میں بس کوشش کرنا چاہتی ہوں۔ تاکہ کل کو میں اللہ کے سامنے شرمندہ نہ ہوں کہ میں نے اپنے طور پر اس شخص کے لئیے کچھ نہیں کیا جس نے بغیر مجھے جانے میری بہت سی جگہوں پر مدد کی۔" اس کے عزائم جان کر رومان ششدر رہ گیا۔

غازان کا بھائی ہوتے ابھی تک وہ یہ سب نہیں سوچ سکا تھا جو اس نے بغیر کسی رشتے کے سوچ لیا تھا۔

میں چاہتی ہوں کہ سب سے پہلے ہم اس لڑکی کو تلاش کریں جو اس رات اس سب واقع کا سبب بنی۔ آخر وہ ہماری یونی ہی کی تھی تو اسے" ڈھونڈنا اتنا مشکل نہیں ہوگا۔ کیا آپ کے پاس وہ دوپٹہ یا بریسلیٹ ہے جو اس رات اس لڑکی کا لائبریری میں رہ گیا تھا۔ اگر وہ مل جائے تو

exponovels

ہم باآسانی اسے ڈھونڈ سکتے ہیں "اس کی بات رومان کو کسی حد تک ٹھیک تو لگی۔

لیکن صرف ایک دوپٹے اور بریسلیٹ سے ہم کیسے اسے ڈھونڈ نکالیں گے۔ہم یہ دونوں چیزیں لیئے پوری یونی کی لڑکیوں کو دکھانے سے" تو رہے۔ چھوٹا سا کالج ہوتا تو ایک ایک سے جا کر پوچھنا آسان ہوتا۔اتنی بڑی یونیورسٹی" وہ اس کے آئیڈیا پر کشمکش کا شکار ہوا۔

نہیں ہم ایسا کر ہی نہیں سکتے۔اور بالفرض وہ جس بھی لڑکی کا ہوا وہ کبھی مانے گی ہی نہیں۔ جس لڑکی میں اتنی جرات نہیں ہوئی کہ وہ" "وہاں ٹھہر کر لوگوں کو بتا سکتی کہ اس رات کس نے اسکے ساتھ زبردستی کرنی چاہی تو وہ اپنی چیزوں کو سامنے دیکھ کر کیونکر مانے گی۔

تو پھر "رومان الجھتا جا رہا تھا۔ "

اس رات بہت سے لوگوں نے اس ڈنر کی تصویریں بھی کھینچی ہوں گی اور ویڈیوز بھی بنائی ہوں گی۔ میڈیا سے وہاں کی ویڈیو تو میں لے" لوں گی مگر ارد گرد کے ہر ڈیپارٹمنٹ کے کسی بھی لڑکے یا لڑکی سے تصویریں اور ویڈیو لینا آپ کا کام ہے۔کچھ جگھوں پر تو میں کوشش کر سکتی ہوں۔ان ویڈیوز کے ذریعے ہم اس لڑکی کو ٹریس کر سکتے ہیں۔ایک مرتبہ شکل پتہ چل جائے پھر اسے ڈھونڈ نکالنا کچھ بھی مشکل نہیں ہو گا"ابیشہ کے آئیڈیے کو وہ سراہے بغیر نہ رہ سکا۔

مگر اس میں ہمیں کچھ وقت لگے گا۔ شاید مہینوں بھی لگ سکتے ہیں"رومان نے اسے حقیقت بتائی۔ "

سالوں بھی لگ جائیں مگر میں اس کیس کو نہیں چھوڑوں گی"اس نے پرعزم لہجے میں کہا۔ "

کیا یہ سب کر کے بھی ہم کامیاب ہو جائیں گے۔کیا ہم لوگوں کو یہ یقین دلا پائیں گے کہ غازان بے قصور ہے۔اور کیا اتنے اثرورسوخ" والے رستم کو ہم سزا دلوا پائیں گے ؟"رومان نے اپنے ذہن میں ابھرنے والے سوالات کو الفاظ دیئے۔

میں جانتی ہوں کہ میں اور آپ اسکے جتنے طاقتور نہیں۔ میں کمزور ہوں۔ مگر اس کے باوجود میں اس سے کہیں زیادہ طاقتور ہوں کیونکہ" سب سے بڑی طاقت رکھنے والا وہ اللہ میرے ساتھ ہے۔ان کے پاس زمین پر اثرورسوخ ہے۔ان کا اثرورسوخ آسمان اور زمین پر اختیار رکھنے والے کہ آگے کچھ بھی نہیں۔ پھر میں ان سے کیوں خوفزدہ ہوں۔جب اللہ کی بے آواز لاٹھی پڑتی ہے تو انسان کے سب کس بل نکل جاتے ہیں۔وہ اس زمین پر ہزاروں لوگوں کو خریدنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ مگر وہ اللہ کی سزا کو اپنے پیسے کے بل بوتے پر موڑ دینے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔تو پھر جب اللہ ہی ہمارے لیئے کافی ہے تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے ایسے لوگوں سے ڈرنے کی۔جب اللہ نے اس کام کو کرنے کا ارادہ میرے دل میں ڈالا ہے۔تو منزل تک کی سب راہیں بھی وہی آسان کرے گا۔بس آپ کو اور مجھے ہمت نہیں ہارنی۔"

اس کا یقین اس کا بھروسہ رومان کی آنکھوں کو پرنم کر گیا۔

exponovels

For more visit (exponovels.com)

کبھی کبھی اجنبی اپنوں سے کہیں زیادہ اپنے نکلتے ہیں اور اپنے اجنبیوں سے بھی زیادہ اجنبی۔آج جب غازان کے سبھی اپنوں نے اسے ڈس اون کر دیا تھا تو اللہ نے ایک اجنبی کے دل میں اس کے لیئے کس قدر درد ڈالا تھا کہ وہ اس کے لیئے سب کچھ تیاگ دینے کو تیار تھی۔یہ محبت نہیں تو اور کیا تھا۔

میں ہر قدم پر آپ کے ساتھ ہوں" رومان نے اسے یقین دلایا۔اس کا جان سے پیارا بھائی اب معتبر ٹھہرے یہی اس کا مقصد بن گیا تھا۔"

ایک ہفتہ ہو گیا تھا اسے کینیڈا آئے ہوئے۔فائنل سمسٹر کے پیپر شروع ہونے سے پہلے ہی اس نے انٹرنیٹ پر کینیڈا کی اس جاب کے بارے میں پڑھا۔اور فوراً اپلائی کر دیا۔

انہوں نے اس کی انفارمیشن پروسس کرنے میں کچھ دن لگائے۔جب انہیں غازان اس جاب کے لئے موضوع لگا تب انہوں نے اسکائپ پر اس کا انٹرویو کر کے اسے جاب کے لئے بہترین کینڈیڈیٹ کی حیثیت سے چن لیا۔غازان نے گھر میں کسی کو یہ خبر نہیں بتائی تھی۔

وہ چاہتا تھا کہ جب فائنل پیپر ز ہو جائیں تب وہ سب کو یہ خوشخبری سنائے۔مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ قسمت اس کی زندگی کو کس نہج پر لے آئے گی۔

جب وہ واقعہ ہوا اس کے اگلے دن غازان کو اپائنٹمنٹ لیٹر بمع کینیڈا کا ویزا اور ٹکٹ سب موصول ہو گیا۔

اس نے انہی دنوں اپنی ضروری چیزیں فائنل کر کے کسی کو بھی بتائے بنا ہفتے کی رات ہی کو یہاں کینیڈا کے لیئے فلائی کر گیا۔

یہاں انہوں نے اس کی رہائش کا بھی انتظام کر رکھا تھا لہذا اسے کہیں کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔

گھر سے نکلتے وقت اس نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی ان سب کی زندگیوں میں لوٹ کر نہیں آئے گا۔

جس رات وہ واقع ہوا اور جو بے اعتباری شفق نے دکھائی وہ مرد ہو کر زندگی میں پہلی مرتبہ اس تمام رات روتا رہا۔

اسے دکھ یہ تھا کہ اسے جنم دینے والی ماں نے اسے بے توقیر کر دیا۔اس پر شک کیا۔اس کے لئے یہ بات برداشت سے باہر ہو گئی۔پوری دنیا بھی اسکے کہے پر ایمان نہ لاتی تو اسے پرواہ نہ ہوتی مگر ماں کی بے اعتباری اسے کھوکھلا کر گئی۔

اور پھر اس نے وہ فیصلہ جو سب کو بتا کر کرنا تھا۔خاموشی سے کیا۔وہ کبھی کم ہمتی کا مظاہرہ نہ کرتا اگر اسکی ماں اسکا ساتھ نہ چھوڑتی۔

اب اس کے لیئے وہاں کچھ نہیں بچا تھا۔

exponovels

تین ماہ بعد

ہیلو ! کیسی ہو فرح "ابیشہ کی آواز فون سے ابھری "

میں ٹھیک ہوں باجی آپ کیسی ہیں "فرح آہستہ سے گویا ہوئی مبادا گھر میں کوئی سن نہ لے۔ "

میں ٹھیک ہوں۔ میں نے تمہیں جو کام کہا تھا وہ کس حد تک ہوا "اس کے سوال پر دوسری جانب کچھ دیر کے لئیے خاموشی چھا گئی۔ "

باجی اپیا تو کچھ بھی بتانے کو تیار نہیں۔ میں اس موضوع پر اس سے بات کرتی ہوں تو وہ ہسٹرک ہو جاتی ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آ رہی میں کیا کروں "وہ بے بسی سے بولی۔

اچھا تم ایک کام کرو تم کسی بھی طرح اسے لے کر باہر آؤ میں تمہیں ایک پارک کا بتاتی ہوں تم اسے لے کر کل شام سیدھا وہاں آ جاؤ میں بھی وہاں موجود ہوں گی۔ پھر میں خود ہی اس سے سب سچ اگلوا لوں گی۔ میں تمہارے گھر آ کر بات نہیں کر سکتی۔ ورنہ وہیں آ جاتی۔ تمہاری امی تو مجھے یہ سب کرنے کی اجازت نہیں دیں گیں۔ اور تمہارے گھر میں میں چھپ کر زنیرہ سے کوئی بات بھی نہیں کر سکتی "اس نے زنیرہ کو باہر بلانے کا مقصد بتایا۔

ٹھیک ہے آپ مجھے جگہ کا بتا دیں میں اسے لے آؤں گی "اس کے ہامی بھرتے ہی ابیشہ نے فوراً پارک کی لوکیشن بتائی۔ اور فون بند " کر دیا۔

اگلی شام فرح، ابیشہ کی بتائی ہوئی جگہ پر زنیرہ کو لے آئی۔ جہاں ابیشہ پہلے سے ہی موجود تھی۔ یہ پارک عام پارک نہیں تھا۔ صرف جاگنگ اور واک کے لئیے لوگ اسے استعمال کرتے تھے۔ لہذا رش کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اسی لئیے ابیشہ نے یہ جگہ پسند کی تھی تاکہ آرام اور تسلی سے وہ زنیرہ کو سچائی کا سامنا کرنے اور اسے بتانے کے لئیے کنونس کر سکے۔

زنیرہ وہی لڑکی تھی جسے کچھ ماہ پہلے رستم نے یونیورسٹی سے واپسی پر اٹھوا لیا تھا اور پھر اپنے فلیٹ میں لے جا کر زیادتی کا نشانہ بنایا تھا۔

زنیرہ اس کے ساتھ پوائنٹ میں بھی آتی جاتی تھی۔ لہذا ان کی آپس میں اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔ کچھ دن کی مسلسل غیر حاضری پر ابیشہ اس کے گھر گئی تاکہ پتہ کرے کہ کیا مسئلہ ہوا ہے۔ فون کرنے پر اس کی بہن نے بس اتنا بتایا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ لیکن کتنی خراب تھی اس دن ابیشہ یہی پتہ کرنے گئی تھی۔

اسلام علیکم ! کیسی ہیں آنٹی زنیرہ بہت دنوں سے یونیورسٹی نہیں آ رہی تھی۔ پتہ چلا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں سوچا آ کر حال چال "

پوچھ لوں" دروازہ کھولتے ہی زنیرہ کی ماں سے آمنا سامنا ہونے پر ابیشہ نے خوش دلی سے کہا۔ مگر وہ ابیشہ کو بری طرح گھور رہی تھیں۔

مر گئی ہے وہ ہمارے لیئے" یکدم ان کے پھٹ پڑنے پر ابیشہ بھونچکارہ گئی۔ اسی اثنا میں اس کی بہن فرح دروازے کی جانب آئی۔ "

کیا ہو گیا ہے امی" ماں کو ٹوکا۔ وہ مڑ کر فرح کو بھی غصے سے دیکھتی ہوئی پاؤں پٹخ کر اندر کی جانب بڑھ گئیں۔ "

سوری وہ امی کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ آپ آئیں پلیز" کچن کی کھڑکی سے وہ ابیشہ کو نہ صرف دیکھ چکی تھی بلکہ اس کا تعارف بھی سن چکی" تھی۔

تین مرلے کا بنا چھوٹا سا گھر تھا۔ فرح اسے لئے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر لے آئی۔

سامنے ہی دو کمرے بنے ہوئے تھے۔ فرح ایک کمرے کی جانب بڑھی۔ ابیشہ نے بھی اس کی پیروی کی۔

زنیرہ تمہاری یونیورسٹی سے کوئی ملنے آیا ہے" بیڈ پر گھٹڑی بنا ہوا ایک وجود منہ دوسری جانب کیئے لیٹا تھا۔ فرح کی بات پر وہ کرنٹ کھا کر" سیدھی ہوئی۔

ابیشہ تو اسے دیکھ کر پہچان نہ سکی۔ وہ تو کوئی ہڈیوں کا ڈھانچہ معلوم ہو رہی تھی۔ اچھی خوش شکل لڑکی تھی مگر یہ کیا ہوا۔

وہ سرد نظروں سے ابیشہ کو دیکھ رہی تھی۔ عجیب سی وحشت اور اجنبی پن تھا اس کی نظروں میں۔

ہیلو زنیرہ" وہ ہچکچا کر آگے بڑھی۔ "

دور رہو مجھ سے خبردار میرے قریب مت آنا" اسکے چہرے سے ٹپکتا خوف ابیشہ کو سن کر گیا۔ "

کیا ہوا ہے اسے۔ یہ اس طرح کیوں ری ایکٹ کر رہی ہے اور اس قدر بری حالت میں کیوں ہے" آخر ابیشہ سے رہا نہ گیا تو فرح سے" پوچھا۔ جو نظریں چرا گئی۔

آپ آئیں میرے ساتھ" وہ اسے لیئے دوسرے کمرے میں آ گئی۔ "

سمجھ نہیں آ رہا کیسے بتاؤں۔ پچھلے دنوں یونیورسٹی سے واپسی پر زنیرہ کو کوئی رستم نامی لڑکا اٹھوا کر لے گیا تھا اور پھر۔۔۔۔" بیڈ پر ابیشہ" کے سامنے بیٹھ کر فرح نے سچ بتانا شروع کیا مگر اس قدر کڑوا سچ وہ بتا نہ پائی۔ اور منہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی۔ ابیشہ تو حیرت کی تصویر بنی اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ زنیرہ کے ساتھ یہ سب ہو سکتا ہے۔

آپ سمجھ سکتی ہیں کہ کیا ہوا ہو گا۔۔۔ رستم بہت دنوں سے اپیا کو تنگ کر رہا تھا۔ نجانے کہاں سے اس نے اپیا کا نمبر لے لیا اور مسلسل اسے" دوستی کی پیشکش کر رہا تھا۔ مگر اپیا نہیں مانی۔ کوئی بھی شریف لڑکی یہ سب نہیں کرتی۔ اس واقعہ سے ایک دن پہلے یونیورسٹی میں ہی اس

exponovels

نے اپیا کو کافی پریشان کیا۔اور جب اپیانے اسے منہ توڑ جواب دیا کہ وہ اس جیسے گھٹیا انسان سے دوستی نہیں کرنا چاہتی تو اگلے دن اس نے اپیا کو اٹھوالیا۔اسکے فلیٹ پر پہنچنے کے کچھ دیر بعد اپیانے موبائل پر مجھے کال کی اور روتے ہوئے سب کہہ سنایا۔امی ابو کو بتانے پر پہلے تو انہیں یقین نہ آیا۔ابو نے مجھے ڈانٹا کہ جب سب پتہ تھا تو پہلے کیوں نہیں بتایا۔ابو اسی وقت قریبی تھانے گ ئے۔ مگر وہاں تو الٹا حساب۔ رستم کی اسٹرانگ بیک گراؤنڈ ہونے کے سبب بجائے ابو کی فریاد سننے کے پولیس والے نے الٹا ابو کو بے عزت کر کے پولیس اسٹیشن سے نکال دیا۔کہنے لگا تمہاری اپنی ہی بیٹی گھر سے بھاگی ہو گی۔اور بھی نجانے کیا کیا الزام۔ہم غریب کیا کر سکتے ہیں۔سوائے ان زمین کے خداؤں کے آگے اپنی عزت لٹانے کے اور وہی ہوا۔شام میں زنیرہ کو وہ اپنی ہوس پوری کرنے کے بعد چھوڑ گیا"فرح زار و قطار رو رہی تھی اور کم حال ابیشہ کا بھی نہیں تھا۔

اس قدر انسانیت کی تذلیل پر اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

تم فکر مت کرو میں اسے انصاف دلا کر رہوں گی مگر تمہیں میرا ساتھ دینا ہو گا"اسے حوصلہ دلاتے وہ عزم سے بولی۔ "

رہنے دیں باجی ایسے لوگوں کو اس دنیا میں کہاں سزائیں ملتی ہیں"فرح آنسو صاف کرتے ہوئے مایوسی سے بولی۔ "

اللہ کی پکڑ سے بڑے بڑے فرعون نہیں بچ سکے یہ لوگ کیا چیز ہیں۔بس تم نے میرا ساتھ دینا ہے۔جب بھی میں تمہیں کہوں"فرح" سے وعدہ لے کر وہ اٹھی۔وہ کچھ دن مسلسل وہاں گئی تاکہ زنیرہ خود اس سے سب شئیر کرے اور وہ اس کی ریکارڈنگ لے کر اپنے باس کو دے تاکہ وہ کچھ پیش رفت کر سکیں۔مگر زنیرہ نے کچھ بھی کہنے سے انکار کر دیا۔

فرح سے وہ مسلسل رابطے میں تھی اور پھر غازان والے واقع کے بعد سے تو ابیشہ کے لئے زنیرہ کو کنونس کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہو گیا تھا۔

ابیشہ کو ایک بینچ پر بیٹھے دیکھ کر زنیرہ نے غصے سے بہن کو دیکھا۔اب وہ کافی حد تک سنبھل چکی تھی وہ زنیرہ نہیں تھی جو اس دن ابیشہ نے اس کے گھر دیکھی تھی۔

زنیرہ پلیز مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے"اپنی جگہ سے اٹھ کر ابیشہ نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے مقابل بٹھایا۔ "

ابیشہ تم کیوں یہ سب کر رہی ہو۔ایسے درندوں کو انصاف نہیں ملتا"وہ بے چارگی سے اسے دیکھ کر بولی۔ "

ملے گ ضرور ملے گا۔تم بس مجھے سب بتاتی جاؤ۔تم جانتی ہو رستم کے خلاف ایک اور کیس جلد ہی کھلنے والا ہے اس کی بربادی کے دن" قریب آنے والے ہیں۔"اور پھر ابیشہ نے اسے غازان والا واقعہ کہہ سنایا۔

exponovels

اف میرے خدا کتنا گھٹیا انسان ہے یہ رستم۔غازان بھائی کو کون نہیں جانتا اتنے اچھے انسان ہیں" وہ سر پکڑ کر بیٹھی تھی۔ "

کیا تم نہیں چاہتی کہ تم اور غازان جیسے بے گناہوں کو انصاف ملے۔پلیز زنیرہ مجھے تمہاری مدد کی اشد ضرورت ہے۔تم اگر اس کے خلاف" گواہی دو گی تو مجھے اپنے سر کو اس واقع پر ایکشن لینے کے لئیے اور بھی آسانی ہو گی۔بہت سے بڑے بڑے وکیلوں کو میں اب جانتی ہوں۔ اور پھر آجکل جو میڈیا کی نظر میں آجائے۔تو پھر لوگ اسے کسی صورت نہیں چھوڑتے۔میں یہ سب میڈیا پر بہت جلد لاؤں گی۔اس لڑکی کو بھی پہلے ڈھونڈنا ہے تاکہ تم دونوں کی گواہیاں اس رستم جیسے گھٹیا شخص کو اس کے انجام تک پہنچائیں" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔

میں تمہارا ساتھ دوں گی" زنیرہ نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔ "

اور پھر اسی طرح قطرہ قطرہ مل کر جب سمندر بنتا ہے تو اسکی موجوں سے بچنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ابیشہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

چھ ماہ بعد

چھوٹی ہونے میں پندرہ منٹ رہ گ ئے تھے اور آج کا آرٹیکل اسے ہر حال میں مکمل کرنا تھا۔کل صبح اخبار میں یہ لازمی چھپنا تھا۔تقریبا سارا مکمل تھا۔بس وہ ایک نظر پورا پڑھ کر غلطیاں ٹھیک کر رہی تھی جب آفس بوائے دروازہ بجا کر اندر داخل ہوا۔

"اسلام علیکم! میڈم آپ سے رومان صاحب ملنے آئے ہیں"

فورا اندر بلاؤ انہیں" رومان کافی مرتبہ اس کے آفس آچکا تھا اور غازان کی وجہ سے ابیشہ کے باس اسے بہت اچھے سے جانتے تھے۔ "

اسلام علیکم میڈم کیسی ہیں" دروازہ بجا کر وہ اندر داخل ہوتے پچھلی بہت سی ہونے والی ملاقاتوں کی نسبت آج ابیشہ کو بہت فریش سا" لگا۔

وعلیکم سلام بالکل ٹھیک۔آئیں جناب" خوشگوار انداز میں اسے جواب دیتے اپنے سامنے موجود کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "

شکریہ" کہتا وہ بیٹھ گیا۔ "

ابیشہ نے جلدی جلدی سب پیپرز سمیٹے۔

گھر میں سب کیسے ہیں" اس نے مصروف انداز میں ہی پوچھا۔ "

exponovels

بس ٹھیک "رومان کے جواب پر لمحہ بھر اس کے ہاتھ رو کے۔ "

رومان آپ نے کبھی آنٹی کو خود سے نہیں سمجھایا کہ غازان ایسے نہیں "رومان اس کی بات پر لحظہ بھر کو اسکی جانب دیکھ کر نظریں جھکا" گیا۔

بہت مرتبہ کوشش کی ہے میں نے بھی اور منانے بھی۔ مگر انہیں تو جیسے ایک چپ سی لگ گئ ہے۔ پتہ نہیں ان کے دل میں کیا چل رہا" ہے میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔ آج پھر کوشش کروں گا۔ گھنٹوں غازان کے کمرے میں بیٹھ کر روتی رہتی ہیں۔ ایسے لگتا ہے ہم سب ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر آگ ئے ہیں۔ ڈیڈی ہیں تو انہیں دن رات کا کوئ ہوش نہیں۔ لیٹ راتوں کو آنا اور صبح ہوتے ہی نکل جانا۔ ان کی صحت اتنی بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ اور وہ بھی کسی سے کوئ بات نہیں کرتے۔ ایسے لگتا ہے وحشتوں نے ہمارے گھر کا ہی رستہ دیکھ لیا ہے۔ "رومان کی ہر بات پر جیسے ابیشہ کا دل دکھ سے بھرتا جا رہا تھا۔ کسی ایک شخص کے زندگی میں ہونے سے ہر چیز کتنی مکمل لگتی ہے اور جب وہ چلا جاتا ہے تب معلوم ہوتا ہے اس نے ہر رشتے کو کیسے جوڑ رکھا تھا۔

آپ سے کچھ خاص بات ڈسکس کرنی تھی۔ اگر فری ہو گئ ہیں تو کہیں اور چلیں "رومان کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔"

دونوں آگے پیچھے چلتے آفس سے باہر آ چکے تھے۔

ابیشہ رومان کے ساتھ ہی اس کی گاڑی میں موجود تھی۔

تھوڑی دیر بعد رومان کی گاڑی ایک ریسٹورینٹ کے آگے رکی۔ گاڑی سے اتر کر وہ دونوں اندر کی جانب بڑھے۔

ایک ٹیبل کے سامنے رک کر رومان نے پہلے ابیشہ کے لئیے کرسی گھسیٹ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر خود اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ہاں جی اب بتائیں "ابیشہ نے استفسار کیا۔ "

رومان نے پیکٹ میں موجود ایک سی ڈی اس کی جانب بڑھائ۔

ابیشہ کی استفہامیہ نظریں اس کی جانب اٹھیں۔

اس میں فیرویل کی وہ تمام تصاویر اور ویڈیوز ہیں جو پچھلے کچھ مہینوں سے میں بہت سارے اسٹوڈنٹس سے لے رہا تھا۔ ہر ڈیپارٹمنٹ" کے دو دو بندوں سے میں نے یہ ویڈیوز اور تصاویر لی ہیں۔ اللہ کرے اس لڑکی کو ٹریس کرنے کا جو طریقہ آپ نے سوچا ہے اس میں ہم کامیاب ہو جائیں "رومان کی بات پر اس نے بے اختیار آمین کہا۔

exponovels

میں بھی دو دن پہلے ہی میڈیا کے ایک بندے سے اس دن بننے والی ویڈیو لے چکی ہوں۔ اس کے علاوہ وہ دوپٹہ اور بریسلیٹ بھی" یونیورسٹی کی انتظامیہ سے لے لیا ہے۔ میں چاہتی ہوں ہم یہ ویڈیوز اکٹھے بیٹھ کر کہیں دیکھیں اور مل کر ہی اسے ان ویڈیوز میں ڈھونڈیں "اسکی بات پر لحظہ بھر کے لیئے رومان نے کچھ سوچا۔

"علی کی طرف چلتے ہیں۔ اس کا ایک فلیٹ ہے وہ اکثر اس فلیٹ پر غازان کے ساتھ کمبائن اسٹڈی کرتا تھا"

ٹھیک ہے۔ آپ علی سے ابھی بات کر لیں "اس نے ہاں میں ہاں ملائی۔ "

اوکے "کہتے ساتھ ہی رومان نے علی کو فون کر کے فلیٹ پر آنے کا کہا۔ "

چلیں "دونوں تیزی سے وہاں سے نکلے۔ "

کچھ دیر بعد وہ علی کے فلیٹ پر موجود تھے۔ رومان کچھ دن پہلے ہی علی کو اپنا اور ابیشہ کا پلان بتا چکا تھا علی نے بھی اپنی طرف سے ہر ممکن طریقے سے ان کی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔

کمپاؤنڈ میں ہی ان تینوں کی ملاقات ہو گئی۔

سیکنڈ فلور پر بنا خوبصورت سا فلیٹ علی کے زیر استعمال تھا۔

اس میں داخل ہوتے ہی کاریڈور کی دیوار پر لٹکی علی اور غازان کی تصویر نے ابیشہ کو چند لمحے آگے بڑھنے نہیں دیا۔

اجلی صاف مسکراہٹ لئے وہ شخص ابیشہ کو اپنے آس پاس محسوس ہوا۔

ایک گہرا سانس بھر کر وہ آگے بڑھی۔

رومان علی کو تب تک سی ڈی کے متعلق بتا چکا تھا۔

علی نے فوراً سی ڈی پلئیر کو لاؤنج میں موجود ایل سی ڈی کے ساتھ جوڑا۔

سی ڈی دو "علی نے مڑ کر رومان سے وہ سی ڈی لی۔ جو ابیشہ پہلے اسے پکڑا چکی تھی۔ "

دوپٹہ اور بریسلیٹ ابیشہ کے بیگ میں ہی موجود تھا۔

اور وہ سی ڈی بھی جو اس نے ٹی وی کے اس چینل سے لی تھی جنہوں نے اس دن ان کے فیرویل کی کوریج کی تھی۔

آدھی سے زیادہ ویڈیوز وہ دیکھ چکے تھے۔ بار بار روک کر تمام لڑکیوں کے دوپٹوں کو دیکھتے مگر کہیں کوئی ایسی لڑکی نظر نہ آئی جس نے وہ دوپٹہ لیا ہوا تھا۔

exponovels

اور اگر وہ ہمیں نہ ملی "ایک کلپ پر روک کر علی نے ابیشہ اور رومان کی جانب دیکھ کر کہا۔ "

ملے گی ضرور ملے گی "ابیشہ مایوسی کی کوئی بات سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ "

مسلسل تین گھنٹے ہو چکے تھے مگر کسی کلپ میں وہ لڑکی موجود نہیں تھی۔

آپ والی سی ڈی لگا کر دیکھیں "رومان نے ابیشہ سے کہا۔ "

پہلے اس کو پورا دیکھ لیں۔ پھر وہ بھی لگاتے ہیں "ابیشہ ہار ماننے کو تیار نہ تھی۔ "

علی نے دوبارہ سے کلپ چلایا ابھی پانچ منٹ نہیں گزرے تھے کہ یکدم ابیشہ چلائی۔

روکیں یہیں پر "اسکے کہتے ساتھ ہی علی کی انگلیوں نے حرکت کی اور ویڈیو پوز کر دی۔ چار لڑکیوں میں گھری وہ مسکراتی ہوئی لڑکی بلاشبہ "وہی تھی۔ وہی دوپٹہ اور ہاتھ سے بالوں کو درست کرتے وہی بریسلیٹ اس نے پہن رکھا تھا جو اس وقت ابیشہ کے سامنے موجود ٹیبل پر پڑا تھا۔

رومان اور ابیشہ کے چہروں پر خوشی کی ایک چمک تھی سوائے علی کے۔

شکر اللہ کا "رومان اسی لمحے سجدے میں گر گیا۔ چھ مہینوں سے وہ لگاتار لوگوں سے ویڈیوز لیتا پھر رہا تھا۔ اور آج آخر کار وہ لڑکی انہیں مل "ہی گئی۔

مائی گاڈ یہ۔۔۔۔ یہ تو نتاشا ہے "علی کے منہ سے نکلنے والے الفاظ ان دونوں کو ششدر کر گئے۔ کیا علی اس لڑکی کو جانتا تھا۔ "

نتاشا کون۔ تم جانتے ہو اسے "رومان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ "

بد قسمتی سے یہ میری کزن بھی ہے اور میرے ایک کزن کی منگیتر بھی "اس کے انکشاف پر وہ دونوں ہکا بکا رہ گئے۔ "

تو یہ کہاں ہے اب کون سے ڈیپارٹمنٹ کی ہے "ابیشہ نے پے در پے سوال کیئے۔ "

یہ انگلش ڈیپارٹمنٹ کی تھی اور ہمارے ساتھ ہی اس کا فائنل ائیر بھی ختم ہو گیا تھا۔ سب کا ارادہ تھا کہ اس کے فائنل ائیر کے بعد اس کی "اور میرے کزن کی شادی کر دی جائے گی۔ مگر نتاشا نے فی الحال شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ اوہ میرے خدا تو یہ وجہ تھی اس کے انکار کرنے کی۔ اور ہم یہی سمجھتے رہے کہ ابھی وہ شادی جیسی ذمہ داری کے لیئے تیار نہیں۔ میری چچا نتاشا کے ابو ریٹائرڈ کرنل ہیں۔ اور میرا کزن یعنی نتاشا کا منگیتر بھی ائیر فورس میں ہے۔ "علی نے تفصیل سے نتاشا کے بارے میں بتایا۔

مگر ہم اب کیسے اس سے حقیقت جانیں گے "رومان نے کہا۔ "

exponovels

علی دیکھیں ہمارا نتاشا سے ملنا اسے انوالو کرنا بہت ضروری ہے۔اور یہ تو اللہ نے ہمارے لئے آسانی کر دی کہ آپ اسے پہلے سے جانتے" ہیں۔میرے ذہن میں آئیڈیا آیا ہے۔علی میں آپ کو نہیں کہتی کہ آپ نتاشا سے پوچھ گچھ کریں۔کیونکہ یہ سب وہ آپکو کبھی نہیں بتائے گی۔تو کیوں نہ میں یونیورسٹی فیلو کی حیثیت سے اس کے گھر جاؤں اور اسے کنوینس کروں۔اس سے سچ اگلواؤں۔اور میرا خیال ہے ہمیں یہ کرنا پڑے گا"اس نے ان دونوں کی جانب دیکھ کر تائید چاہی۔

بالکل میرے خیال میں تو یہ پرفیکٹ آئیڈیا ہے"رومان نے اپنی رائے دی۔ "

ٹھیک ہے میں آپ کو اس کے گھر تک لے جاؤں گا"علی نے بھی مثبت جواب دیا۔ "

نہیں آپ لے کر نہیں جائیں گے۔آپ صرف مجھے ایڈریس بتائیں میں خود ہی جاؤں گی۔"علی نے فوراً ایک پیپر پر اسے ایڈریس لکھ کر" دیا۔

شکریہ۔رومان اب مجھے گھر ڈراپ کر دیں"صوفے سے اٹھتے ابیشہ نے رومان کو مخاطب کیا۔ "

اور علی ابھی اس سب کی بھنک بھی کسی کو نہ پڑے"رومان نے علی سے ہاتھ ملاتے ہوئے علی کو تنبیہہ کی۔۔ "

ڈونٹ وری نہیں پتہ چلے گا"اس نے یقین دہانی کروائی۔ "

کچھ دیر بعد ابیشہ رومان کے ساتھ اس کی گاڑی میں موجود تھی۔

آج کے دن مجھے دو خوشخبریاں ملی ہیں"رومان کی بات پر ابیشہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔ "

"دو؟"

یہ پڑھیں"اپنے موبائل پر ایک ای میل کھول کر اس نے ابیشہ کو موبائل تھمایا۔ "

میرے جان سے پیارے بھائی رومان۔"

سمجھ نہیں آ رہی کیا لکھوں کہاں سے شروع کروں۔چھ مہینوں سے جس تکلیف سے گزر رہا ہوں۔اسے لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ سوچا تھا کبھی تم لوگوں سے رابطہ نہیں کروں گا۔مگر چھ مہینوں میں کوئی ایسا دن نہیں جب خود سے جنگ نہ کی ہو۔اور آج آخر کار میں وہ جنگ ہار گیا۔اور تمہیں ای میل کرنے کا سوچا۔میں نہیں جانتا تم نے مجھے بے قصور جانا یا نہیں۔اب مجھے اس سب سے فرق بھی نہیں پڑھتا۔مجھے لگتا ہے وہ غازان کہیں مر گیا ہے جو تمہارا بھائی تھا۔ایک اجنبی دوست سمجھ لینا۔میں کینیڈا میں ہوں۔اور زندگی جی رہا ہوں۔ہمارے ایگزامز شروع ہونے سے کچھ دن پہلے میں نے اس جاب کے لئے اپلائی کیا تھا اور مجھے خوش قسمتی سے یہاں جاب مل بھی

exponovels

گئی تھی۔اگر وہ واقع نہ ہوتا تو میں تم سب کی دعائیں لے کر یہاں آتا۔مگر چھ ماہ پہلے سب کی بد دعاؤں کے بعد میں یہاں خاموشی سے آ گیا۔ کیونکہ گناہگاروں کے لیئے دعائیں نہیں نکلتی۔اور نہ ہی کوئی ان سے محبت روا رکھتا ہے۔تمہاری ممی،ڈیڈی اور بہن کیسی ہیں۔رومان میں نہیں جانتا میں کبھی دوبارہ تم سے رابطہ کروں گا۔ہاں اگر دل نے ایسے ہی مجبور کیا تو شاید کر لوں۔مگر تم گھر والوں کو میرے بارے میں مت بتانا کہ میں کہاں ہوں۔پلیز مجھ سے وعدہ کرو۔ویسے کتنا بے وقوف ہوں اب انہیں مجھ سے غرض ہی کیا ہے۔میں تو شاید ان کے لئے مر چکا ہوں۔

خیر اپنا خیال رکھنا۔

تمہارا۔۔۔۔۔۔

غازان

غازان کی میل پڑھتے ابیشہ کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

رومان کو اس کے آنسو دیکھ کر حیرت نہیں ہوئی۔غازان کے لئے اس کا جنون دیکھ کر اسے اب حیرت نہیں ہوتی تھی۔

انسان نہیں مگر اللہ اپنے بندے کی خاموش اور بے لوث محبت سے واقف ہوتا ہے۔ابیشہ تو نہ جان سکی مگر غازان کی ابیشہ کے لئے خاموش محبت کو اللہ تو جانتا تھا اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ آپ کی نیک نیتی کا بدلہ نہ دے۔

ابیشہ کا غازان کے لئے تڑپنا اس کی تکلیف کو محسوس کر کے اس کے لئے یہ سب کرنا حقیقت میں غازان کی خاموش محبت کا جواب تھا۔

اور ابیشہ ابھی تو خود بھی سمجھنے سے قاصر تھی یا جان بوجھ کر انجان بن رہی تھی۔

میرا جواب بھی پڑھ لیں" رومان نے ایک نظر آنسو صاف کرتی ابیشہ کو دیکھ کر کہا۔ "

ابیشہ نے ریپلائی میل کھولی۔

غازان میری جان"

تو آج سوچ نہیں سکتا مجھے تیرے بارے میں جان کر کتنا سکون ملا ہے۔میری تجھ سے درخواست ہے میں کبھی تجھے واپس آنے پر فورس نہیں کروں گا۔مگر رابطوں کو تو نے اب کبھی ختم نہیں کرنا۔میں گھر میں کسی کو تیرے بارے میں نہیں بتاؤں گا۔مگر ہاں تو گناہگار ہے یا بے گناہ تو نے کہا تھا نہ کہ اب وقت گواہی دے گا تو بس خود کو ملول نہ کر نہ مورد الزام ٹھہرا میں جانتا ہوں تو کیسا ہے۔بس تو وقت کا انتظار کر میں بھی کر رہا ہوں۔ان شاءاللہ جلد ہی اللہ تجھے سرخرو کرے گا۔

اللہ تیرا حامی و ناصر۔

تیرا دوست تیرا بھائی رومان

رومان کی میل کے ایک ایک لفظ کے ساتھ ابیشہ دل میں آمین پڑھ رہی تھی۔ میل بند کر کے اس نے موبائل رومان کو واپس کیا۔

تو اسی لئے آج آپ بہت خوش نظر آرہے تھے "اس نے ہلکی سی مسکراہٹ سے رومان کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "

"جی بالکل"

مجھے خود یہ میل پڑھ کر بہت تسلی ہوئی ہے۔ یہ جان کر کہ غازان خیر خیریت سے ہیں "اس نے سچے دل سے خوشی سے سرشار لہجے میں" کہا۔

اسی لئیے آپ کو یہ میل پڑھائی ہے۔ آپ کا تو حق بنتا تھا یہ سب جاننے کا "ابیشہ بری طرح چونکی"

آخر میری طرح آپ بھی تو پریشان تھیں غازان کے لئے اور سب سے بڑی بات اس کے لئے اتنا بڑا اسٹیپ آپ نے لیا تو آپ کا تو حق بنتا" ہے۔ آپ اسکی اتنی بڑی ویل وشر ہیں۔ آپ کو تو جاننا چاہئیے تھا "رومان نے فوراً بات سنبھالی۔

ابیشہ خاموش ہی رہی۔

ایک بات کہوں آپ مجھے آپ نہ کہا کریں تم کہا کریں "اس کی انوکھی فرمائش پر ابیشہ نے تحیر سے اسے دیکھا۔ "

آپ کو چھوٹے بننے کا شوق ہے۔ ویسے ہیں تو آپ مجھ سے چھوٹے ہی۔ چلیں آج سے تمہیں تم کہوں گی "ابیشہ نے مسکراتے ہوئے اس" کی بات مان لی۔

تھینکس میم "وہ کورنش بجالایا۔"

گاڑی پورٹیکو میں کھڑی کر کے جوں ہی وہ اندر داخل ہوا پریشان حال منا کو لاؤنج کے صوفے پر بیٹھے دیکھا۔

کیا ہوا ہے تم ابھی تک جاگ رہی ہو "منا نے ہاتھوں پر گرا سر اٹھا کر بے خیالی سے رومان کو دیکھا۔ "

نہیں خیریت نہیں ہے "اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "

ممی دو گھنٹے سے غازان کے کمرے میں ہیں۔ باہر آنے کا نام نہیں لے رہیں اور مسلسل روئے جا رہی ہیں۔ ڈیڈی شام میں ہی بزنس" میٹنگ کی وجہ سے کراچی گئے ہیں۔ اور تم پتہ نہیں کہاں کہاں کی خاک چھان رہے ہو۔ میں اکیلی کیا کروں "منا تو جیسے بھری بیٹھی تھی۔

اوکے میں دیکھتا ہوں۔ تم جاؤ۔ سو جاؤ جا کر" منا کو اس کے کمرے میں بھیج کر وہ سیڑھیاں چڑھ کر غازان کے کمرے کی جانب بڑھا۔ "

کمرے کے دروازے پر کھڑا وہ دکھ سے ماں کو دیکھ رہا تھا جو غازان کی تصویر تھامے اسے بار بار محبت سے چوم رہی تھیں۔

کاش یہ پیار آپ اس وقت اسے دکھاتیں جب اسے اس کی ضرورت تھی۔" وہ کہے بنا رہ نہ سکا۔ "

مجھے کیا پتہ تھا وہ یوں سب چھوڑ چھاڑ کہیں گم ہو جائے گا" پہلی مرتبہ اتنے دنوں میں وہ غازان کے حوالے سے بات کر رہی تھیں۔ "

آخر کیا وجہ تھی ممی کے آپ نے اسے یوں بے اعتبار کر دیا۔ آج میں وہ وجہ جانے بغیر یہاں سے نہ خود اٹھوں گا اور نہ ہی آپ کو یہاں سے "

اٹھنے دوں گا۔" ان کے سامنے دوزانو بیٹھتے اس نے حتمی انداز میں کہا۔ وہ جو بیڈ پر بیٹھیں برستی آنکھوں سے رومان کو دیکھ رہی تھیں۔

کچھ لمحے اسی طرح اسے دیکھتی رہیں۔ پھر آنسو صاف کر کے اٹھنے لگیں۔ کہ اس نے ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں اٹھنے نہ دیا۔

"نہیں ممی مجھے بتائیں"

وہی بوجھ ہلکا کرنے لگی ہوں تمہیں کچھ دکھانا چاہتی ہوں۔ کتنے مہینوں سے یہ بوجھ لئیے پھر رہی ہوں۔ اب مجھ میں ہمت نہیں "اس"

کے کندھے کو تسلی سے تھپتھپاتے اپنی جگہ سے دوبارہ کھڑی ہوئی۔

ابھی لے کر آتی ہوں" کہہ کر وہ کمرے سے گئیں۔ کچھ دیر بعد ایک بڑا سا شاپر تھامے واپس آئیں۔ واپس اسی جگہ بیٹھتے انہوں نے وہ"

شاپر رومان کو تھمایا۔

وہ حیرت سے بیڈ پر ان کے مقابل بیٹھ کر وہ شاپر کھولنے لگا۔

جس میں بے شمار خطوط تھے ایک خط کھولا تو کسی کا محبت بھرا پیغام تھا غازان کے لئیے نظر بھیجنے والی محترمہ کے نام پر پڑی تو وہ بری طرح

چونکا۔

آخر میں تمہاری ابیشہ لکھا ہوا تھا۔

ہر خط میں جینے مرنے کی قسمیں ان کی ملاقاتیں۔ اسے جاب دلانے کا شکریہ۔

وہ حیرت سے ایک ایک خط پڑھ رہا تھا۔ چکرا کر رہ گیا۔

کچھ خطوط میں تو ان کی ملاقاتوں کے حوالے سے بے حد شرمناک گفتگو بھی کی گئ تھی جسے پڑھ کر رومان کا خون کھول گیا اور ماں کے

سامنے شرمندگی الگ ہو رہی تھی۔

آخری لفافے میں تو غازان اور ابیشہ کی چند تصویریں بھی تھیں۔ نجانے کیسے انہیں ایڈٹ کیا گیا تھا۔

exponovels

وہ واقعہ ہونے سے دو ماہ پہلے سے مجھے یہ خطوط بلاناغہ مل رہے تھے۔ مگر میں نے ان پر یقین نہیں کیا۔ مجھے غازان پر اعتبار تھا۔ میں نے" اس سے کچھ پوچھا بھی نہیں۔ مگر پھر کچھ دن بعد یہ تصویریں ملیں۔ پھر ندا کی ماں کا فون بھی آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ غازان کے پیچھے کوئی لڑکی ہے۔ میں نے یہ سب خط تمہارے ڈیڈی سے چھپا کر رکھے کہ اگر ان کے ہاتھ لگ جاتے تو انہوں نے ہم میں سے کسی کو نہیں چھوڑنا تھا۔

میں نے غازان سے آخر پوچھا تو اس نے کہا ہاں ابیشہ نامی لڑکی کی میں نے مدد کی ہے۔ میں تب بھی خود کو دھوکہ دیتی رہی یہ کہہ کر کہ وہ غلط سمت نہیں جا سکتا۔ مگر کوئی بھی یہ خطوط پڑھ کر بآسانی سوچ سکتا ہے کہ غازان کا اس لڑکی کے ساتھ کوئی افیئر تھا۔ کون لڑکی اتنی پاگل ہے کہ وہ یوں خود کو کسی کے پیچھے خوار کرے۔ مجھے دکھ صرف اس بات کا ہے اگر وہ کسی کو پسند کرتا بھی تھا تو وہ مجھے ایک بار بتاتا تو صحیح میں تمہارے ڈیڈی سے جیسے تیسے کر کے غازان کے لئے راستہ ہموار کر دیتی۔ اگر اسے ٹریپ کیا گیا ہے تو وہ لڑکی سب کے سامنے آ کر کیوں نہیں بتاتی کے رستم اس کے ساتھ غلط نیت رکھے ہوئے تھا۔ یہ سب باتیں مجھے کیا کسی کو بھی شک میں مبتلا کر سکتی ہیں۔

بس اتنے دنوں کا وہ لاوا جو ان خطوط کی وجہ سے میرے دماغ میں پل رہا تھا وہ اس رات پھٹ پڑا۔

میں نے تم لوگوں کی تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر اس بات سے بھی انکار نہیں کہ شیطان کبھی بھی حاوی آ سکتا ہے۔ رومان کیا تم اس لڑکی کو جانتے ہو۔" ان کے استفسار پر وہ جو خطوط کے لفافے پر لگی اسٹیمپ کا جائزہ لینے میں مگن تھا مسکرا کر ماں کو دیکھنے لگا۔

ہاں میں جانتا ہوں اور بہت اچھے سے جانتا ہوں اسے۔ پتہ ہے کیا ممی۔ ماؤں کو سادہ لوح کبھی نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ جو اسٹیمپ ہے یہ" یہیں کے پوسٹ آفس کی ہے۔ اور جس لڑکی نے ان خطوط میں غازان سے محبت کے دعوے کئے ہیں وہ ابیشہ ہر گز نہیں ہے۔ اگر وہ ایسی ہوتی تو بہت سے مواقع تھے اس کے پاس جنہیں وہ بڑی آسانی سے استعمال کر کے آج یہاں اس گھر میں ہوتی۔ اگر غازان اسے پسند کرتا بھی تھا تو اس نے کبھی ابیشہ کو تو کیا کسی کو بھی اپنی یک طرفہ پسند کی بھنک تک پڑنے نہیں دی۔ ماں اس کی محبت تو بہت پاکیزہ تھی اس میں کہیں کوئی ہوس کا گزر بھی نہیں تھا۔ یہ خطوط کسی ایسے بندے نے لکھے ہیں جو غازان کو تو جانتا ہی ہے وہ ابیشہ کو بھی بہت اچھے سے جانتا ہے اور جہاں تک میرا شک ہے وہ ندا کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ جبکہ ابیشہ کے بارے میں بھی ذکیہ آنٹی نے ہی آپ کے ذہن میں یہ گرہ ڈالی۔ ممی اگر ہم شاطر نہیں ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا میں کوئی بھی شاطر نہیں۔ دنیا بھری پڑی ہے ایسے لوگوں سے۔ اور یہ تصاویر بڑی مہارت سے ایڈیٹ کی گئی ہیں۔ اور یہ تصویر۔ یہ ہمارے اسپورٹس ڈے کی ہے جس میں علی غازان کے ہمراہ کھڑا تھا۔ میں آپ کو یہ اصل تصویر لا کر دکھاؤں گا۔ ممی ابیشہ کو میں بہت جلد آپ سے ملوانے لاؤں گا۔ وہ ویسی بالکل نہیں جیسا ان خطوط نے اسے

exponovels

آپکے سامنے ظاہر کیا ہے۔ ملیں گی تو جان جائیں گی۔ آپ کے بیٹے کی پسند کتنی پاک تھی۔ ممی اگر ابیشہ نے یوں غازان کو بدنام کرنا ہوتا تو پچھلے چھ مہینوں سے وہ آپ کے بیٹے کو بے قصور ثابت کرنے کے لئیے خوار نہ ہو رہی تھی۔ ممی وہ تو فرشتہ ہے ہمارے لئے اور بہت جلد وہ غازان کو بے قصور ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ ممی شاید اس سے بہتر لڑکی غازان کے لئے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔" رومان کی باتیں سن کر وہ جتنا حیران ہوتیں اتنا کم تھا۔

"کیا مطلب کیا کر رہی ہے وہ غازان کے لئے"

ابھی نہیں بہت جلد آپ کو بتاؤں گا۔ اور ان خطوط کے پیچھے کون سا مکروہ چہرہ ہے وہ بھی جلد ہی بے نقاب کروں گا" شفق کے ماتھے پر پیار کرتے وہ لفافہ اٹھائے رومان کمرے سے باہر جا چکا تھا۔

اگلے دن رومان ان خطوط میں سے ایک لفافہ لے کر قریبی پوسٹ آفس گیا۔ ان خطوط میں لگی پوسٹ آفس کی اسٹیمپ پر ایک ہی نمبر درج تھا۔ جس کا مطلب تھا یہ خطوط کسی ایک ہی پوسٹ آفس کے ذریعے سے بھجوائے گئے ہیں۔

وہاں پہنچ کر اسے قریبی علاقے کے ایک اور پوسٹ آفس کا بتایا گیا جہاں سے یہ ان خطوط نکلے تھے۔ وہ فوراً وہاں پہنچا۔

اسلام علیکم میں رومان ہوں۔ مجھے آپ کی کچھ مدد چاہیئے۔" وہاں طعنیات ایک آفسر سے اس نے سلام دعا کر کے اس کی مدد لینی چاہی۔

وعلیکم سلام بیٹھیں بیٹا" مصافحہ کر کے اس نے رومان کو اپنے سامنے والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔"

رومان نے ہاتھ میں تھاما خط اس کی ٹیبل پر لکھا۔

سر کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کچھ ماہ پہلے یہ اور اس طرح کے بہت سے خطوط کون یہاں لا کر اسٹیمپ لگواتا تھا۔" اس کے پوچھنے پر وہ شخص" کچھ دیر تو سوچ میں پڑا۔

"آپ کو کیوں پتہ کرنا ہے"

سر کچھ ضروری معاملات ہیں۔ سمجھ لیں کے کچھ ذاتی وجوہات ہیں۔ جو فیملی سے متعلق ہیں۔ تو اگر آپ مدد کر سکیں تو میں بہت" شکر گزار ہوں گا" رومان نے گول مول جواب دیا۔

۔ اتنے میں اپنے اسٹیمپ آفسر کے پاس آپکو بھیجتا ہوں آپ اس سے معلوم کر لیں۔ اگر وہ جانتا ہوا تو ضرور آپکی مدد کرے گا۔ اول تو"

exponovels

لوگ آتے ہیں کہاں یاد رہتا ہے"اس نے کہتے ساتھ ہی بیل بجا کر آفس بوائے کو بلوایا

انہیں حفیظ صاحب کے پاس لے جاؤ"جیسے ہی آفس بوائے اندر آیا اس شخص نے رومان کی جانب اشارہ کرتے اسے ساتھ جانے کو کہا۔ "

آپکے تعاون کا بہت شکریہ سر"رومان نے اٹھتے ہوئے ایک مرتبہ پھر اس سے ہاتھ ملایا۔ "

کچھ دیر بعد وہ حفیظ صاحب کے آفس میں موجود تھا۔

جی جناب تو میں آپکی کیا مدد کر سکتا ہوں"رومان کو اپنی ٹیبل کے دوسری جانب موجود کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے اس شخص نے بات" کا آغاز کیا۔

اس ایڈریس سے آپ واقف ہیں۔کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ان خطوط پر کون یہاں آکر اسٹیمپ لگواتا یا لگواتی تھی ؟"رومان نے بیٹھتے" ساتھ ہی اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

ایڈریس تو کچھ جانا پہنچانا ہے"اس شخص نے خط پکڑتے ہوئے پر سوچ انداز میں سر ہلایا۔ "

کیا ان دونوں میں سے کوئی تھا"رومان نے ذکیہ اور ندا کی موبائل پر ایک تصویر نکال کر اس شخص کے سامنے کی۔جسے آتے ہوئے وہ اپنی" فیملی فوٹوز کی ایک البم میں سے نکال کے لے آیا تھا۔پچھلے سال ہی کسی گیٹ ٹو گیدر میں یہ تصویر لی گئی تھی۔

ہاں بالکل یہ دائیں جانب والی خاتون یہ خطوط کافی دنوں تک روزانہ یہاں لاتی تھیں"اس شخص نے فوراً ذکیہ کو پہچانتے نشاندہی کی۔ " رومان نے شکر کا سانس لیا۔

بہت شکریہ سر"رومان نے تصویر واپس جیب میں رکھی۔خط والا لفافہ لے کر اس شخص سے مصافحہ کرکے باہر آگیا۔ "

ڈیڈی مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے اگر آپکے پاس ٹائم ہو تو"وہاں سے نکل کر وہ سیدھا سکندر صاحب کے آفس پہنچا۔ان کے پی اے" سے اجازت لے کر وہ ان کے روم میں داخل ہوا۔

بیٹھو"مصروف سے انداز میں کچھ فائلز چیک کرتے انہوں نے آنکھوں پر لگے نظر کے چشمے کے اس پار نظر آتے رومان پر ایک نظر" ڈالتے اسے بیٹھنے کا کہا اور پھر واپس فائلز چیک کرنے میں مصروف ہوگئے۔کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بھی جب رومان کچھ نہیں بولا تو انہوں نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کہو میں سن رہا ہوں"

exponovels

"ڈیڈی کچھ ماہ پہلے غازان کے خلاف کچھ خطوط۔۔"

پڑھ چکا ہوں وہ سب۔ تمہاری ماں سمجھ رہی تھی کہ اپنے بیٹے کے کارنامے مجھ سے چھپا لے گی۔ باپ ہوں میں تم لوگوں کا۔۔اور پھر" سب تصدیق بھی میں نے کروالی تھی۔ جس لڑکی کے لئیے وہ بے غیرت ہماری عزت داؤ پر لگا گیا۔اسے نہ صرف اپنے دوست کے آفس میں نوکری دلوائی بلکہ یونیورسٹی میں بھی آگے آگے ہو کر اسے اپنے رسالے میں جگہ دی۔ کوئی لڑکی ایسے ہی کسی کے پیچھے پاگل نہیں ہو جاتی۔اگر تم وہ خطوط پڑھ چکے ہو تو تمہیں اندازہ ہو چکا ہو گا کہ۔۔۔ شرم آتی ہے مجھے خود کو اس کا باپ کہتے ہوئے۔۔۔ نجانے کب وہ ان سب چیزوں کی جانب متوجہ ہوا" فائل ایک جانب رکھتے وہ تکلیف دہ لہجے میں بولے۔

کاش آپ واقعی بہت سی اور چیزوں کی بھی تصدیق کرواتے۔ڈیڈی مسئلہ پتہ ہے کیا ہے۔آپ نے ہمیں آزادی تو دے دی مگر ہم پر" اعتبار نہیں کیا۔اور جب ماں باپ اولاد پر اعتماد نہیں کرتے تبھی لوگ ان پر انگلیاں اٹھاتے ہیں۔آپ کو یاد ہے ایک مرتبہ پہلے جب اسد(ندا کا بھائی) کی بھری ہوئی سگریٹس پکڑی گئیں تھیں۔اپنے پکڑے جانے کے خیال سے جب غازان اس کے گھر گیا تو اس نے رات میں چپکے سے کسی لمحے وہ سگریٹس غازان کے اسکول بیگ میں ڈال دیں۔آپ نے تب بھی ذکیہ آنٹی کے کہنے پر غازان کی بری طرح کھینچائی کی تھی۔یہ جانے بغیر کے اس بات میں کس حد تک سچائی ہے۔اور پھر جب وحید انکل(ندا کے والد) نے خود اسے رنگے ہاتھوں وہ سگریٹس اس کے آوارہ دوستوں کے ساتھ پیتے ہوئے پکڑا تھا تب آپ کو بھی یقین آیا تھا کہ غازان تو بے قصور تھا۔اور پھر اسد نے خود اعتراف کیا تھا کہ اپنے باپ کے ڈر سے اس نے وہ سگریٹس خود غازان کے بیگ میں ڈالی تھیں۔کیونکہ وہ اس رات غلطی سے وہ سگریٹس اپنے گھر لے آیا تھا۔ جنہیں وہ ماں باپ کے ساتھ چھپ کر پیتا تھا اور ذکیہ آنٹی نے بھی معذرت کی تھی کہ غلطی سے جب انہوں نے غازان کی کوئی بک اس کے بیگ میں ڈالنے کے لئیے کھولی تو وہ سگریٹس اوپر ہی پڑی ہوئیں تھیں اور وہ یہ سمجھیں کہ غازان پیتا ہے اور وہ اسد کو بھی لگا دے گا۔ مگر اصل میں ان کا اپنا بیٹا غلط تھا۔

بالکل اسی طرح ذکیہ آنٹی نے ایک مرتبہ پھر غازان کو ٹریپ کیا ہے۔یہ تمام خطوط انہوں نے پتہ نہیں خود یا کسی اور سے لکھوا کر ہمارے گھر پوسٹ کئیے ہیں۔اسی لئیے کہ انہوں نے ابیشہ کے ساتھ اس کا اسکینڈل بنا کر ممی کو فون کیا تھا۔اور پھر اسی رات غازان نے میرے اور علی کے کہنے پر ندا کو فون کر کے اس کا دماغ درست کیا تھا۔ڈیڈی آپ نے کبھی مجھ پر، غازان اور منا پر یقین نہیں کیا تھا۔ منا کو بھی آپ نے ایک مرتبہ ایسی ہی سزا دی تھی جب اس کا کوئی کلاس فیلو اسے جان بوجھ کر رانگ کالز کرتا تھا آپ نے منا کو بھی تب اسکول سے اٹھوا لیا تھا۔ بعد میں اس کی فرینڈز نے بتایا کہ نہ صرف منا بلکہ اور بھی بہت سی لڑکیوں کو وہ تنگ کرتا ہے۔اور پھر اسے اسکول سے نکلوا دیا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

ڈیڈی اولاد ٹوٹ جاتی ہے بکھر جاتی ہے جب اس کے ماں باپ اس پر اعتبار نہیں کرتے۔

کیا آپ نے کبھی ہمیں حرام کا ایک لقمہ بھی کھلایا۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم غلط راستوں کا تعین کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ آئے تو ابھی میرے ساتھ پوسٹ آفس چلیں وہاں موجود بندہ خود تصدیق کرے گا کہ یہ خطوط کون بھجواتا رہا۔ ڈیڈی یہ بہت واضح ہے کہ ذکیہ آنٹی جانتی تھیں کہ غازان کبھی ندا سے شادی نہیں کرے گا۔

اسی لیئے انہوں نے اسے ٹریپ کیا۔ اور وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ آپ اپنی اولاد پر اعتبار نہیں کرتے اور وہی ہوا۔ مجھے اچھی طرح یقین ہے کہ جس طرح یہاں غازان بے قصور ہے ویسے ہی وہ اس رستم والی من گھڑت کہانی میں بھی بے قصور ہے۔ پلیز ڈیڈی آج کسی ایک لمحے میں یہ سوچیئے گا کہ آپکی یہ بے اعتباری کہیں آپ کی ساری اولاد کو آپ سے دور جانے پر مجبور نہ کر دے۔ اور ابیشہ کون ہے اور اس کا کہاں تک غازان سے تعلق ہے میں بہت جلد آپ کو بتاؤں گا۔" وہ خط وہیں چھوڑ کر رومان ان کے آفس سے چلا گیا۔

مگر انہیں کٹہرے میں کھڑا کر گیا۔

رات میں جب سکندر صاحب گھر لوٹے کمرے میں داخل ہوتے کسی کی سسکیوں کی آواز کانوں میں پڑی۔ بیڈ کی جانب دیکھا تو شفق موجود نہیں تھیں۔ جوں ہی نگاہ دائیں جانب بک ریک کے پاس گئی جاءِ نماز پر بیٹھے دعا مانگتے روتے ہوئے وہ یقیناً شفق کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

آج جب سے رومان انہیں ان خطوط کی حقیقت بتا کر گیا تھا تب سے وہ بھی کسی کام کو پوری توجہ سے نہیں کر پا رہے تھے۔ دن کا کوئی حصہ ایسا نہیں گزرتا تھا جب انہیں غازان یاد نہیں آتا تھا۔

مگر اپنی انا کا بھرم رکھنے کی خاطر انہوں نے کبھی کسی کو یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ اس کے جانے کے بعد کس بری طرح ٹوٹ کر بکھر چکے ہیں۔ اولاد واقعی آزمائش ہے۔ چاہے اچھی ہو چاہے بری اور اس بات کا اندازہ انہیں غازان کے جانے کے بعد ہوا تھا۔

وہ ان کا سب سے بڑا بیٹا تھا ہمیشہ اسے بے حد محبت دی تھی ہاں مگر وہ اسے اعتبار نہیں دے سکے تھے۔ اپنے ارد گرد موجود لوگوں میں سے کسی کی اولاد کی غلط روش کا سن کر ہمیشہ اپنے بچوں پر بھی شک رہا تھا کہ کہیں کسی موڑ پر بے راہ روی کا شکار نہ ہو جائیں۔

ماں باپ کی ذمہ داری ہر رشتہ سے کہیں زیادہ بڑی ہوتی ہے اور اتنی ہی کڑی بھی۔ کبھی کبھی لوگ اس رشتے میں یا تو اپنی اولاد پر بے جا روک ٹوک سے اسے خود سے متنفر کر لیتے ہیں یا پھر وہ اولاد انہیں چھوڑ جاتی ہے۔

انہوں نے کبھی اس پر روک ٹوک نہیں کی تھی ہاں مگر کبھی کبھی اپنی اس بے اعتباری کے سبب اسے غلط جانا تھا۔

exponovels

اوراب کی بار جو انتہا انہوں نے کی تھی اس کے بعد وہ شاید غازان کی جدائی کے ہی حق دار تھے۔بیڈ پر بیٹھے لا متناہی سوچوں نے انہیں اس بری طرح جکڑ رکھا تھا کہ انہیں پتہ ہی نہیں چلا کب شفق نے جاء نماز طے کی اور ان کے سامنے آکر بیٹھیں۔

سکندر کھانا لاؤں "شفق کی آواز پر انہون نے چونک کر انہیں دیکھا۔متورم آنکھیں۔ان کی بے اعتباری نے نجانے کس کس کا نقصان " کر دیا۔انہیں آج اندازہ ہوا تھا۔

نہیں بھوک نہیں "کہتے ساتھ ہی وہ اٹھ کر چینج کرنے چل دیئے۔ "

شفق نے دکھ سے انہیں دیکھا۔

کچھ دیر بعد وہ بیڈ پر شفق کے برابر آکر لیٹے۔

سکندر وہ کہاں ہو گا؟"ممتا سے بھرا روندا لہجہ انہیں کرب سے دوچار کر گیا۔ "

جہاں ہو گا ان شاءاللہ خیریت سے ہو گا۔"سکندر کی بات پر شفق نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا۔ "

اس سے پہلے بھی دو مرتبہ ان کے یہی سوال کرنے پر سکندر نے بہت بری طرح انہیں جھڑ کا تھا۔مگر آج۔

سکندر "حیرت کی زیادتی کے باعث بس وہ یہی کہہ سکیں۔ "

مجھے معاف کر دو شفق میں نے نہ صرف اپنی اولاد پر بلکہ تم پر بھی بہت ظلم کیا۔بچوں کو ماں باپ کے اعتبار کی سب سے زیادہ ضرورت " ہوتی ہے اور ہم بدقسمتی سے وہی نہ دے پائے۔روپیہ پیسہ اور خالی خولی محبت سب کچھ نہیں ہوتی جب اس میں اعتماد کے،اعتبار کے رنگ نہ ملے ہوں۔ہر رشتے میں اعتبار سب سے زیادہ اہم ہے۔ورنہ ہر رشتہ کھوکھلا ہوتا ہے۔اور یہ بات آج مجھے بہت اچھے سے سمجھ آئی ہے۔"ان کی یاسیت بھری آواز شفق کے رونے میں اضافہ کر گئی۔سکندر نے محبت سے انہیں خود میں سمیٹ کر حوصلہ دیا۔اور دل وہ تو لگتا تھا اب تبھی سنبھلے گا جب غازان کا پتہ چلے گا۔

آپکے خیال میں یہ سب کوئی بھی ٹی وی چینل چلا دے گا۔یا پھر کوئی اخبار اس کی تشہیر کرے گا۔وہ بھی رستم کے خلاف "وہ دونوں اس " وقت رومان کی گاڑی میں تھے۔رومان اسے علی کی اسی کزن نتاشا کے گھر چھوڑنے جا رہا تھا۔راستے میں ابیشہ نے اسے وہ ریکارڈنگ سنائی جو اس نے زنیرہ والے معاملے کی اپنے موبائل میں کی تھی۔وہ ایک طرح کا زنیرہ کا رستم کے خلاف بیان تھا جسے ابیشہ نے اپنے موبائل میں محفوظ کر لیا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

نتاشا سے بات کر کے بھی وہ اس کا بیان لے کر پھر یہ دونوں ریکارڈنگز اپنے اخبار اور پھر وہاں سے میڈیا پر چلانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

میرا انہیں خیال کے وہ لوگ جو انسانیت کا دل میں درد رکھتے ہیں وہ کبھی بھی اس کو چلانے یا ہماری مدد کرنے سے انکار کریں گے۔"اس" نے وثوق سے کہا۔

اللہ کرے ایسا ہی ہو" رومان نے صدق دل سے دعا کی۔ "

آپ یہ سب کیوں کر رہی ہیں ؟" بہت مرتبہ کا پوچھا جانے والا سوال آج وہ پھر جان بوجھ کر دہرا رہا تھا۔ "

تم جانتے ہو۔ رومان" نظریں چراتے وہ کچھ ضروری سوال اپنے نوٹ پیڈ میں ترتیب دے رہی تھی جنہیں نتاشا سے پوچھنا تھا۔ "

رومان نے اس کے ہاتھ میں تھامے پین کو اچک لیا۔

ابیشہ نے خفگی سے اسے دیکھا۔

رومان یہ انسانیت ہے جس نے مجھے یہ سب کرنے پر مجبور کیا" سامنے دیکھتے سنجیدگی سے کہتے وہ دل میں اٹھنے والے شور کو دبا رہی تھی۔"

صرف انسانیت" رومان نے بھنویں چڑھا کر اسکی جانب دیکھا۔ "

ہاں اور میرا پین واپس کرو۔ میں جب کال کروں تو لینے آجانا۔ اور ہاں فضول کی باتوں کو اپنے چھوٹے سے دماغ میں جگہ نہ ہی دو تو بہتر ہے "پین اسکے ہاتھ سے لیتی گاڑی رکنے پر نیچے اترتے ہوئے وہ اسے چڑا کر بولی۔ بیگ مضبوطی سے تھاما گاڑی کا دروازہ بند کر کے اپنے سامنے اس محل نما گھر کو دیکھا۔

اے اللہ مدد کرنا" دل میں دعا کرتی کال بیل پر ہاتھ رکھا۔ "

تھوڑی دیر بعد ایک چوکیدار برآمد ہوا

جی کون" ابیشہ کو دیکھ کر اس نے پوچھا۔ "

نتاشا گھر پر ہے۔ میں اس کی یونیورسٹی میں پڑھتی تھی۔ علی بھائی سے اس کا ایڈریس لیا ہے کچھ نوٹس اس سے لینے ہیں تو مہربانی کر کے " آپ مجھے اس سے ملنے دیں" جو سوچ کر آئی تھی بڑے اعتماد سے وہی الفاظ بولے۔

میں پوچھ کر آتا ہوں" یہ جان کر شکر کیا کہ وہ گھر پر ہی موجود ہے۔ "

علی کا حوالہ اسی لئے دیا کہ نتاشا کو یقین ہو جائے کہ یونیورسٹی کی ہی کوئی لڑکی ہے۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہی چوکیدار پھر سے دروازے میں نمودار ہوا۔

exponovels

آ جائیں بی بی "اندر بلانے پر ابیشہ کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ "ایک معرکہ تو سر ہوا۔ "اس نے خوش ہوتے دل میں سوچا۔ "

اس چوکیدار نے ڈرائنگ روم تک اسکی رہنمائی کی۔

آپ اندر جا کر بیٹھیں بی بی آتی ہی ہوں گی "ابیشہ خاموشی سے ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ "

کچھ ہی دیر بعد لائٹ پنک کلر کے شلوار قمیض اور دوپٹے میں گلے میں اسکارف لئے نتاشا کمرے میں داخل ہوئی۔

اس کے داخل ہوتے ہی ابیشہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

سامنے کھڑی لڑکی کو نتاشا نے اجنبیت سے دیکھا۔

خوبصورت اور کھڑے نقوش والی، سی گرین اور فیروزی ٹراؤزر شرٹ پر نفاست سے دوپٹہ لئے بالوں کا خوبصورت سا جوڑا بنائے میک اپ سے پاک چہرے والی ابیشہ کو وہ بالکل بھی نہیں جانتی تھی۔

اسلام علیکم کیسی ہیں نتاشا۔ میں ابیشہ ہوں آپکی یونیورسٹی فیلو "اس نے آگے بڑھ کر ہاتھ آگے کیا۔ اجنبیت کی دیوار بھی تو گرانی تھی" نا۔

وعلیکم سلام۔ پلیز بیٹھیں "اس نے ہاتھ ملاتے ابیشہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "

جی میں آپکی کیا مدد کر سکتی ہوں "نتاشا نے سہولت سے پوچھا۔ "

مجھے علی بھائی سے پتہ چلا تھا کہ آپ نے انگلش میں ماسٹرز کیا ہے۔ میں بھی کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں تو بس اس کے لئے اپکی مدد چاہیے" آپکے پاس اگر کوئی نوٹس وغیرہ ہوں تو مہربانی کر کے اگر آپ دے دیں تو مجھے آسانی ہو جائے گی۔ "ابیشہ نے ایسے کہا جیسے اس کے آنے کا واقعی یہی مقصد ہو۔

نہیں میرے پاس کوئی نوٹس نہیں ہیں۔ میں سب جلا چکی ہوں "ابیشہ کی باتوں پر اسکے چہرے پر پھیلنے والے سائے سے ہی اسے ایسا لگا" جیسے نتاشا یونیورسٹی کا ذکر سنتے ہی خوف کا شکار ہو رہی ہو۔

یکدم تلخ لہجے میں اس کے الفاظ ابیشہ کو اپنی بات کرنے کے لئے بہترین موقع لگے۔

کیوں کیا ہوا؟ "ابیشہ نے جان بوجھ کر سوال داغا"

میں آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھتی "اکھڑ لہجے میں وہ ابیشہ سے مخاطب ہوئی۔ "

معذرت کے ساتھ میں آپکی کوئی مدد نہیں کر سکتی بہتر ہے کہ آپ کسی اکیڈمی سے پتہ کر لیں۔ شکریہ "بے حد روڈ انداز میں کہتے ساتھ"

exponovels

ہی وہ جوں ہی اٹھ کر جانے لگی ابیشہ کی آواز نے اسکے قدم وہیں روک دئیے۔

وہ تو میں یقیناً لے لوں گی۔ مگر آپکی ایک امانت آپکو لوٹانے آئی ہوں۔ افسوس آپ وہ نہیں جلا سکیں" ابیشہ نے کچھ جتاتی نظروں سے "

اسے دیکھتے اپنے بیگ سے وہی دوپٹہ اور بریسلیٹ نکالا جو اس رات نجانے کس کس کی زندگی میں کیا کیا حشر برپا کر گیا۔

نتاشا پھٹی پھٹی آنکھوں سے وہ دونوں چیزیں دیکھ رہی تھی۔

کون ہو تم" خوف زدہ لہجے میں پوچھے جانے سوال پر ایک مہربان مسکراہٹ ابیشہ کے چہرے پر آئی۔ "

تمہاری مددگار" نتاشا مرے مرے قدموں سے واپس اسی جگہ آ کر دھم سے صوفے پر بیٹھی۔ جیسے سب کچھ ہار آئی ہو "

تم۔۔ تم کیا جانتی ہو اور تمہیں یہ کہاں سے ملے" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد نتاشا نے ہچکچاتے ہوئے ابیشہ سے پوچھا۔ مسلسل نظریں چرا "

رہی تھی۔

میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گی۔ اور وہ سب سنوں گی بھی جو اس رات وہاں لائبریری میں ہوا۔ مگر صرف ایک سوال کا جواب دے دو "

پھر جو کہو گی بتاؤں گی" ابیشہ کی بات پر اس نے لمحے بھر کو ابیشہ کو دیکھا۔

پوچھو" سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیر کر وہ بدقت بولی۔ "

تمہیں برباد کرنے والا کون تھا اور تمہیں بچانے والا کون تھا؟" ابیشہ نے ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے پوچھا۔ "

آہستہ بولو" وہ خوف سے دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے کپکپاتی آواز میں بولی۔ "

مجھے نہیں پتہ تم کیا کہہ رہی ہو" اپنی آواز کو مضبوط بناتے وہ ہر حقیقت سے مکر رہی تھی۔ "

ٹھیک ہے پھر میں یہ دونوں چیزیں بمعہ تمہاری اس ویڈیو کے جس میں تمہیں نے یہ پہن رکھی ہیں تمہارے منگیتر کو دے دیتی ہوں۔ "

تاکہ وہی تم سے کچھ پوچھے۔" ابیشہ نے دوپٹہ اور بریسلیٹ اٹھاتے لاپرواہ انداز میں بھی اتنی کڑی دھمکی دی جسے سن کر ہی نتاشا کانپ گئی۔

میں میں بتاتی ہوں۔" ابیشہ کے بازو کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے وہ التجائیہ لہجے میں بولی۔ "

رس۔۔۔ رستم نے اس دن مجھے۔۔۔۔ اور غازان نے آ کر مجھے بچایا تھا۔" ابیشہ نے گہری سانس خارج کرتے آنکھیں بند کیں۔ ایسے لگا "

اندر باہر ہر وہ زخم جو غازان کی تذلیل کے سبب اسکی روح پر لگا تھا اس پر کسی نے پھاہے رکھ دئیے ہوں۔

آنکھیں کھول کر وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھی۔ نتاشا کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیئے۔

یہ سب کیوں اور کس لئے رستم نے کیا" ابیشہ نے اپنے سوالوں کا سلسلہ شروع کیا۔ "

تم ایسا کرو میرے کمرے میں ہی چلو یہاں کوئی بھی گزرتا ہوا ہماری بات سن سکتا ہے اور میری فیملی میں اس بات کی بھنک بھی ابھی "

تک کسی کو نہیں پڑی۔پلیز"اس نے یکدم کھڑے ہوتے ابیشہ کو اپنے ہمراہ آنے کا اشارہ کیا۔

نتاشا کے کمرے میں آتے ہی پہلے اس نے کمرہ لاک کیا کہ کہیں کوئی اچانک بھی یہاں نہ آ جائے۔

بیٹھو"اپنے بیڈ پر ابیشہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "

خود بھی اس کے سامنے سر جھکا کر بیٹھ گئی۔

رستم جیسے اوباش جنہیں حرام کی کمائیاں منہ کو لگی ہوں وہ کبھی بھی یہ نہیں دیکھتے کہ وہ جو کام کرنے چلے ہیں وہ کسی کے خاندان کو کس حد" تک گزند پہنچا سکتا ہے۔نہ جانے ایک وقت میں کتنے افئیر وہ چلاتا ہے۔اور سب کو ایک جیسا سمجھتا ہے۔اور اگر کہیں کوئی لڑکی اسے اس کے مزاج کے مطابق نہ ملے تو پھر غلط طریقے سے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ غلطی سے میں ڈیڈی کے ساتھ ایک منسٹر کے بیٹے کی شادی میں چلی گئی وہیں یہ گھٹیا شخص بھی آیا ہوا تھا۔اس نے مجھے دیکھا اور پاگل ہی ہو گیا۔اسی دن اس نے کھانے کے ٹائم پر مجھ سے بات چیت کرنے کی کوشش کی مگر مجھے پہلے سے اس کی شہرت کا پتہ تھا لہذا میں نے اس سے کڑے انداز میں بات کی تاکہ وہ خود ہی انسلٹ سمجھ کر میرا پیچھا چھوڑ دے۔مگر وہ تو جیسے اور بھی پیچھے پڑ گیا۔نجانے کیسے اس نے میرے بارے میں ساری انفارمیشن لی اور پھر مجھے یونیورسٹی میں تنگ کرنے لگا۔میں نے اچھا خاصا ڈرا دیا۔ڈیڈی کا بتایا۔اپنے فیانسی تک کا بتایا مگر وہ تو جیسے بالکل ہی ڈھیٹ بن گیا۔کسی چیز کا کوئی اثر نہیں ہوا۔بس یہی کہتا کہ ایک مرتبہ مجھ سے اکیلے میں مل لو۔

میں نہیں جانتی اس رات کیسے وہ لائبریری کھلی تھی۔شاید اس نے غازان کو لائبریرین کو لائبریری کھلی رکھنے کا کہتے سن لیا تھا۔

میں اس شام لائبریری کے ساتھ والی کلاس میں اپنا کیمرہ اور بیگ رکھا تھا میرے ساتھ میری اور فرینڈز کی بھی وہیں چیزیں تھیں۔ہم نے سوچا یہاں رکھ دیتے ہیں واپسی پر لے لیں گے اب پورے فنکشن میں کہاں اٹھائے اٹھائے پھریں گے۔بس وہیں سے میری زندگی کی وہ سیاہ رات شروع ہوئی۔

اس خبیث انسان نے مجھے اوپر جاتے دیکھ لیا اور میرے پیچھے آ گیا۔

میں اپنے دھیان میں تھی مجھے اس کے دبے پاؤں آنے کا پتہ نہیں چلا۔اور نیچے اتنا شور تھا کہ کسی کو آواز تک نہیں گئی۔

وہ مجھے گھسیٹتا ہوا لائبریری لے گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مجھ پر حاوی ہوتا غازان آ گئے۔اور مجھے وہاں سے بھاگ جانے کو کہا۔

ابیشہ میں اتنی بہادر نہیں کہ خود کے ساتھ ہونے والے ایسے سانحہ کو خندہ پیشانی سے قبول کروں۔میں عام لڑکی ہوں جسے معاشرے کی باتوں کا بے حد خوف ہے میں یہ سب منظر عام پر نہیں لا سکتی تھی اسی لئے چھپ گئی۔"وہ روتے ہوئے سب کچھ بتا گئی۔

تو کیا تم ایسے ہی بزدلوں کی طرح زندگی گزار دو گی۔ابھی بھی تم اس فیز سے نہیں نکلیں تو سوچو آج نہیں تو کل تمہاری شادی ہو گی تو کیا" تب بھی تم ایسے ہی رہو گی۔کیا تمہارے منگیتر کو شک نہیں ہو گا۔تم اسی لئے ابھی تک خود کو سنبھال نہیں پا رہیں کیونکہ تم بزدلوں کی

طرح یوں منہ چھپا کر بیٹھ گئی ہو۔کیونکہ تم نے سزاوار کو سزا دلوانے کے لئے کچھ نہیں کیا۔کیونکہ ایک بے گناہ شخص کو گناہگار بنانے کا قصور تمہارے سر ہے۔اور جب تک تم خود آگے بڑھ کر رستم کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے نہیں لاؤ گی تم کبھی نارمل زندگی نہیں گزار سکتیں۔یہ ناگ ہمشیہ تمہارے سر پر منڈلائے گا کہ کہیں تمہارے منگیتر کو کچھ پتہ نہ چل جائے۔اور اس طرح تم کبھی پر سکون زندگی نہیں گزار سکتیں۔"ابیشہ کے آئینہ دکھانے پر وہ نظریں چرا کر رہ گئی۔

تمہارے خیال میں ہمارا معاشرہ اور لوگ اتنے کھلے دل کے ہیں کہ وہ مجھے پھر قبول کریں گے۔حالانکہ میرے دامن پر کوئی داغ نہیں " لگ سکا۔مگر پھر بھی میرے منظر عام پر آتے ہی نجانے کون کون کیا کیا بولے میں کس کس کو اپنے پاک دامن ہونے کا ثبوت دوں گی۔ کس کس کو یہ بتاؤں گی کہ رستم کو اس رات غازان نے اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دیا اور کیا ارسل (منگیتر) مجھے قبول کر لے گا"وہ خود کلامی کے سے انداز میں اپنا ہر خدشہ ابیشہ پر ظاہر کر رہی تھی۔

نتاشا مجھے لوگوں کا تو نہیں پتہ لیکن اگر تمہارے گھر والوں کو تم پر اعتماد ہے اور تمہارا منگیتر تم سے سچی محبت کرتا ہے تو پھر انہیں اس بات " سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہئیے کہ دنیا کیا کہتی ہے انہیں تمہارے کہے پر یقین کرنا چاہئیے۔اور کچھ رشتوں میں تو کبھی کبھی وضاحت کی ضرورت بھی نہیں ہوتی آپ کسی پر اعتماد کرتے ہیں تو اس کے بن کہے آپ کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہے۔بس میں تمہیں اتنا ہی کہوں گی۔کہ تمہاری خاموشی کہیں کسی بے قصور کے لئے عمر بھر کی سزا نہ بن جائے اور جو سزاوار ہے وہ تمہاری اس خاموشی اور لاتعلقی کے سبب نجانے اور کتنی نتاشا کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا جائے۔

تم جانتی ہو تمہاری اس چپ کے سبب وہ شخص جس نے تمہیں اس درندے سے بچا کر نیکی کی۔پچھلے کتنے ماہ سے اپنی اس نیکی کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔جسے اس کے گھر والوں نے اکیلا کر دیا ہے۔دریارِ غیر میں نجانے کہاں کہاں کی خاک چھانتا پھر رہا ہے۔ اپنوں کی نظروں میں معتوب ٹھہرا ہے۔اپنے گھر اور حتی کے اپنے ملک سے بھی دور جا چکا ہے۔اس کا کیا قصور تھا۔

اور نتاشا یاد رکھنا ان سب کے پیچھے قصوروار تم بھی ہو گی۔اللہ نے ظلم کو روکنے کے تین درجے بتائے ہیں۔ہاتھ۔زبان اور پھر دل میں برا جاننا۔تم باقی دو نہ کرو مگر زبان سے اسکے خلاف گواہی دے کر اللہ کے سامنے تو معتبر بن جاؤ۔

یہاں اگر نہیں تو وہاں اس دنیا میں اللہ جب تم سے پوچھے گا کہ ایک بے قصور تمہاری خاموشی کی بھینٹ چڑھ گیا اور ایک ظالم تمہاری خاموشی کے سبب ظلم و ستم کرتا رہا۔تب بتاؤ نتاشا تم اللہ کو کیا جواب دے پاؤ گی۔یا تب بھی خاموش رہو گی۔مگر وہاں خاموش نہیں چلے گی۔یا سزا یا جزا تو پھر جزا والوں میں کیوں نہ اپنا شمار کرواؤ۔"ابیشہ کا ایک ایک لفظ اسے سوچوں کے گرداب میں لے جا رہا تھا۔ کیا کرے کیا نہ کرے کی کشمکش بڑھتی جا رہی تھی۔

اسے خاموش دیکھ کر ابیشہ نے ایک گہرا سانس کھینچا۔

exponovels

پھر اپنے بیگ سے کچھ نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔

"یہ میرا نمبر ہے جب بھی تم یہ سمجھو کے دل کا بوجھ بڑھ گیا ہے اور اسے اتارنے کا خیال ہو تو مجھے کال کر دینا میں تمہارے فون کا انتظار کروں گی" نتاشا کے وہ پرچہ تھام لینے پر ابیشہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اور ہاں اگر ارسل کو تم سے سچی محبت ہے تو نہ صرف وہ تمہاری سنے گا بلکہ تمہارا ساتھ بھی دے گا۔ محبت مشکل میں آپکو کبھی اکیلا نہیں چھوڑتی۔ خدا حافظ" کہتے اس نے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔ ساتھ ہی رومان کو آنے کا میسج بھی کر دیا۔

تین ماہ بعد

روزانہ کی طرح آج پھر وہ اپنا موبائل صبح سے اب تک نجانے کتنی مرتبہ چیک کر چکی تھی۔ شام کے سائے گہرے پڑ رہے تھے۔ جلدی جلدی کام سمیٹ کر اس نے گھر جانے کا ارادہ باندھا۔

فائلز بیگ میں ڈال ہی رہی تھی کہ یکدم موبائل کی آواز گونجی ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا۔ کوئی انجان نمبر تھا پھر بھی اسے اٹھانا اسکی مجبوری تھا۔

"اسلام علیکم" اپنے مخصوص انداز میں سلام کیا۔

"وعلیکم سلام۔ ابیشہ بات کر رہی ہو" دوسری جانب کوئی لڑکی تھی۔ ابیشہ کا دل اچانک بے حد زور سے دھڑکا۔

"جی۔۔۔ آپ؟" دل مسلسل ایک ہی نام کا ورد کرنے لگا۔

"نتاشا۔۔۔ ابھی اور اسی وقت تم سے ملنا چاہتی ہوں جگہ کا انتخاب تم خود کر لو" مسکراتے لہجے میں اپنا تعارف کرواتے جو کچھ اس نے کہا۔ پچھلے تین ماہ سے ابیشہ اس کے انتظار میں تھی۔

ایک ریسٹورینٹ کا نام بتاتے ابیشہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ تیزی سے باقی کی بھی چیزیں سمیٹیں۔ موبائل اٹھایا۔ آفس سے باہر آکر کیب لی۔ ڈرائیور کو اسی ریسٹورینٹ کا نام بتایا جس کا نام کچھ دیر پہلے نتاشا کو بتایا تھا۔

ایک ایک لمحہ انتظار کرنا مشکل لگ رہا تھا۔ بیس منٹ بعد وہ دونوں ریسٹورینٹ میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھیں۔

"کیسی ہو" نتاشا نے نرم مسکراہٹ چہرے پر سجائے پوچھا۔

"بہت لمبا انتظار کروایا" ابیشہ نے بھی ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"ہاں یہ سب آسان نہیں تھا۔ تمہارے جانے کے بعد تمہارا ایک ایک لفظ بہت دن مجھے تازیانے کی طرح لگا۔ پھر اللہ سے بے حد دعا مانگی اور نجانے کیسے مگر اس نے مجھے حوصلہ دیا۔

exponovels

میں شروع سے ہی پاپا کے زیادہ قریب رہی ہوں۔ تو بس سوچا کہ سب سے پہلے انہیں اس راز میں شریک کروں۔ انجام کی میں نے پرواہ کرنی ہی چھوڑ دی۔

پاپا نے بہت تحمل سے سب سنا مگر پھر بہت سے دن انہیں جیسے چپ لگ گئی۔

اور مجھے لگا میں نے غلطی کر دی۔ کچھ دن یوں ہی رہا اور پھر ایک دن پاپا نے ارسل کو گھر بلایا۔ وہ دونوں اسٹڈی میں چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد مجھے بھی وہیں بلوایا۔

ڈیڈی نے وہ سب مجھے ارسل کے سامنے دہرانے کو کہا۔ اف ابیشہ مجھے لگا آج میرے رشتے کا یا تو آر ہو گا یا پار۔

میں نے ہمت کر کے ارسل کو سب بتا دیا۔ تم نے سہی کہا تھا ابیشہ اگر اسے مجھ سے ہے تو وہ میرا ساتھ دے گا" لب بھینچ کر آنکھوں میں امڈنے والے آنسو بڑی مشکل سے نتاشا نے پیچھے دھکیلے۔

اس کی خاموشی پر ابیشہ کو لگا اسکے دل کی دھڑکن بھی رک گئی ہو۔

اور اسے مجھ سے محبت ہے۔ اس نے مجھ پر کوئی الزام عائد نہیں کیا۔ وہ میرے بار بار یہ کہنے پر بھی غصہ ہوا کہ میرا دامن صاف ہے۔" ابیشہ میں واقعی بے وقوف تھی جو لوگوں کی باتوں سے خوفزدہ ہو گئی۔

مجھے سب سے پہلے اپنے قریبی لوگوں کو اعتماد میں لینا چاہئیے تھا۔ کاش میں پہلے ایسا کر لیتی تو اتنے پریشان کن دن نہ گزارتی۔

بہر حال یہ بہت سارے دن میں نے اسی لئے لگائے کہ سب فیملی کو اس میں انوالو کیا ہے۔ اور اب میں میڈیا۔ اخبار ہر جگہ اپنا بیان دینے کو تیار ہوں۔ جب جہاں تم کہو۔ مجھے کسی رستم کا خوف نہیں۔ بخدا کوئی خوف نہیں" ابیشہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اس نے اپنی بات کا یقین دلایا۔

بہت بہت شکریہ نتاشا تم سوچ نہیں سکتی تم نے مجھے کتنی بڑی خوشی دی ہے۔ سمجھو کسی بے گناہ کو بچا کر نجانے تم نے کتنی نیکیاں اپنی" قسمت میں لکھوا لی ہیں۔" ابیشہ نے دوستانہ لہجے میں کہا۔

ایک دو دن تک میں تمہارا ابیان لوں گی۔ اس سے پہلے مجھے اپنے باس سے یہ بیان چھپوانے کے لئے اجازت لینی ہے۔ میں ہر ثبوت لے" کر پھر رستم کو میڈیا پر ہائی لائٹ کروں گی اور ساتھ ہی ساتھ اس کے خلاف کیس کروں گی۔ تمہاری اور ایک اور لڑکی کی جانب سے جو اسکی ہوس کا نشانہ بنی تھی۔" ابیشہ نے اپنا لائحہ عمل ترتیب دیا۔

"ضرور۔ جب تم کہو"

کیسی گزری رات جیٹ لیک کچھ کم ہوا" غازان ابھی ناشتے کی ٹیبل پر آ کر ہی بیٹھا تھا کہ ساتھ بیٹھے رومان نے اسکی سوجی آنکھیں دیکھ"

کر سوال کیا۔

ہاں یار بس کافی لیٹ نیند آئی اور جلدی آنکھ کھل گئی۔ لیکن بہتر ہے اب" چہرے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے شفق کے ہاتھ سے جوس کا گلاس" تھاما۔

چلو میں پھر آفس سے آجاؤں تو مارکیٹ چلیں گے "رومان انڈے کا آخری پیس منہ میں ڈال کر اپنا بیگ تھامے باہر کی جانب تیز" قدموں سے بڑھا۔

بھائی دوپہر کے کھانے میں کیا اسپیشل بنائیں آپکے لئے؟"فروا (رومان کی بیوی) ناشتے کے برتن اٹھاتے ہوئے بے تکلفانہ انداز میں" بولی۔

بھابھی کچھ بھی بنادیں میں کبھی بھی کھانے کے معاملے میں چوزی نہیں رہا۔ جو بھی پکے کھالیتا ہوں"ہادی (رومان کے بیٹے) سے باتیں" کرتے ہوئے رک کر غازان نے جواب دیا۔

منا کل آرہی ہے۔ جب سے تمہارے آنے کا سنا ہے بس بے چین ہوئی ہے کہ کسی طرح یہاں پہنچ جائے "شفق نے محبت سے اسے دیکھتے" ہوئے کہا۔

کل سے اب تک ان کی نظر ہی نہیں ہٹ رہی تھی غازان پر سے۔ انہیں یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ یوں ان کے سامنے بیٹھا ہے۔ باتیں کررہا ہے۔ چل پھر رہا ہے۔ خواب سا لگ رہا تھا۔

اس چھوٹو کا نام کس نے رکھا تھا بہت پیارا نام ہے" ماں کی بات پر ہلکی سی مسکراہٹ دیتے اس نے سوال کیا۔ "

ابیشہ نے"فروا روانی میں بول گئی۔ پھر یکدم شفق کو دیکھ کر لب بھینچے۔ "

غازان اسکی بات پر کچھ لمحوں کے لئے ساکن ہو گیا۔ یہ نام۔۔یہ نام تو اسکے لئے زندگی کی واحد کرن تھا۔

اسکی فرینڈ ہے ابیشہ اس نے رکھا تھا"سفق نے فوراً بات سنبھالی۔ "

بھابھی نے ابیشہ نہیں کہا" وہ حیرت سے ماں کو دیکھ کر بولا۔ "

نہیں بھائی ابیشہ بولا تھا"فروا نے اسکی تصحیح کی۔ "

کیوں ابیشہ کون ہے؟" جان بوجھ کر اس نے سوال کیا۔ "

نہیں کوئی نہیں۔۔۔مجھے شاید سننے میں غلطی ہوئی ہے۔" نظریں چراتے اس نے جواب دیا۔ پھر یکدم اٹھ کر سیڑھیوں کی جانب" بڑھا۔

فروا"شفق نے فہمائشی نظروں سے فروا کو دیکھا۔ "

exponovels

سوری ممی" وہ نادم ہوئی۔"

اٹس اوکے" انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے شرمندگی سے بچایا۔"

اگلے دن اس نے سب سے پہلا کام ارشاد صاحب (باس) سے ملنے کا کیا۔

انہیں میسج کر کے پہلے تسلی کی کہ وہ فری ہیں۔ان کا ہاں میں جوابی میسج ملتے ہی وہ انکے آفس کی جانب گئی۔

مے آئی کم ان سر" اجازت ملتے ہی اندر داخل ہوئی۔"

بیٹھو بیٹا" ارشاد صاحب ہمیشہ اس سے بہت محبت سے بات کرتے تھے۔"

سر آپکی مدد چاہئیے" بیٹھتے ساتھ ہی اس نے اپنا مدعا بیان کیا۔"

کہو بیٹا جس حد تک ہو سکا ضرور تمہاری مدد کروں گا" ان کے یقین دلاتے وہ سب بتاتی چلی گئی۔ زنیرہ، رستم، غازان اور نتاشا کے بارے" میں وہ سب جو اس نے ابھی تک معلوم کیا تھا۔

میں چاہتی ہوں سر کہ ہم ان کے بارے میں نہ صرف اپنے اخبار میں چھاپیں بلکہ اس سب کو میڈیا کے چینلز پر بھی لائیں۔ آپکے بہت" سے جاننے والے ہیں۔پلیز سر انکار مت کیجئے گا" اس نے آس سے ان کی جانب دیکھا جو ہونٹوں پر ہاتھ کی مٹھی جمائے گہری سوچ میں تھے۔

میں ضرور تمہاری مدد کروں گا کیونکہ اسکے باپ کی طرف میرا بہت حساب ہے جسے اسے چکانا ہو گا اور اس سے بہترین موقع میرے لئے" اور کوئی نہیں" انکی بات پر ابیشہ نے الجھ کر انہیں دیکھا۔

کچھ سال پہلے ایک بہت بڑی رقم خورد برد کرنے پر میں نے اس کے باپ کے خلاف آواز اٹھائی تھی اور اپنے اخبار میں ساری تفصیل" چھاپی تھی۔ کرائے کے غنڈوں کو پولیس کی وردی پہنا کر اس نے میرے آفس آ کر نہ صرف توڑ پھوڑ کی تمام ثبوت جلا ڈالے بلکہ مجھے ایک بے بنیاد الزام میں پکڑ کر تھانے لے گیا۔ وہاں بھی بہت سے ان کے حامی بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہاں ایک رات مجھے اندر بند رکھا کچھ مار بھی لگائی۔ اور پھر اگلے دن مجھے چھوڑ دیا۔ وہ تمام ثبوت جو میرے پاس تھے ان کے جل جانے سے میں اس پر کوئی الزام نہیں دھر سکا۔ اور اس شخص نے مجھے اس قدر تنگ کیا کہ آخر کچھ عرصے کے لئے مجھے اپنا اخبار بند کرنا پڑا۔

مگر اب نہیں ہر مرتبہ اندھے قانون کی جیت نہیں ہو گی۔ اب کی بار میں اس کے بیٹے کو نہیں چھوڑوں گا۔ تم ایک کام کرو کہ ان دونوں بچیوں اور کرنل صاحب کو کل ہی آفس لے آؤ۔ یہاں سکون سے ان کا بیان بھی ریکارڈ کرتے ہیں اور پھر چینل والوں سے بھی ڈسکس کرتے ہیں۔ اب لوگ باشعور ہو گئے ہیں۔ بڑے بڑوں پر ہاتھ ڈالنا ناممکن نہیں رہا۔ ان شاءاللہ ہم انہیں انصاف دلائیں گے" ارشاد

exponovels

صاحب نے ہر طرح ابیشہ کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔

تھینک یو سو مچ سر "وہ تشکر آمیز لہجے میں گویا ہوئی۔"

شام میں اس نے رومان کو فون کیا کہ وہ اسے آفس سے پک کر لے۔

گیس واٹ "اس کا خوشی سے تمتماتا چہرہ دیکھ کر رومان نے اتنا تو جان لیا کہ نتاشا سے متعلق کوئی بات ہے۔ "

نتاشا نے کانٹیکٹ کر لیا "اس نے اپنا اندازہ بتایا۔ "

بالکل۔۔نہ صرف نتاشا نے کانٹیکٹ کر کے ہم سے تعاون کا وعدہ کیا ہے بلکہ آج سر کو بھی میں نے یہ سب تفصیل بتا کر مدد کی درخواست کی ہے۔اور تمہیں پتہ ہے سر بھی اسکے وکٹمز میں سے ہیں "ابیشہ کی بات پر رومان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

کیا مطلب ؟"وہ الجھا۔ "

پھر ابیشہ نے اسے وہ تمام واقعہ کہہ سنایا جو ارشاد صاحب نے اسے بتایا تھا۔

میرے خدا کس قدر گھٹیا لوگ ہیں یہ "رومان نے افسوس سے سر ہلایا۔ "

اب کل تم نے بھی وہاں میرے ساتھ ہونا ہے "ابیشہ نے اسے پہلے سے ہی تیار کرنا چاہا۔ "

ضرور۔۔اور اب آپکے لئے ایک سرپرائز "رومان کی بات پر وہ چونکی۔ "

وہ کیا؟ "جوں ہی باہر کی جانب دھیان گیا اسے راستے انجان لگے۔۔یہ وہ کہاں جا رہے تھے۔ "

"کہاں لے جا رہے ہو"

سرپرائز کے پاس "رومان کی بات نے تجسس میں اضافہ کیا۔ "

"رومان۔۔"

بھروسہ رکھیں "اس نے ابیشہ کی بات کاٹ کر تیزی سے کہا۔اب کی بار وہ خاموش ہو گئی۔ "

تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک پوش ایریا میں داخل ہوئی۔یہ تو نداکے گھر والا راستہ ہے۔اسے یکدم یاد آیا۔

اور یہی راستہ کہیں اور بھی جاتا ہے۔اب کی بار جو خیال آیا اسے ابیشہ نے بری طرح جھٹلایا۔

گاڑی ایک خوبصورت سے گھر کے آگے رکی۔

exponovels

یہ "ابیشہ نے پھر سے پوچھنا چاہا۔ "

ممی اور ڈیڈی سے آپ کو ملانے لایا ہوں۔پلیز انکار مت کرنا" رومان نے درخواست کی۔ "

رومان لیکن وہ خط جو میرے تھے تو نہیں مگر میرے نام سے انہوں نے جو غلط فہمی پیدا کی۔۔ان کی وجہ سے ایک برا تاثر انکل اور آنٹی پر پڑ "

چکا ہے۔"وہ اپنے خدشات کہنے لگی۔

وہ جان گ ےئے ہیں کہ وہ غلط تھا" رومان نے اسے تسلی دی۔ "

دیکھ لو کہیں جوتیاں نہ پڑوا دینا" ابیشہ کی بات پر رومان اپنا قہقہہ روک نہ سکا۔ "

ڈونٹ وری آدھی جوتیاں میں کھا لوں گا" اپنی جانب کا دروازہ کھول کر اترتے ہوئے اس نے شرارت سے کہا۔ "

یعنی پڑوانی ہیں جوتیاں۔۔۔چاہے آدھی ہی ہوں" وہ خفگی بھری نگاہ ڈال کر بولی۔ "

آپ کو کیا پتہ آپکے لئے اب کیا کیا برداشت کر سکتا ہوں" دل میں سوچتے اس نے نہایت محبت سے ابیشہ کو دیکھا۔ "

آپ چلیں تو صحیح" وہ جو گاڑی سے اتر چکی تھی مگر چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔اسے اپنے پیچھے آنے کا کہتے خود گیٹ کھول کر "

اندر داخل ہو چکا تھا۔

ڈری ڈری وہ اس کے پیچھے لاؤنج میں آئی۔

جہاں یقیناً ً شفق اور ان کے ساتھ منا بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھیں۔

اسلام علیکم" رومان نے اونچی آواز میں سلام کیا۔ "

دونوں نے مڑ کر اسے دیکھا مگر اسکے ساتھ موجود ایک بالکل نئے چہرے کو دیکھ کر ان دونوں کی سوالیہ نظریں دوبارہ رومان کی جانب اٹھیں۔

ممی یہ ابیشہ ہیں" رومان کے تعارف کرواتے ہی وہ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھیں۔ "

ابیشہ نے ہلکا سا مسکرا کر انہیں اور منا کو دیکھتے ہوئے سلام کیا۔

ادھر آؤ بیٹا" شفق نے محبت سے بازو وا کئے۔ "

ابیشہ نے رومان کی جانب دیکھا۔اس نے ہولے سے اسے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

وہ جھجھکتے ہوئے ان کے بازوؤں میں سما گئ۔شفق کے بے اختیار آنسو چھلکے۔

exponovels

ایسے لگا غازان انکے قریب، انکے آس پاس ہو۔ حالانکہ غازان کا بظاہر اس سے کوئی رشتہ نہیں تھا مگر وہ ان کے بیٹے کی پسند تھی۔

رومان نے ایک دن پہلے ہی شفق اور سکندر کو ابیشہ کی غازان کے سلسلے میں جاری کوششوں کے بارے میں بتایا تھا۔ وہ تو بن ملے، بن دیکھے ہی اسکے احسان مند ہو گئے تھے۔

وہ کام جو غازان کے ماں باپ ہوتے وہ دونوں نہ کر پائے اس کا خیال اللہ نے اس لڑکی کے دل میں ڈال دیا۔

وہ واقعی اسے بے حد غلط سمجھے تھے۔

رومان نے سختی سے ماں کو منع کیا تھا کہ اگر ابیشہ یہاں آئے تو اسے اس بات کی ہوا بھی نہ لگے کہ غازان اسے پسند کرتا تھا۔

اس بات کا یقین کر لینے کے بعد کہ شفق ابیشہ کے سامنے ظاہر نہیں ہونے دیں گی پھر رومان نے اسے گھر لانے کی حامی بھری تھی۔

سوری بیٹا" پیچھے ہوتے شفق نے آنکھوں سے بہنے والے آنسو صاف کئے۔ "

اٹس اوکے آنٹی" ان سے مل کر وہ منا کی جانب بڑھی۔ اس نے بھی نہایت محبت کا مظاہرہ کیا۔ "

بیٹھو بیٹا میں جوس لاتی ہوں" وہ فوراً کچن کی جانب بڑھیں۔ "

ڈیڈی ابھی تھوڑی دیر میں آئیں گے" ابیشہ کے دائیں جانب موجود صوفے پر بیٹھتے رومان نے بتایا۔ "

منا اور شفق سے باتیں کرتے اسے محسوس ہی نہیں ہوا کہ وہ پہلی مرتبہ ان سے مل رہی ہے۔

ابھی اسے بیٹھے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ گریش فل سے سکندر صاحب لاؤنج میں آئے۔

اجنبی چہرے کو دیکھ کر وہ وہیں ٹھٹھکے۔

یہ ابیشہ ہے" ابیشہ نے کھڑے ہوتے انہیں سلام کیا۔ "

ارے ابیشہ بیٹی آئی ہے" جس محبت سے وہ بھی اسکے پاس آکر اسکے سر پر پیار دیتے خوش ہوئے۔ وہ ابیشہ کو عجیب سے احساس سے دوچار" کر گیا۔

ایسا لگا وہ ہمیشہ سے ان کی فیملی کا حصہ رہی ہو۔

انہوں نے زبردستی اسے کھانے پر روک لیا۔

جس وقت وہ واپسی کے لئے اٹھی۔

سکندر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر عجیب نادم سے دکھائی دیئے۔

exponovels

میں کیسے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ جو کچھ آپ غازان کے ل ئے کر رہی ہو" انکے الفاظ پر وہ ہولے سے مسکرائی۔ "

انکل پلیز آئندہ یہ سب مت کہیئے گا۔ اللہ نے غازان کو بے قصور ثابت کروانا ہی تھا وہ چاہے میں ہوتی یا کوئی اور اللہ نے ان کی مدد کرنی ہی" تھی۔ میرا اس میں کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کا حکم ہے" کبھی کے غازان کے کہے ہوئے الفاظ آج اس کے ہونٹوں پر تھے۔ واقعی اللہ نے جب انسان کی مدد کروانی ہوتی ہے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کوئی اس کا اپنا ہے یا اجنبی وہ ایسی ایسی جگھوں اور لوگوں سے اپنے بندوں کی مدد کرواتا ہے جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔

اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے" شفق جو پاس ہی کھڑی تھیں اسکی بات سن کر اسے پیار کرتے ہوئے بولیں۔ "

نجانے کب اور کیسے مگر رومان کی درخواست کے بعد غازان نے اس سے کانٹیکٹ ختم نہیں کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ جلد ہی اسے اپنا سیل نمبر بھی دیا۔ ہاں مگر گھر میں سے کسی اور سے بات کرنے سے اس نے سختی سے منع کر دیا۔

رومان نے ابیشہ کو بتادیا تھا کہ وہ اب مسلسل غازان سے رابطے میں ہے۔

وہ چاہتا تھا کہ وہ غازان کو ابیشہ کی ان سب کوششوں کے بارے میں بتائے۔

مگر ابیشہ نے اسے سختی سے منع کیا۔

اگر اس سب کی ذرا سی اطلاع بھی غازان تک گی تو میں یہ سب یہیں چھوڑ دوں گی۔ میری نیکی کو نیکی رہنے دیں۔ اور ان شاءاللہ جب ہم" اس سب میں کامیاب ہو جائیں تب ضرور غازان کو بتادینا کہ وہ بے قصور ثابت ہوا ہے۔ مگر تب بھی میرا نام تک نہ آئے۔ نہ ہی نتاشا اور زنیرہ والا کوئی معاملہ ان تک پہنچے۔ میں نہیں چاہتی وہ کبھی بھی میرے احسان مند ہوں۔ میں چاہتی ہوں وہ ہمیشہ میرے محسن ہی رہیں میں ان کی نہیں۔

پلیز رومان مجھ سے وعدہ کرو۔ نہیں تو میں بتا رہی ہوں۔ میں سب یہیں ختم کر کے دوبارہ کبھی تم سے کوئی رابطہ نہیں رکھوں گی" ابیشہ سے وعدہ کرتے وہ خود کو بے حد بے بس محسوس کر رہا تھا۔

مگر اسے امید تھی وقت کبھی نہ کبھی ان دونوں کے راستے ایک کرے گا۔

شام میں رومان کے آتے ہی وہ دونوں ری یونین ڈنر کے لئے شاپنگ کرنے نکل کھڑے ہوئے۔

exponovels

غازان حیرت سے ہر علاقے کو دیکھ رہا تھا۔ سب کچھ کتنا بدل چکا تھا۔

ہیلو۔۔۔ کیا حال ہے۔ یار تم ڈنر پر کیا پہن رہی ہو" ایک شاپ پر کھڑے وہ دونوں غازان کے لئے نیوی بلو شرٹ پسند کر چکے تھے۔ جب" رومان نے سائیڈ پر ہوتے کسی کو فون کیا۔

آواز آہستہ ہونے کے باوجود اتنی ضرور تھی کہ ایک شرٹ تھامے غازان کے کانوں میں پڑ رہی تھی۔

ابھی میرے اتنے برے دن نہیں آئے کہ تمہیں گفٹ کرتا پھروں۔ یہ کام اب کوئی اور ہی کرے گا۔ بس جو پوچھا ہے وہ بتاؤ" وہ نجانے" کس پر رعب جما رہا تھا۔

اوکے بائے" کہہ کر اس نے فون بند کیا جیسے ہی مڑا غازان کو اپنی جانب حیرت سے دیکھتے پایا۔ "

یہ کون صاحبہ تھیں" اس کے سوال پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ رومان کے چہرے پر رکی۔ "

تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ صاحبہ ہی تھیں؟" مسکراہٹ دباتے اس نے ادھر ادھر دیکھتے سوال پہ سوال کیا۔ "

کیہ پہن رہی ہو؟ شاید لڑکی کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے" غازان کے طنز کرنے پر وہ سمجھ گیا کہ اس نے پوری بات سنی ہے۔ "

سیکرٹ افیئر" اس نے رازدارانہ انداز میں کہا۔ "

بیٹا تو گھر چل فروا کو بتاتا ہوں" غازان نے اسے دھمکی دی۔ "

ہاہاہا کوئی پروف تیرے پاس" اس نے غازان کو چڑایا۔ "

"پروف بھی لے آؤں گا"

بتا کون تھی؟" وہ غصے سے آنکھیں نکالتا رومان کی کلاس لینے کھڑا ہو گیا۔ جو مسلسل شرارت سے مسکرائے جا رہا تھا۔ "

میری بھابھی تھی بس اب خوش۔۔۔ چل اب آگے کوئی اور شرٹ دیکھتے ہیں" رومان کی بات پر وہ کچھ دیر اسے غصے سے گھورتا رہا۔ "

اب کوئی اور شرٹ کیوں پہلے تو تم نے کہا تھا یہ ٹھیک ہے۔ تیرا دماغی توازن ٹھیک نہیں لگ رہا" غازان جھنجھلا کر بولا۔ "

یہ لائٹ موو پرفیکٹ ہے۔ یہی لیتے ہیں" لمحوں میں اسکی پسند کیوں بدلی تھی غازان کی سمجھ سے باہر تھا۔ "

بس یہی ڈن ہو گئی ہے۔" رومان شرٹ تھامے کاؤنٹر پر جا کر پےمنٹ ادا کرنے لگا۔

رات میں گھر پہنچ کر ابیشہ نے فرید صاحب سے تمام معاملہ ڈسکس کیا۔

زنیرہ، نتاشا اور غازان والے سب واقعات کہہ سنائے۔

ابو کل میں بہت بڑا قدم اٹھانے لگی ہوں۔اپنے باس کے ساتھ مل کر پہلے تو ان دونوں کا بیان لیں گے اور پرسوں کے اخبار میں یہ سب "واقعات نہ صرف چھپوانے ہیں بلکہ بہت سے نجی خبروں کے چینلز پر ان دونوں کے انٹرویو بھی میں کر رہی ہوں۔تاکہ بے قصور کو انصاف ملے۔مجھے آپکی اجازت چاہئے آپکی دعائیں چاہئیں "اس نے محبت سے فرید صاحب کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے کہا۔جو اس وقت کرسی پر بیٹھے فخر آنکھوں میں لئے اسے دیکھ رہے تھے۔

وہ خود بے حد محب وطن تھے اور یہی محبت انکی اولاد کے دل میں بھی تھی۔

پتہ ہے ابیشہ میری ہمیشہ سے خواہش رہی تھی کا اگر بیٹا ہوا تو اسے فوجی بناؤں گا۔مگر پھر اللہ نے بیٹیاں دیں۔اور تب میں نے سوچا کہ " اس وطن سے محبت روا رکھنے کے لئے ضروری نہیں کہ سرحدوں پر ہی جا کر اس کی حفاظت کا بیڑہ اٹھایا جائے۔اس ملک کے اندر بھی بہت سے غدار بیٹھے ہیں جو اسکی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں۔کیوں نہ اپنی اولاد کو اس قابل بنایا جائے جو ایسے ناسوروں کے خلاف آواز اٹھائے۔ ؤ۔آج میں تم پر جتنا فخر کروں کم ہے۔کہ تم نے تمہیں اس فیلڈ میں بھیجنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ تم حق کی فروغ اور باطل کو نیچا دکھا میرے اس خواب کو حقیقت کی شکل دی۔میں اس پورے کیس میں تمہارے ساتھ ہوں۔مجھے نہ کسی سے ڈر ہے نہ خوف کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تمہارا حامی و ناصر ہے۔تمہیں ہر طرح سے اجازت ہے کہ شریف کپڑوں میں نظر آتے ان غداروں کا نقاب الٹ دو اور دنیا کو دکھاؤ کہ برے کا انجام برا ہی ہوتا ہے۔

اللہ کی بے آواز لاٹھی جلد یا بدیر آخر ایسے لوگوں پر پڑتی ہی ہے۔میری تمام دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ان شاءاللہ تم کامیاب ہو گی۔بس گھبرانا نہیں۔"اسے محبت سے ساتھ لگاتے وہ ہمیشہ کی طرح اس کا حوصلہ بڑھا گئے۔

تھینک یو ابو۔بس امی کو آپ نے سمجھانا ہے۔"اس نے شرارت سے مسکراہٹ دباتے کہا۔"

وہ تو کوئی اتنا بڑا کام ہی نہیں۔میں نے اسے وہ چینل ہی دیکھنے نہیں دینا" شرارت سے مسکراتے ہوئے وہ بڑے مزے سے اسے اپنے " آئیڈیاز بتا رہے تھے۔

اگلے دن زنیرہ، نتاشا اور کرنل صاحب کو ابیشہ نے فون کر کے اپنے آفس آنے کی دعوت دی۔

ان سب کے آفس پہنچتے ہی ارشاد صاحب نے ان سے مل کر الگ الگ دونوں کا بیان ریکارڈ کروایا اور ساتھ ہی ساتھ کرنل صاحب کو بھی اپنا لائحہ عمل بتایا۔

exponovels

میں جہاں تک اور جس حد تک آپ سب کی مدد کر سکا ضرور کروں گا۔یہ بچی تو ویسے بھی اب مجھے بیٹیوں کی طرح عزیز ہو گئ ہے" بیٹیوں کو ایسے ہی ہونا چاہئے نڈر اور بے خوف۔" پاس کھڑی ابیشہ کے سر پر ہاتھ رکھتے وہ محبت بھرے انداز میں بولے۔اس نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔

بالکل جناب۔۔۔بہت ہمت والی بچی ہے۔ابیشہ بیٹا چینل والے آگ ئے ہیں تم انٹرویو والا کام سر انجام دو""" جی سر "کہتے ساتھ ہی وہ" انکے آفس سے چلی گئ۔

اگلا دن یقیناً بہت سے ہنگامے لانے والا تھا۔وہ سب جانتے تھے کہ جب یہ بات رستم اور اسکے منسٹر باپ تک پہنچے گی۔تو بہت بڑا طوفان آئے گا۔

مگر اس طوفان کی زد میں کون سب سے زیادہ آنے والا ہے یہ کوئ نہیں جانتا تھا۔

رستم کو بلاؤ۔جلدی "اخبار میز پر پھینک کر ابرار نے غصے سے پاس کھڑے ملازم کو حکم دیا۔ "

جی سرکار "ہاتھ باندھے گھگھیائ آواز میں فوراً سیڑھیوں کی جانب بھاگا۔ "

بیسمنٹ میں رستم کا کمرہ تھا۔

کچھ ہی دیر بعد آنکھیں ملتا غصے میں وہ اوپر آیا۔

کیا مسئلہ ہے پاپا صبح صبح اٹھا دیا ہے "اس پر ابھی بھی پچھلی رات کا خمار چڑھا ہوا تھا۔روز رات کو شراب اور شباب کی محفلوں کا حصہ بننا اس" کا معمول تھا۔

بیٹھو یہاں اور یہ خبر پڑھو "ابرار نے اپنے سامنے پڑی کرسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے دانت پیس کر کہا۔ "

افوہ۔۔۔"وہ جھنجھلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ کر آنکھیں مسل کر پھر پوری طرح کھول کر سامنے رکھا اخبار پڑھنے لگا جس کے فرنٹ پیج کی بڑی" بڑی سرخیوں میں سے ایک کو پڑھ کر اسکی آنکھیں حقیقت میں کھل گئیں۔

مشہور ایم این اے کا بگڑا لاڈلا رستم پچھلے کچھ مہینوں میں دو لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا چکا ہے۔ایک میں تو کامیاب ہو گیا مگر دوسری" لڑکی پر حملہ کرتے وقت اسکے یونیورسٹی فیلو غازان نے اس لڑکی کو بچا لیا مگر رستم نے اپنی شاطرانہ چال سے اس لڑکے کو پھنسوا دیا۔" پھر اندر کے صفحات پر دونوں لڑکیوں کا بیان دیا گیا تھا۔

exponovels

یہ بکواس ہے۔ میرے خلاف پروپیگنڈا ہے "اخبار کو غصے سے میز پر پٹخ کر وہ مسلسل نفی کر رہا تھا۔ "

کتنی مرتبہ تمہیں بکواس کی ہے کہ یہ طوائفیں۔۔ یہ ماڈل گرلز کس لئے ہیں۔ تم اپنی عیاشی انکے ساتھ پوری کرو۔ مگر نہیں تمہیں تو ہر" جگہ منہ مارنے کی عادت ہے۔ اور یہ جسے تم نے لائبریری میں پکڑا تھا یہ کرنل کی بیٹی ہے۔ اور یہ فوجی کس پاتال میں انسان کو پھینکتے ہیں تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ "وہ غصے سے اس پر چلا رہے تھے۔

افوہ۔۔۔ آپ نے ہی تو یہ عادت سکھائی ہے جہاں مرضی منہ ماری کرو۔ یہ ہوس آپ سے ہی تو سیکھی ہے۔ کبھی پیسے کی ہوس تو کبھی" عورت کی ہوس۔ آج میں نے ایسا کر لیا تو کیا بڑا کیا "وہ معاملے کی سنگینی کو سمجھنے سے قاصر اپنی ہی کہے جا رہا تھا۔

بکواس بند کرو۔ اس باقی کے بیان میں صاف انہوں نے لکھا ہے کہ وہ تم پر ریپ کا کیس کریں گے۔ اور پھر جب یہ فوجی کسی جج اور وکیل" کے پیچھے لگتے ہیں تو وہ ہم جیسوں کے ہاتھوں بک بھی نہیں سکتے۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی "ابھی ابرار ہاتھ مل ہی رہا تھا کہ موبائل بجنے لگا۔

ہیلو۔۔ کیا بکواس کر رہے ہو۔ کون ہے یہ لڑکی۔۔۔ میں میں انکے خلاف کیس کروں گا "وہ غصے سے دہاڑا۔ پھر فون بند کر کے ٹی وی کی" جانب بڑھا

آن کیا تو وہاں بھی مختلف نیوز چینلز پر کوئی لڑکی انہی دونوں لڑکیوں کو سامنے بٹھائے رستم کے تمام کالے کرتوت کھول رہی تھی۔

یہ سب پاگل ہو گئے ہیں۔ ک۔۔ کون ہے یہ لڑکی جو ان کا انٹرویو کر رہی ہے۔ ہمت کیسے ہوئی ان چینلز کی "وہ غصے سے پاگل ہو رہا" تھا۔

اور اسکے بعد سے تو دھڑا دھڑ فون آنا شروع ہوئے۔

رستم نے فوراً ان چینلز کو فون کر کے سخت سست سنانی چاہی مگر انہوں نے بے بسی کا اظہار کیا۔

میں تم سب کے چینلز بند کروا دوں گا "وہ پھنکارا۔ "

سر پہلے آپ عدالت میں پیشیاں بھگت لیں۔ کیونکہ یہ لڑکی کل تک عدالت کے ذریعے آپ کو نوٹس بھجوا رہی ہے۔ "چینل کے" پروڈیوسر کی بات پر وہ شاک میں آ گیا۔

پتہ کرواؤ اس لڑکی کے بارے میں۔۔ میں میں چھوڑوں گا نہیں اسے "ابیشہ اس وقت ان دونوں کے موبائلز میں سے رستم کے میسجز" کا ریکارڈ دکھا رہی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

ایک ہی نمبر سے آنے والے وہ دوستی اور پھر دھمکیوں کے میسیجز پوری دنیا کے سامنے چل رہے تھے۔نہ صرف وہ بلکہ جس کمپنی سے رستم نے اپنے آئی ڈی کارڈ پر وہ نمبر نکلوایا تھا اس کمپنی نے بھی تصدیق کر دی تھی کہ یہ موبائل رستم کے ہی زیر استعمال ہے۔

اب کوئی شک کی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ یہ سب کام اس رستم نامی شخص نے کئے ہیں۔بلکہ زنیرہ کے بتائے جانے پر جس فلیٹ میں" لے جا کر اسکے ساتھ وہ گھٹیا حرکت اس شخص نے کی ہم نے اس کا بھی پتہ کروالیا ہے وہ بھی رستم نامی اس درندے کا ہی ہے۔اور یہ رہے اس فلیٹ کے تمام کاغذات کا ریکارڈ" وہ تمام پیپرز ابیشہ کیمرے کی اسکرین کے سامنے دکھا رہی تھی۔

دونوں باپ بیٹا سر پکڑے بیٹھے تھے کہ یہ ہوا کیسے کس نے ساری انفارمیشن دے دی اور انہیں پتہ تک نہ چلا۔

مر گئے تھے کیا تم سب جب ان لوگوں نے یہ چیزیں پتہ کروائیں تھیں۔کس بات کے ہم تمہیں پیسے دیتے ہیں" رستم کمرے میں موجود ان بارڈی گارڈز پر برسنے لگا جو ہمہ وقت ان کے پاس موجود رہتے تھے۔

پاپا اس لڑکی کو اٹھوانے کے سوا کوئی چارہ نہیں" وہ مڑ کر ابرار سے مخاطب ہوا۔ "

پاگل ہو گئے ہو تم۔۔ خبر دار اب اس لڑکی کو چھیڑا۔۔دیکھ نہیں رہے تم کتنی این جی اوز اور وکیلوں کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔" اگر ابھی ہم نے اس پر ہاتھ ڈالا تو فورا پکڑے جائیں گے۔ایسی کوئی حماقت اس وقت نہیں کرنی اور تم اب اس گھر سے باہر نہیں جاؤ گے۔ بلکہ میں تمہیں فارم ہاؤس شفٹ کرواتا ہوں۔تم کچھ عرصہ وہیں رہو گے۔اور اس لڑکی کے بارے میں اب سوچنا بھی نہیں۔یہ سب تمہاری حماقتوں کا نتیجہ ہے جو ہمیں بھگتنا پڑے گا۔میں خود اس لڑکی سے بات کروں گا۔اور تم۔۔۔جب تک میں نہ کہوں تم اس فارم ہاؤس سے باہر نہیں نکلو گے۔نہیں تو میں تمہاری ٹانگیں تڑوا دوں گا۔ابھی مجھے یہ معاملہ اپنے طور پر ہینڈل کرنے دو" ابرار نے کچھ سوچتے ہوئے اسکے ارادوں پر پانی پھیرا۔

شام تک نہ صرف ابرار نے رستم کو اپنے فارم ہاؤس میں روپوش کروا دیا بلکہ ابیشہ کا پرسنل نمبر بھی حاصل کر لیا۔

ہیلو۔ابیشہ سے بات ہو سکتی ہے" جیسے ہی دوسری جانب سے آواز آئی ابرار نے کوئی بھی اور بات کئے بنا ابیشہ سے بات کرنے کی خواہش" ظاہر کی۔

"جی ابیشہ ہی بات کر رہی ہوں"

دیکھو لڑکی تم جو کچھ رستم کے خلاف اگل رہی ہو اس سب کا مقصد کیا ہے" ابرار نے اپنا تعارف کروائے بنا مطلب کی بات کی۔ "

exponovels

اول تو میں جانتی نہیں کہ آپ کون ہیں۔ اگر آپ تعارف کروادیں تو مجھے جواب دینے میں آسانی ہو گی "ابیشہ کی بات نے ابرار کو بہت اچھے سے بتادیا کہ ابیشہ کوئی عام لڑکی نہیں

میں اس کا باپ ہوں۔ کتنے پیسے چاہئیں تمہیں۔ کون سی مراعات چاہئیں میں سب دینے کو تیار ہوں۔ مگر تم یہ سب ختم کرو۔ اور" پولیس میں جو رپورٹ درج کروائی ہے وہ اور جو کیس کیا ہے وہ سب واپس لو۔" سپاٹ لہجے ابیشہ کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔

ارے اتنی سستی چیزوں پر مان جاؤں پیسہ۔ مراعات نہیں جناب یہ میرا اسٹینڈرڈ نہیں "استہزائیہ لہجہ ابرار کو صاف اپنا مذاق اڑاتا محسوس ہوا۔

تو۔۔ تو پھر کیا چاہئے تمہیں۔ جو کہو گی تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دوں گا" اب کی بار اسکی نہ آواز اونچی تھی نہ لہجہ تلخ بلکہ التجائیہ " تھا۔

نہ مجھے یہ پیسہ چاہئے نہ کوئی مراعات مجھے تمہارا بیٹا سلاخوں کے پیچھے یا پھر تختہ دار پر لٹکا ہوا چاہئے۔ سنا تم نے "اس کے لہجے میں پھنکار" تھی جو ابرار کو منجمد کر گئی۔

بھول ہے تمہاری۔۔ تمہیں تو میں ایسی جگہ پھینکوں گا کہ کوئی ڈھونڈ نہ سکے گا" وہ منہ سے آگ برسانے لگا۔ "

ارے ارے سر۔۔۔ ذرا زبان اور ہاتھ ہلکا رکھیں۔ آپکی تمام گفتگو میرے موبائل میں لگے چھوٹے سے ٹرانسمیٹر میں ریکارڈ ہو رہی" ہے۔ اور آج صبح کی طرح کل صبح بھی یہ فون کال مختلف چینلز کی ہیڈلائن بنے گی۔ اب آپ اپنے بیٹے سمیت پیشیوں کے لئے تیار رہئیے اب آپ سے ملاقات کمرہ عدالت میں ہو گی" بڑے مزے سے اسے مطلع کرتے وہ کال کاٹ گئی۔

صبح ہی رومان نے یہ مشورہ دیا تھا کہ ابیشہ کے موبائل پر آنے والی کالز کی ریکارڈنگ کی جائے۔ ظاہر ہے ایسے لوگ اوچھے ہتھکنڈوں پر تو اترتے ہیں اور وہی ہوا۔

دو دن بعد جب پولیس پوچھ گچھ کرنے ابرار کے گھر گئی وہاں رستم کی گمشدگی اس بات کا ثبوت تھی کہ اس سب میں وہ ملوث ہے۔

ارے آفیسر چند میسجز اور کالز سے یہ بات کہاں ثابت ہوتی ہے کہ میرا بیٹا کسی کا ریپ کر سکتا ہے۔" بڑے دھیمے انداز میں وہ پولیس" آفیسر کو اپنی لچھے دار باتوں میں الجھا رہا تھا۔

"ویسے بھی میں اس لڑکی پر کیس کروا رہا ہوں۔ ارے ایسے ہی کوئی بھی اٹھ کر میرے بیٹے پر الزام لگا دے گا"

exponovels

جناب اگر آپ کے بیٹے نے کچھ نہیں کیا تو ان سے ملنے میں کیا حرج ہے۔ لیکن آپ نے تو لگتا ہے انہیں غائب کروا دیا ہے" آفیسر کی باتیں سن کر اسکے تن بدن میں آگ لگ رہی تھی۔

"ایسا نہیں ہے۔ دیکھیں جوان بچہ ہے اپنے دوستوں کے ساتھ پھرنے گیا ہے"

کہاں پھرنے گیا ہے؟" اس نے جانچتی نظروں سے ابرار کو دیکھا۔ "

"یہیں کہیں شمالی علاقہ جات"

چلیں آپ ابھی ہمارے سامنے اس سے فون پر ہماری بات کروا دیں۔ ہمیں بھی تسلی ہو۔ کیونکہ ہم ان کے نمبر پر فون کر رہے ہیں تو وہ تو" نمبر ہی بند ہے" آفیسر نے پھر مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہو سکتا ہے کسی ایسی جگہ ہو جہاں سگنل نہ ہوں"

دیکھیں سر اگر آپ سچ پر ہیں تو ان لولی لنگڑے بہانوں کی آپ کو ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر۔۔۔۔۔ تو پھر ہم آپکے ساتھ تعاون نہیں" کر سکتے۔ کیونکہ یہ کیس اوپر خانے کھل چکا ہے۔ اور آرمی کے بندے اس میں انوالو ہو چکے ہیں۔ آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ آگے کیا ہو گا۔ اگر آپ تعاون کریں تو شاید کوئی مصالحت کی راہ ہموار کی جا سکے۔" آفیسر اٹھ کر اسے مصافحہ کر کے اجازت لے کر چلا گیا۔

آخر وہ کہاں گیا" آج پورا ہفتہ ہو چکا تھا مگر رستم کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ نہ ہی اس کا باپ اسکے بارے میں کچھ بتا رہا تھا۔ "

اس کا ایک ہی حل ہے کہ اسکے باپ کو اندر کر دیا جائے۔" رومان غصے میں مٹھیاں بھینچ کر بولا۔ "

وہ دونوں اس وقت علی کے فلیٹ پر تھے۔ لاؤنج کے صوفوں پر آمنے سامنے پریشان بیٹھے تھے۔

تم لوگ ٹینس مت ہو۔ انکل (نتاشا کے والد) اس سارے معاملے کو اپنے طور پر دیکھیں گے۔ اس کا ایک فارم ہاؤس ہے جہاں تک ہمارا" شک ہے اسے وہیں پر رکھ گیا ہے۔ ہم اسکے گھر ایک خفیہ ریڈ کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ امید ہے وہ وہیں سے مل جائے گا" علی کے بتانے پر وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر رہ گئے۔ دل میں دونوں نے آمین کہا۔

غازان سے کل بات ہوئی تھی میری۔ تم آنٹی اور انکل کی بات کیوں نہیں کرواتے اس سے؟" علی نے غازان کے بارے میں بات" کرتے ہوئے رومان سے پوچھا۔

نہیں ابھی نہیں۔ جب اس کیس کا کوئی مکمل نتیجہ نکلے گا۔ جب اس شخص کو سزا ہو گی تب میں ممی ڈیڈی کو کہوں گا کہ اس سے ایکسکیوز" کریں۔ شاید یہ سب بتاتے کہ وہ بے قصور ہے تب ہی اسکے دل میں سے ہمارے لئے ہر بدگمانی نکل جائے۔ اب اس طرح اسے فون کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ممی ڈیڈی جتنا مرضی اسکو کہہ لیں کہ ان سے غلطی ہوئی مگر اسکے دل پر ہم نے جو زخم لگائے ہیں وہ اتنی جلدی

For more visit (exponovels.com)

مندمل نہیں ہوں گے۔ میں ابھی تک اس واقع کو اور غازان کی حالت کو نہیں بھول سکا تو وہ کیسے اتنی جلدی بھول جائے گا۔ غیروں کے لگائے ہوئے زخم انسان بھول جاتا ہے۔ اپنوں کی دی ہوئی تھوڑی سی بھی تکلیف سالوں انسان کو خون کے آنسو رلاتی ہے۔ میں کبھی اسے کسی بھی بات کو بھول جانے کے لئے زور زبردستی نہیں کروں گا۔ جب وہ خود کو اس قابل سمجھے گا کہ وہ ہر بات کو دل سے بھلا چکا ہے۔ بے شک تب وہ ہم سب کے پاس آئے۔" رومان کے لہجے میں موجود درد پر ابیشہ کی آنکھیں اشک بار ہوئیں۔ آنکھیں نیچے کر کے اس نے آنسو پوروں سے صاف کئے۔

شام کا وقت ہو چکا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد غازان تو ایسا سویا کہ شام کے چھ بجے ہی آنکھ کھلی۔ فریش ہو کر جیسے ہی قدم باہر نکالا ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ یہ آواز نہ تو منا کی تھی، جو کل رات ہی آئی تھی، نہ شفق اور نہ فروا کی۔

آواز کے ساتھ ہی جھرنوں کی سی شفاف ہنسی سنائی دی۔ اس آواز کے ساتھ تو بہت گہرا رشتہ تھا۔ مگر اسکے گھر میں۔۔۔ یہی سوچ اسے بے اختیار کر گئی۔ وہ اپنی ہی رو میں سیڑھیوں سے نیچے لاؤنج میں اترنا چاہ رہا تھا تا کہ دیکھ سکے کہ اس کا شک شک ہی ہے یا حقیقت میں وہ، وہی ہے جسکی اسکے دل نے گواہی دی ہے۔ اتنی دیر میں سیڑھیوں سے رومان اوپر کی جانب آتا دکھائی دیا۔

غازان نے وہیں رک کر اپنی جانب آتے رومان کو دیکھ کر سوالیہ نظروں سے دیکھتے نیچے کی جانب اشارہ کیا۔

یار فروا کی فرینڈ آئی ہے۔ تم اوپر ہی رہو۔ وہ تھوڑا پردے والی ہے" رومان کی بات پر بھی اسے کچھ لمحے اپنی سماعتوں میں پڑنے والی آواز" کو شک سمجھنے میں دیر لگی۔

نجانے کیوں اسے شک نہیں لگ رہا تھا۔

اوہ سوری" خود کو سنبھالتا وہ قدم واپس موڑ لے گیا۔ "

ویسے تم سے پردہ نہیں کرتی" غازان نے شرارت سے اسے دیکھ کر کہا"

ارے یار میرا تو بڑا اہم رشتہ بنتا ہے اس سے میرے سامنے کوئی پردے وردے کا چکر نہیں۔ ہاں تم ابھی اجنبی ہو اسکے لئے اسی لئے۔"""

رومان نے مفصل جواب دیا۔

اوکے اوکے۔۔ اور تم آج اتنی جلدی کیسے آ گئے" وہ دونوں باتیں کرتے غازان کے کمرے میں جا چکے تھے۔ "

تھوڑی دیر بعد رومان کو کوئی میسج آیا۔ وہ باہر چلا گیا۔

غازان بھی اپنے موبائل میں مصروف ہو چکا تھا کہ تھوڑی دیر بعد وہی آواز لان میں سنائی دی۔

اپنے کمرے کی کھڑکی سے پردہ ہٹا کر غازان نے اس آواز والی کا چہرہ دیکھنا چاہا جو بہت دیر سے اسے بے چین کر رہی تھی۔

exponovels

مگر افسوس اسکی پشت غازان کی جانب تھی۔ شفق کے ساتھ باہر نکلتے وہ ان سے نہ صرف باتیں کرنے میں مصروف تھی بلکہ انکے کندھے پر ہاتھ رکھے بے حد محبت سے انہیں اپنے ساتھ لپٹائے کچھ کہتی گیٹ کی جانب بڑھ رہی تھی۔

اسی طرح انہیں تھامے ان سے مل کر وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ چکی تھی۔

بلو جینز پر پرپل شرٹ اور اسکارف گلے میں لئے کھلے بال اسکے چہرے کے ارد گرد آکر اتنی دور سے غازان کو اسکے خدوخال دیکھنے میں روکاوٹ پیدا کر رہے تھے۔

ایک ٹھنڈی سانس بھرتے غازان پردہ ہٹا کر واپس اپنی جگہ پر آ چکا تھا۔

رات میں نتاشا کے والد نے ابرار کے فارم ہاؤس پر ریڈ کروانا تھا۔

مگر اس خفیہ کاروائی کا بھی کوئی فائدہ نہ ہو سکا۔ تمام کوششیں بے سود گئیں۔ ان کے بندوں نے سارا فارم ہاؤس چھان مارا مگر رستم کہیں بھی نہ ملا۔

انکی سمجھ سے باہر تھا کہ آخر وہ گیا کہاں اسے زمین لے گئی یا آسمان کھا گیا۔

اب ہم کیا کریں گے۔ یہ کیس تو بے جان ہو گیا ہے" علی، نتاشا، رومان اور ابیشہ چاروں نتاشا کے گھر ہی موجود تھے۔ "

نہیں یہ کیس بے جان نہیں ہوا نہ ہو سکتا ہے، مجھے کل ہی ایک فیملی نے اپروچ کیا ہے جنکی بیٹی کے ساتھ زیادتی کے بعد رستم نے اسے مار " دیا اور لاش انکے گھر کے باہر پھنکوا دی۔

اسکا پوسٹ مارٹم کرنے کے بعد جو گولی اسکے جسم کے آر پار ہوئی۔ وہ اس پسٹل میں سے نکلی تھی جسے ابرار کا ایک ماتحت بہت عرصے سے استعمال کرتا ہے۔ ان لوگوں نے نہ صرف اس بندے کو غائب کروا دیا بلکہ اس سے وہ پسٹل بھی برآمد کروالی۔

لیکن مسئلہ وہی ہے کہ یہاں اتنا اندھا قانون ہے جو سچے کو بھی جھوٹا کروا دیتا ہے۔ رستم کے خلاف ان لوگوں نے ایف آئی آر درج کروانی چاہی تو پولیس والون نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ اور میں نے اپنے طور پر بھی اسی کیس کی جانچ پڑتال کروائی ہے۔

اور تو اور ان لوگوں نے ایک این جی او کو اپنے ساتھ ملایا مگر اس این جی او کی ڈائریکٹر کو ابرار اور رستم نے مروا دیا۔ میں اس ڈائریکٹر کے بیٹے سے بھی ملی ہوں اور سابقہ ریکارڈ نکلوانے پر معلوم ہوا کہ یہ سب واقعی ہو چکا ہے۔

اب وہ لوگ ہماری مدد کرنے کو پوری طرح تیار ہیں۔ تو یہ ایک اور کیس ہمارے کیس کو مضبوط کر دے گا اور نہ صرف یہ بلکہ اب تو قتل کا مقدمہ بھی بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ کب تک ابرار اسے چھپائے گا۔ آخر تو وہ بل سے باہر آئے گا ہی۔ ہمیں ہمت نہیں ہارنی۔" ابیشہ کی باتیں ان سب میں ایک نئی روح پھونک گئیں۔

exponovels

اس کا ایک اور حل بھی ہے" نتاشا جو کب سے خاموش بیٹھی تھی اچانک بولی۔ "

" وہ کیا؟" سب نے تجسس سے پوچھا۔ "

اسکے باپ کو اندر کر دو۔ رستم کسی نہ کسی طرح باہر آ جائے گا" نتاشا کا مشورہ تھوڑا سا مشکل صحیح مگر غلط نہیں تھا۔ "

اس پر عدالت کی بات نہ ماننے یا توہین عدالت کا مقدمہ چلایا جا سکتا ہے کہ جب عدالت کہہ رہی ہے کہ ملزم کو پیش کرو تو وہ اسے کیوں "

چھپا رہا ہے۔ کیا یہ عدالت کے حکم کی توہین نہیں؟" رومان کی بات میں بھی وزن تھا۔

ہاں اس کو دیکھا جا سکتا ہے میں وکیل سے بات کرتی ہوں۔" ابیشہ نے فوراً اس مشورے پر عمل پیرا ہونے کی حامی بھری۔"

________________________-

ریڈی ہو" رومان نے ہلکے سے غازان کے کمرے کا دروازہ ناک کر کے پوچھا۔ "

ہاں آ رہا ہوں" آخری مرتبہ سامنے لگے ڈریسنگ کے شیشے میں اپنا جائزہ لیتے غازان نے اونچی آواز میں کہا۔ "

نجانے کیوں دل عجب انداز میں دھڑک رہا تھا۔

حال سے ماضی کی جانب جانے کا سفر کیسا ہوتا ہے آج غازان کو محسوس ہو رہا تھا۔

ایک عجیب سا احساس اس لئے بھی تھا کہ وہ جگہ جہاں اس نے آخری دن میں ذلت و رسوائی دیکھی۔ آج وہاں کون کون اسے معتبر کرنے

والا ہے۔

جب سے وہ واپس آیا تھا اور اسکے یونیورسٹی کے اساتذہ کو معلوم ہوا تھا نجانے انہوں نے کتنے فون کئے تھے۔ کوئی اسے گھر آنے کی دعوت

دے رہا تھا تو کوئی اسے بار بار کہیں باہر ملنے کی خواہش کا اظہار کر رہا تھا۔

وقت واقعی بہت بڑا استاد ہے۔ وہ آپ کو نہ صرف اپنے پرائے کی پہچان کرواتا ہے بلکہ آپکو ذلت سے عزت اور عزت سے رسوائی ہر رستے کا

سفر کروا دیتا ہے۔

غازان نے دونوں رستوں کا مزہ چکھ لیا تھا۔

بلیک ڈنر سوٹ میں مووشرٹ پہنے ڈارک پرپل ٹائی لگائے ہلکی سی شیو میں وہ اور بھی ہینڈسم لگ رہا تھا۔

یونیورسٹی پہنچنے تک وہ بس خاموش تھا۔ ایک فلم نگاہوں کے سامنے چل رہی تھی۔

رومان نے بھی اسے چھیڑنے سے پرہیز کیا۔ کبھی کبھی آپکو کسی دوسرے کے تسلی بھرے الفاظ سے زیادہ خود اپنی ضرورت ہوتی ہے اور

آپکی خود سے کی جانے والی گفتگو آپکے لئے سب بڑا کتھارسس ہوتی ہے۔

آخری بار بھی یہاں اسی طرح رنگ و بو کا سیلاب تھا جیسے کے اب تھا۔

exponovels

غازان اور رومان بھی اس رنگ و نور کا حصہ بننے کے لئے آگے بڑھے۔

اوہ مائی چائلڈ تھینک یو سو مچ آج آکر تم نے میری بات کا مان رکھ لیا۔ آئم سو ہیپی ٹو سی یو آفٹر آ لانگ لانگ ٹائم" سر باقر جو کہ غازان کے "

ٹیچر تھے بلکہ اب انکے ڈیپارٹمنٹ کی ڈین بن چکے تھے ہمیشہ کی طرح غازان سے والہانہ انداز میں ملے۔

وہ شروع سے غازان سے بہت محبت کرتے تھے۔ انہوں نے تب بھی غازان کا ساتھ دیا تھا جب بہت سے اور اساتذہ اسے غلط سمجھے تھے۔

یہ وہ واحد استاد تھے جنہوں نے رومان کے پیچھے لگ کر غازان کا کینیڈا کا نمبر اس سے لیا تھا۔

سر آپکا تھینکس کہ آپ نے مجھے یاد رکھا" غازان نے بھی انکی محبت کا جواب محبت سے دیا۔ "

بہت سے اسٹوڈنٹس انہیں دیکھتے ہمیشہ کی طرح غازان کی جانب بڑھے۔

وہی عزت، محبت اور شہرت جو اس یونیورسٹی سے ہمیشہ سے اسے ملی تھی۔ آج بھی وہی سب پھر سے غازان کے ارد گرد تھی۔

لگ ہی نہیں رہا تھا کہ درمیان میں اتنے سارے سال آئے تھے۔

کوئی بچوں والا تھا تو کوئی ابھی بھی سنگل۔ مگر سب خوش گپیوں میں مگن تھے۔

غازان بھی سب کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا کہ پاس سے وہی آواز وہی خوبصورت مدھم ہنسی سنائی دی۔

جو ان دس سالوں میں بھی غازان کے دل سے نہیں نکلی۔

پورے طمطراق سے وہ وہیں موجود تھی۔

غازان خود کو دائیں جانب دیکھنے سے روک نہ پایا۔ موو اور وائٹ خوبصورت سے ڈریس میں ہلکے میک اپ میں بھی وہ ویسی ہی تھی جیسی

دس سال پہلے تھی۔ باوقار سی۔ ایسا لگا تھا زمانے کی گرد بھی اسے چھو کر نہ گزری ہو۔

آج غازان خود کو بے اختیار ہونے سے نہ روک پایا۔ اپنے دوستوں کے گروپ سے معذرت کرتا وہ ابیشہ کی جانب بڑھا جو خود بھی اس

وقت اکیلی کھڑی تھی اسکے پاس موجود لڑکیاں کہیں اور بڑھ گئیں تھیں۔

وہ انکی ہی جانب دیکھ رہی تھی۔

اسلام علیکم! ابیشہ "اپنے پاس سے ابھرنے والی وہ آواز ابیشہ کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی۔ "

گردموڑ کر جس قدر حیرانی، خوشی اور نجانے کس کس جذبے سے اس نے غازان کی جانب دیکھا۔

غازان کا دل کیا ابھی اسی وقت ان آنکھوں کو سب سچائی بتادے۔ اپنے دل کے سب جذبے ان پر عیاں کردے۔

آ۔۔۔آپ" بڑی مشکل سے یہ ایک لفظ اسکے ہونٹوں سے ادا ہوا۔ "

کیسی ہیں" غازان کی نگاہوں کی چمک اسے خیرہ کئے دے رہی تھی۔ "

exponovels

میں بالکل ٹھیک۔آپ کیسے ہیں کب واپس آئے؟"ابیشہ کے پوچھے جانے والے سوال نے اسے چونکایا۔ "

چند دن پہلے آپ کو پتہ تھا کہ میں کینڈا میں ہوں؟"غازان نے الٹا سوال کیا۔ "

ہاں وہ آپکے بھائی سے پتہ چلا تھا کہ۔۔"اس نے جلدی سے بات سنبھالی۔ نظریں دور کھڑے رومان پر تھیں۔ جسے کچا چبانے کا وہ فیصلہ " کر چکی تھی۔

ویلکم بیک۔۔آپکو یہاں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے"ابیشہ نے اپنی نظریں واپس غازان کی جانب موڑتے کہا۔ "

اسکے لہجے کی سچائی غازان کو سرشار کر گئی۔

"کیا کر رہی ہیں آجکل؟"

"بس ایک اخبار کی ایڈیٹر ہوں۔"

شادی اور بچے"نجانے کس مشکل سے دھڑکتے دل سے غازان نے یہ سوال کیا۔ "

وہ مدہم سا مسکرائی۔

کچھ بھی نہیں۔ابھی تو سنگل لائف انجوائے کر رہی ہوں"غازان کی بات کے جواب میں جو کچھ اس نے کہا غازان کے دل کی دھڑکن کو" اعتدال میں لانے کے لئے کافی تھا۔

اور آپ۔۔؟"ابیشہ انجان بنتے پوچھنے لگی۔ "

کوئی دل کو بھائی ہی نہیں"اسکی نظروں کا اپنی نظروں کے حصار میں جکڑتے غازان کے الفاظ ابیشہ کو گھبراہٹ میں مبتلا کر گئے۔" پلکوں کی جھالر گراتے ہلکا سا رخ موڑ کر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

آنٹی اور انکل کیسے ہیں"غازان کا دل ہی نہیں بھر رہا تھا۔اسے اس وقت کسی کی پرواہ نہیں تھی کون دیکھ رہا ہے کون نہیں۔بس وہ" نظروں کے سامنے ہو دل کو بس اسی کی چاہ تھی۔

سب ٹھیک"ابیشہ مختصر سا جواب دے کر خاموش ہو گئی۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرتا کچھ لڑکیاں ان کی جانب بڑھیں۔ " غازان کو دیکھ کر بے حد خوشی کا اظہار کیا۔

ابیشہ انکے ساتھ باتوں میں مصروف ہو چکی تھی۔

کچھ دیر بعد غازان مڑ کر کسی اور کو تلاش کرنے لگا۔

اسٹیج پر کچھ لڑکوں نے گانوں کا سلسلہ شروع کیا۔

ایک کے بعد دوسرا۔سب کی فرمائشیں بھی پوچھی جارہی تھیں۔

بہت سے دوست ایک دوسرے کے گانے ڈیڈیکیٹ بھی کر رہے تھے۔سب بیتے دنوں کی یادیں تازہ کر رہے تھے۔

غازان کے دل میں نجانے کیا سمائی ایک پیپر پر کچھ الفاظ لکھ کر اسٹیج پر موجود ایک لڑک کو تھمایا۔

"دانیکسٹ سونگ ازفار سم ون ویری اسپیشل فرام سم ون ویری اسپیشل۔"وہ لڑکا جو گانا گارہا تھا ایک گانا ختم کرتے اس نے مائیک میں اعلان کیا۔

کچھ لوگ بیٹھے تھے کچھ کھڑے تھے۔مگر سب انکی جانب متوجہ تھے۔

ابیشہ غازان کو وہ چٹ اس لڑکے کی جانب بڑھاتے دیکھ چکی تھی۔

"نام بتاؤ اسپیشل کا"کسی نے ہانک لگائی۔"

"بھئی یہ تو رازداری کی بات نہ ہوئی پھر"اس لڑکے نے جواب دیا۔"

کچھ دیر بعد گٹار کے تار چھڑے۔

I've been gone for. so long now

Chasing everything that's new.

I've forgotten how I got here

I've not forgotten you.

We were just children, with our eyes opened, and

You were all that I could see

You came close enough to know my heart-beat, but

Still not close enough for me.

Through the good times and the bad

You were the best I never had

The only chance I wish I had to take

There was no writing on the wall

No warning signs to follow

I know now, and I just can't forget

exponovels

You're the best I never had.

غازان کی بے اختیار نظر دور گول میز کے گرد اپنی فرینڈز کے ساتھ بیٹھی ابیشہ کی جانب اٹھی۔اسی لمحے اس نے بھی غازان کی جانب دیکھا۔

کیا کیا جذبے نہیں تھے اس شخص کی نگاہوں میں۔اور وہ جان لیوا مسکراہٹ ابیشہ کو کنفیوز کر گئی۔

گھبرا کر نظروں کا رخ موڑا۔

غازان کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی۔

"خیریت اکیلے اکیلے مسکرا رہا ہے طبیعت ٹھیک ہے" رومان اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ پاس ہی کھڑا کچھ لڑکوں سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔

"بس ویسے ہی" غازان نے مسکراہٹ سمیٹی۔

کھانا کھانے کے بعد ابھی بھی سب لوگ وہیں موجود تھا۔اس ماحول سے کسی کا نکلنے کو دل نہیں کر رہا تھا۔

غازان پانی پینے کی غرض سے ایک ٹیبل کے قریب آیا کہ بائیں جانب سے کسی کی پکار پر مڑا۔

"واٹ آ پلیزینٹ سرپرائز آپ کب آئے" کوئی لڑکی بے حد خوشی کا اظہار کرتی غازان سے پوچھ رہا تھی۔

غازان نے اجنبی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

"میں نتاشا جسکی اس رات آپ نے جان اور عزت دونوں بچائے تھے" نتاشا کی باپ پر وہ چند لمحے خود کو نارمل نہ کر سکا۔

"بہت کچھ کہنا ہے آپ سے۔۔۔۔بہت سارا شکریہ ادا کرنا ہے۔آپ نہ ہوتے تو آج میں یوں سر اٹھا کر جی نہ رہی ہوتی۔آپ کا تو بہت بڑا احسان ہے مجھے پر" وہ تشکر بھرے لہجے میں غازان سے مخاطب تھی۔

"ارے نہیں پلیز بس اللہ نے آپکی عزت کی حفاظت کرنی تھی۔ میرا کوئی کمال نہیں" غازان اپنے ہمیشہ کے سے عجز و انکساری والے لہجے میں بولا۔

"آپکے تو بھائی اور ابیشہ نے جس طرح مجھے اس ٹرانس سے باہر نکال کر مجھے دنیا کے سامنے آنے کے لئے ہمت بخشی آج بھی یاد کرتی ہوں تو دل میں انکی محبت اور بھی بڑھتی ہے۔" وہ کیا کہہ رہی تھی غازان سمجھنے سے قاصر تھا۔

"میں تو دعا کرتی ہوں ابیشہ جیسی لڑکی بننے کی اللہ ہر کسی کو توفیق دے۔ جس طرح اس نے کیس۔۔۔۔" نتاشا کی بات وہیں رہ گی کہ پاس سے اسے کسی نے پکار لیا۔

وہ ایکسکیوز کرتی مڑی۔

exponovels

مگر غازان وہیں ششدر سا اسکی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔

ابیشہ۔ رومان۔ کیس۔ سب کچھ گڈ مڈ ہو رہا تھا۔

نگاہ سامنے اٹھی۔ ابیشہ رومان کے ساتھ کھڑی نظر آئی۔ دور سے بھی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس سے ناراض ہاور رومان اسے منانے کو
کوشش کر رہا ہو۔

ان میں بے حد بے تکلفی لگ رہی تھی۔ رومان نے کبھی کوئی تذکرہ کیوں نہیں کیا۔

غازان کچھ سوچ کر نتاشا کو ڈھونڈتا اسکے پاس آیا۔

"نتاشا۔۔ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ یہاں نہیں۔ کہیں باہر اگر آپ مجھے مناسب جگہ بتادیں"

کیوں نہیں۔ آپ میرا سیل نمبر رکھ لیں جب کہیں گے۔ جہاں کہیں گے۔ میں آجاؤں گی" جلدی سے اپنا سیل نمبر ایک پیج پر لکھ کر"
اس نے غازان کی جانب بڑھایا۔

"آئیں میں آپ کو اپنے ہزبینڈ سے ملواؤں" غازان کے لئے وہ اپنے ہزبینڈ کے پاس آئی۔ "

وہاں سے واپسی پر غازان اتنا تو جان گیا۔ کہ رومان نے ابیشہ اور اپنے تعلق کو غازان سے چھپایا ہے مگر وہ تعلق اور نتاشا اور غازان والے
معاملے سے ابیشہ کا تعلق کیا ہے وہ سب جاننا بے حد ضروری تھا اور اس سب سے یقینا نتاشا واقف تھی۔

اگلے دن ناشتے سے فارغ ہوتے، اپنے کمرے میں واپس آکر غازان نے سب سے پہلا کام نتاشا کو کال کرنے کا کیا۔

پچھلی رات اس نے جس مخمصے میں گزاری تھی یہ صرف وہی جانتا تھا۔

اسلام علیکم کیسی ہیں آپ معذرت میں نے صبح ہی صبح آپ کو ڈسٹرب کیا" دوسری جانب فون اٹھا لئے جانے پر غازان نے گھڑی دیکھ"
کر کہا جو صبح کہ گیارہ بجا رہی تھی۔

وعلیکم سلام ارے نہیں اتنی صبح تو ہر گز نہیں بلکہ اب تو دوپہر کا وقت ہے" اس نے غازان کی خفت مٹانی چاہی۔ "

میں آج ہی آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ جگہ اور وقت کا انتخاب آپ کرلیں" غازان نے نہایت رسان سے اپنے کال کرنے کا مقصد بیان"
کیا۔

شام چار بجے میں آپکو ریسٹورینٹ کا ایڈریس دیتی ہوں آپ وہاں آجائیے گا" نتاشا نے سکون سے اسے وقت اور جگہ دونوں کا بتایا۔ "

جس شخص نے اسکی جان بچانے کے لئے اپنا سب کچھ تیاگ دیا تھا اس سے اکیلے ملنے پر اسے کوئی ڈر اور خوف نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی عزتوں
کے رکھوالے کبھی بھی نقب نہیں لگاتے۔

exponovels

غازان نے جگہ کے بارے میں جاننے کے بعد فون بند کیا۔

محبت بھری نظریں اپنے موبائل کی اسکرین پر موجود ابیشہ کی تصویر پر جمائیں جو اس نے فئیر ویل کی رات لیں تھیں۔

یہ تصویر اس نے دس سال سے اپنی موبائل کی اسکرین کی زینت بنا رکھی تھی۔

وہ ابیشہ کو بھولانا چاہتا بھی تو یہ تصویر غازان کو کبھی اسے بھولانے ہی نہ دیتی۔

کل رات بھی وہ ایسی ہی تھی اتنی ہی خوبصورت، اتنی ہی بے ریا جتنی دس سال پہلے تھی۔

اس رات گھر چھوڑتے وقت اس نے سوچا تھا کہ وہ سم کے ساتھ موبائل بھی یہیں چھوڑ جائے۔ مگر پھر اس ایک تصویر نے اسے مجبور کیا کہ وہ موبائل بھی ساتھ لے جائے۔ دس سال بعد بھی وہ اس موبائل کو کبھی خراب نہیں ہونے دیا تھا۔

موبائل ہاتھ میں تھامے، کھڑکی میں کھڑا وہ بس ابیشہ کو سوچے جا رہا تھا۔

کل سے اب تک ایک لمحے کے لئے بھی وہ اسکے ذہن سے محو نہیں ہوئی تھی۔

پورے چار بجے شام میں وہ نتاشا کے سامنے تھا۔ ایک ایک لمحہ اس سے گزارنا مشکل ہو رہا تھا۔

وہ سب حقیقت جاننے کے لئے کے لیے بے حد بے چین تھا۔

ایسا کیا تھا کہ رومان نے اتنے سالوں تک اسے یہ خبر ہونے ہی نہ دی کہ وہ ابیشہ کو بے حد قریب سے جانتا ہے۔

کل رات کی انکی بے تکلفی وہ کسی طور بھلا نہیں پا رہا تھا۔

آخر کیوں اس نے یہ سب غازان سے چھپایا۔

ان دونوں کو لے کر کوئی غلط خیال اسکے ذہن میں نہیں تھا۔ اسے اپنے بھائی پر پورا بھروسہ تھا مگر پھر بھی وہ جاننا چاہتا تھا۔

کیسی ہیں آپ" سلام دعا کے بعد وہ اخلاقاً نتاشا کی خیریت پوچھنے لگا۔ "

ایکچولی میں نہیں جانتا رات میں آپ ابیشہ اور رومان کے متعلق کیا بات کر رہی تھیں۔ مجھے کسی بھی کیس کے بارے میں کوئی" انفارمیشن نہیں۔

میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس رات جس کو میں نے بچایا وہ آپ تھیں۔ ہاں اس واقع نے میری زندگی کو تباہ برباد کر دیا مگر میں پھر بھی مطمئن ہوں کہ کسی کی عزت بچا کر میں کم از کم اللہ کے سامنے کسی بھی قسم کی شرمندگی سے بچ گیا۔

چار سال بعد مجھے معلوم ہوا کہ رستم کو پھانسی کی سزا سنائی گئی ہے۔ تب میرے پیرنٹس نے اور اس ہر بندے نے مجھے کال کر کے معافی مانگی جس جس نے اس رات مجھ پر بے اعتباری کی تھی۔

مگر وہ سب کیسے ہوا میرے بھائی اور ابیشہ نے آپ کی کس چیز کے لئے حوصلہ افزائی کی میں کچھ نہیں جانتا۔ میں رومان سے یہ سب اسی لئے نہیں پوچھ سکا کہ اگر مناسب ہوتا تو وہ ضرور بتاتا۔ مگر پھر بھی یہ سب جاننا چاہتا ہوں۔

شاید یہ انسانی فطرت ہے جس نے مجھے آپکو کال کرنے پر مجبور کیا کہ میں اس سب کے بارے میں جاننے کا خواہشمند ہوں جس کا ذکر آپ کل رات کر رہی تھیں۔ اگر مناسب سمجھیں تو مجھے بتا دیں۔ مجھے لگتا ہے کہ رستم کی پھانسی سے متعلق آپ بہت کچھ جانتی ہیں" غازان نے اپنی خواہش اور وہ سب اندازے اسے بتائے جنہیں وہ کل رات سے اب تک سوچ رہا تھا۔

آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ میرا اس سب سے بہت گہرا تعلق ہے۔ ان فیکٹ میں اور ایک اور لڑکی زنیرہ جسے ابیشہ بہت اچھے سے جانتی تھی۔ ہم دونوں رستم کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہوئی تھیں۔

ابیشہ۔۔۔۔" اور پھر نتاشا وہ سب غازان کو بتانا شروع ہوئی جس سے وہ بالکل انجان تھا۔

پورا سال گزر چکا تھا مگر رستم کا کہیں کچھ پتہ نہیں تھا۔

پچھلے چھ ماہ سے اس کا باپ بھی پولیس کی تحویل میں تھا۔ بڑی مشکل سے صحیح مگر انہوں نے اسکے باپ کو اندر کروا ہی دیا تھا۔

بہت سے بڑے بڑوں کا پریشر آ رہا تھا مگر نتاشا کے والد کا آرمی سے تعلق ہونے کے سبب وہ لوگ بڑی آسانی سے ابرار پر ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔

کچھ دیر پہلے ہی ابیشہ وکیل سے مل کر گھر آئی تھی۔ کہ اس کے موبائل پر انجان نمبر سے میسج آیا۔

بڑی جی دار ہو تم۔۔۔اب تو تمھیں قریب سے دیکھنے کی خواہش بڑھتی جا رہی ہے۔" ابیشہ حیران سی پڑھ رہی تھی۔ کون تھا یہ شخص۔" اور اس سب بات کا کیا مقصد تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور سوچتی ایک اور میسج موصول ہوا۔

جلد ہی تم سے روبرو ہونے کا کچھ انتظام کرواتے ہیں۔" عجیب الجھے میسجز تھے۔ کون تھا۔ کس بارے میں بات کر رہا تھا۔ "

ابیشہ نے کوئی بھی جواب دیئے بنا کچھ سوچ کر رومان کو فون ملایا۔

exponovels

ہیلو خیریت "ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو اس نے وکیل سے ہونے والی ملاقات اور گفتگو کا ایک ایک حرف رومان کو بتایا تھا کہ کچھ دیر بعد "

پھر سے ابیشہ کی آتی کال کو دیکھ کر وہ پریشان ہوا۔

رومان مجھے کچھ عجیب سے میسجز آئے ہیں "ابیشہ کی کچھ پریشان آواز رومان کو بھی پریشان کر گئی۔"

"کون ہے۔ کس نے کئے ہیں"

"یہ تو میں نہیں جانتی کوئی انجان نمبر ہے۔ میں ابھی تمہیں وہ میسجز فارورڈ کرتی ہوں۔ دیکھ کر پھر مجھے کال کرنا"

ٹھیک ہے بھیجو "رومان ابھی بھی آفس میں ہی بیٹھا تھا۔ "

چند ہی سیکنڈز بعد وہ میسجز رومان کے موبائل پر بلنک ہوئے۔

انہیں پڑھتے کتنی ہی دیر رومان خود پریشان ہوا۔

یہ میسجز صاف دھمکی آمیز تھے۔

اور یقیناً یہ رستم کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا۔

رومان نے ابیشہ کو فون کیا۔

ہیلو۔۔۔ابیشہ تمہیں اب بہت احتیاط کی ضرورت ہے "رومان کی بات پر وہ الجھ گئی۔ "

"کیا مطلب ؟"

مطلب یہ کہ ان میسجز میں واضح دھمکی دی گئی ہے۔ اور جہاں تک مجھے لگتا ہے وہ یہ کہ یہ میسجز رستم کے علاوہ اور کسی کے نہیں ہیں""

رومان کی بات پر وہ چند لمحوں کے لئے خاموش رہی۔ شک تو اسکا بھی رستم کی جانب گیا تھا۔

میں احتیاط کروں گی "ایک گہری سانس لے کر اس نے رومان کو تسلی دلائی۔ "

کیا ہم اس نمبر کر پتہ نہ کروائیں۔ کیا پتہ یہی نمبر ہمیں رستم تک پہنچانے کا سبب بنے "ابیشہ کی رومان کے بھی دل کو لگی۔ "

ہاں تم صحیح کہہ رہی ہو۔ میں اپنے ایک دوست کو یہ نمبر سینڈ کر کے پتہ کرواتا ہوں اور ہاں میں ابھی تھوڑی دیر بعد تمہارے گھر آرہا"

ہوں۔ اس کے بعد تمہاری حفاظت بہت ضروری ہے "رومان حقیقی معنوں میں بے طرح پریشان ہوا تھا۔

اوکے میں انتظار کروں گی "ابیشہ نے فون بند کر دیا۔ "

exponovels

رومان نے اسی لمحے وہ نمبر اپنے ایک دوست کو بھیجا جو کہ موبائل کی کمپنی میں میں اعلی عہدے پر تھا۔

رومان جلدی جلدی کام سمیٹ کر ابیشہ کی جانب جانے کا ارادہ کر کے اٹھنے لگا۔

راستے میں ہی اسکے دوست کا فون آگیا۔

یار یہ نمبر اس وقت کسی دور دراز علاقے میں موجود ہے۔غالباً "ایک فارے ہاؤس میں ہے۔آئ گیس وہ جو ایک بڑی مشہور پارٹی کا بندہ" ہے نا ابرار اسکے فارم ہاؤس کے آس پاس ہے۔اور صفدر نامی ایک لڑکے کے نام پر یہ سم ہے"اس نے تفصیل سے رومان کو بتایا۔

اب تو کسی شک کی گنجائش ہی نہیں تھی کہ یہ رستم کے علاوہ اور کسی کا کام نہیں۔

تھینکس یار "رومان نے اسکا شکریہ ادا کر کے فون بند کر دیا مگر تفکر کی پر چھائیاں اسکے چہرے پر تھیں۔ "

کچھ دیر بعد ہی وہ ابیشہ کے گھر موجود تھا۔

شکر تھا کہ اس وقت فرید صاحب اور ابیشہ کے علاوہ اور کوئ گھر پر نہیں تھا۔

ابیشہ کی امی اور ورشہ کسی کے گھر گئ ہوئ تھیں۔

فرید صاحب بھی تھوڑی دیر بعد کسی دوست کا فون آنے کی وجہ سے ڈرائنگ روم سے اٹھ کر جا چکے تھے۔

اب ڈرائنگ روم میں صرف ابیشہ اور رومان تھے۔

رومان نے ابیشہ کو اس نمبر سے متعلق ساری بات بتائ۔

اب کیا کیا جائے۔نتاشا کے ابو کو کل کر کے سب بتانا چاہئے "ابیشہ نے اپنے طور پر مشورہ دیا۔ "

ہاں وہ میں ابھی گھر جا کر کرتا ہوں۔تم اپنا فون لے کر آؤ "رومان کے کہنے پر ابیشہ تیزی سے اٹھ کر اپنے کمرے سے موبائل لے آئ۔ "

رومان نے ابیشہ کو ان لاک کرنے کا کہا۔

پھر اس موبائل کا ٹریکر اپنے موبائل کے ساتھ کنیکٹ کیا۔

یہ کیا کر رہے ہو "ابیشہ اسکے ساتھ صوفے پر بیٹھی ساری کروائ دیکھ کر بولی۔ "

تمہارے موبائل کا ٹریکر اپنے کے ساتھ کنیکٹ کیا ہے تا کہ یہ جہاں بھی جائے میرے پاس شو ہوتا رہے۔اس وقت تمہاری حفاظت کی" بے حد ضرورت ہے۔کیوں کہ یہ میسجز واضح دھمکیاں ہیں کہ وہ تمہیں کوئ نقصان پہنچانے کے چکروں میں ہے۔اور میں اسکی ہر کوشش ناکام بنانا چاہتا ہوں۔تم پر کوئ آنچ نہیں آنے دینا چاہتا۔"رومان نے محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

exponovels

اسکی دوستی اور اسکے خلوص پر تو ابیشہ کو کوئی شک تھا ہی نہیں۔

"ان شاءاللہ، کچھ نہیں ہو گا" ابیشہ نے تسلی آمیز مسکراہٹ دی۔

"ان شاءاللہ" رومان کی پریشانی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے اجازت لی۔

رومان کا شک درست ثابت ہوا۔ اگلے دن آفس سے واپسی پر ابیشہ نے آفس سے نکل کر گھر واپس جانے کے لئے جس ٹیکسی کو روکا وہ رستم کا ہی کوئی بندہ تھا۔

ابیشہ رومان سے ہی موبائل پر میسیجز کا تبادلہ کر رہی تھی۔ جو اسے بتا رہا تھا کہ نتاشا کے والد سے اسکی بات ہو گئی ہے اور آج رات میں وہ اسی فارم ہاؤس میں پھر سے ریڈ کریں گے۔

ابیشہ نے موبائل بیگ میں رکھ کر جوں ہی سر اٹھا کر دیکھا ٹیکسی اجنبی راستوں پر رواں دواں تھی۔

"بھائی صاحب یہ آپ کس راستے سے جا رہے ہیں؟" ابیشہ نے رستوں کو دیکھتے پوچھا۔

وہ شخص خاموش رہا۔

"آپ سے پوچھ رہی ہوں۔ آپکو اگر جگہ کا نہیں پتہ تو گاڑی روکیں میں کوئی اور ٹیکسی لے لیتی ہوں" ابیشہ غصے سے روکھے لہجے میں بولی۔

"جائیں گے تو تمہارے اچھے بھی۔" یکدم کہتے اس شخص نے پیچھے مڑ کر ایک انجکشن ابیشہ کے بازو میں زور سے چبھو ڈالا۔

"کیا کر رہے ہو" ابیشہ اس سب کے لئے تیار نہیں تھی اس نے مزاحمت کی مگر تب تک وہ انجکشن اسکے بازو میں پیوست ہو چکا تھا۔

اس نے دروازہ کھولنا چاہا مگر وہ انجکشن اپنا اثر دکھا چکا تھا۔ نجانے کتنی اسٹرانگ بے ہوش کرنے والی دوائی اس میں موجود تھی کہ چند منٹوں میں اس نے اپنا اثر دکھا دیا تھا۔ ابیشہ کی آنکھیں بند ہونا شروع ہو گئیں اور تھوڑی ہی دیر بعد اسکا سر ڈھلک کر سیٹ کی پشت سے جا لگا۔

گاڑی بڑے سکون سے ابرار کے فارم ہاؤس کی جانب رواں دواں تھی۔

exponovels

آنکھ کھلنے پر اس نے خود کو کسی اجنبی کمرے میں پایا۔

تیزی سے چکراتے سر کو تھامے وہ اٹھ کر بیٹھی۔ قیمتی فرنیچر ارد گرد موجود تھا۔ وہ اس لمبے بیڈ پر بیٹھی تھی۔ کمرے میں موجود چیزوں سے ایسا معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ یہ کمرہ کسی کے زیر استعمال نہ ہو۔

کچھ دیر پہلے کے منظر نگاہوں میں گھومنے پر یہ یاد آ گیا کہ اسے کسی نے اغوا کیا ہے۔

تو کیا رومان کا شک درست تھا" حواس بیدار ہوتے ہی اسے رومان کا رستم کے بارے میں سوچا جانے والا شک یاد آیا۔ "

تو کیا واقعی میں اسکے ہاتھ لگ گئ" تیزی سے بیڈ سے اٹھی تو سامنے ہی اپنا بیگ بیڈ کی پائنتی کی جانب رکھے ہوئے صوفے پر پڑا نظر آیا۔ "

وہ فوراً اسکی جانب لپکی۔ بیگ کو کھول کر جائزہ لیا تو موبائل اس میں موجود تھا۔

شکر کا سانس لیا۔

رومان نے جو ٹریکر کل رات اسکے موبائل میں آن کیا تھا یقیناً اسکی مدد سے اسے ابیشہ کو ڈھونڈنے میں مشکل نہیں ہو گی۔

اب تک تو وہ جان گیا ہو گا کہ ابیشہ کو کسی نے کڈنیپ کیا ہے کیونکہ وہ ٹریکر اس نے اپنے موبائل کے ساتھ کنیکٹ ہی اسی لئے کیا تھا کہ اگر ابیشہ کسی مشکل میں گرفتار ہو تو اس ٹریکر کی مدد سے وہ جان جائے کہ کون اسے کہاں لے کر جا رہا ہے۔

اب ابیشہ پر سکون تھی۔

ارد گرد جائزہ لیا۔ کمرے میں کھڑکی موجود تھی مگر وہ مقفل تھی۔

ابیشہ نے جالی کا جائزہ لیا۔ کھڑکیوں کی جالی اس طرز پر بنی تھی کہ اگر شیشے کو توڑ دیا جاتا تو جالی کو با آسانی ایک جانب کر کے نیچے موجود برآمدے کی چھت پر چھلانگ لگائی جا سکتی تھی اور وہاں سے نیچے جانے میں کوئی مسئلہ نہ تھا۔

ابیشہ نے اچھے سے جائزہ لے کر کھڑکی کے پردے برابر کئے۔

دروازہ کی جانب گئی۔ حالانکہ اسے چیک کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

ظاہر ہے جس نے اغوا کیا تھا وہ دروازہ کھلا تو رکھے گا نہیں۔

موبائل اپنے پاس ہونے کا وہ فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔

رومان کو میسج کر کے بتانے کا سوچتی وہ بیگ کی جانب لپکی پھر کچھ سوچ کر موبائل ہاتھ میں لئے پہلے کمرے میں سوئچ بورڈ ڈھونڈا۔

لائٹ بند کر کے موبائل آن کیا۔ موبائل کا کیمرہ کھولا یہ اطمینان کرنے کے لئے کہ کہیں کوئی خفیہ کیمرہ کمرے میں نسب تو نہیں جو اسے

exponovels

دیکھ رہا ہو۔

مگر جب موبائل چاروں جانب گھمانے کے بعد بھی کوئی سرخ رنگ کا دھبہ اس پر نظر نہیں آیا۔

تب اسے اطیمنان ہو گیا کہ کمرے میں کہیں کوئی خفیہ کمیرہ نہیں ہے۔

مگر ہو سکتا تھا کہ کوئی خفیہ مائیکرو فون لگایا گیا ہو۔

لہذا اس نے رومان کو میسج کرنا مناسب سمجھا۔

تیزی سے اسے ساری سچویشن بتائی۔

سیکنڈ و میں اس کا جوابی میسج آ گیا۔

تم فکر مت کرو مجھے پتہ چل چکا ہے کہ تم کہا ہو اور یہ جگہ ابرار کا فارم ہاؤس ہی ہے۔ یہ رستم نے ہی کروایا ہے۔ میں اس وقت نتاشا کے "

"ابو کے پاس موجود ہوں اور ہم کچھ دیر میں ہی ریڈ کا پلین کر رہے ہیں

رومان کا میسج ملتے ہی اطمینان کی لہر اسکے رگ و پے میں سرائیت کر گئی۔

شکر کا سانس لیتی وہ موبائل کو اپنی جینز کی پاکٹ میں احتیاط سے رکھ کر کونے میں موجود ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

ابیشہ سے بات کرتے کرتے ہی رومان کو معلوم ہو گیا کہ ابیشہ کو کوئی غلط سمت لے کر جا رہا ہے۔

اسکے مسلسل کال کرنے پر بھی جب ابیشہ نے فون ریسیو نہیں کیا تب اسے یقین ہو گیا کہ اسے اغوا کر لیا گیا ہے۔

تیزی سے وہ ٹریکر پر اسکی گاڑی کو ایک بالکل انجان راستے پر بھاگتے دیکھ کر اپنے آفس سے نکلا۔

سب سے پہلے اس نے فرید صاحب کو فون کر کے یہ اطلاع دی اور انہیں نتاشا کے گھر پہنچنے کا کہا۔

ان سے بات کرنے کے بعد اس نے نتاشا کو کال کر کے صورتحال بتائی۔ اس نے فوراً سے پہلے اسے اپنے گھر آنے کا ہی کہا۔

میں آپکی طرف ہی آ رہا ہوں۔ انکل گھر پر ہی ہیں" رومان نے اسکے والد کے گھر پر ہونے کا اطیمنان کیا۔ "

جی پاپا گھر پر ہیں۔ آپ پہنچیں" فون بند کر کے رومان نے سکندر صاحب کو فون کیا۔ "

مگر وہ فون نہیں اٹھا رہے تھے آخر اسے گھر کے نمبر پر فون کرنا پڑا۔

ہیلو جی بیٹا" شفق کی میٹھی سی آواز فون سے ابھری۔ "

ممی ڈیڈی گھر پر ہیں"اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔ "

ہاں کیوں خیریت۔کچھ پریشان لگ رہے ہو"ماں تھی نااولاد کی آواز کے اتار چڑھاؤ سے ہی سمجھ گئیں کہ وہ پریشان ہے۔ "

نہیں ممی خیریت نہیں ہے۔ابیشہ کو رستم نے اغوا کروالیا ہے"وہ پریشانی میں انہیں بتا گیا۔ "

میرے خدا۔۔۔"وہ تو گنگ رہ گئیں۔ "

یہ کیا ہو گیا۔میری بچی"غازان کے حوالے سے وہ انہیں بے حد عزیز تھی۔ "

رومان کو ایسا لگا انکے لہجے میں ابیشہ کے لئے ویسے ہی درد اٹھا ہے جیسے ان تینوں کے لئے اٹھتا ہے۔

ممی پلیز آپ دعا کریں۔اور ڈیڈی کو بتادیں۔بلکہ ان سے کہیں کہ نتاشا کے گھر آجائیں۔مجھے انکی اس لمحے بہت ضرورت ہے"ٹوٹا لہجہ " شفق کے دل کو چیر گیا۔

میں بھیجتی ہوں انہیں"شفق نے یقین دلا کر فون بند کیا۔اور واقعی کچھ دیر بعد سکندر بھی پریشان حال نتاشا کے گھر موجود تھے۔ "

میں نے پولیس فورس کو الرٹ کر دیا ہے۔بس ابھی کچھ دیر میں وہ مطلوبہ جگہ کے لئے نکل رہے ہیں۔میں آن ڈیوٹی تو اب نہیں " ہوں۔ہاں مگر میں پھر بھی میں اس فورس کے ساتھ جاؤں گا۔نہ صرف میں بلکہ کچھ اور فوج کے جوان بھی۔تاکہ اس خبیث انسان کے بھاگنے کی کوئی راہ نہ بچے۔"کرنل اسد غصے سے جبڑے بھینچ گئے۔

سر کیا میں آپکے ساتھ چل سکتا ہوں"رومان نے ان سے درخواست کی۔ "

"دیکھو بیٹا۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ اسے کچھ سمجھاتے اسکی التجا انہیں مجبور کر گئی۔ "

" پلیز سر۔۔ سمجھیں میرے گھر کی عزت کا معاملہ ہے۔"

وہ جذباتی لہجے میں بولا۔

وہ مجھے بھی بیٹیوں سے بڑھ کر میں بھی اس پر آنچ نہیں آنے دینا چاہتا۔اوکے مگر ہم ایک مخصوص علاقے سے آگے نہیں جا سکتے میں " اور تم وہیں رکیں گے"انکی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

بہت شکریہ جناب آپکی مدد کا"فرید صاحب آبدیدہ ہوئے۔جو بھی تھا وہ جتنے مرضی بہادر صحیح مگر اس وقت انکی بیٹی ایک درندے کے " پاس تھی۔

exponovels

پھر بھی انہیں یقین تھا اللہ اسکی حفاظت کرے گا۔

اور یہ دعا سبھی کے دل میں تھی۔

اسے وہاں بیٹھے دو گھنٹے گزر چکے تھے مگر ابھی تک کوئی نہیں آیا تھا۔

وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ اسے اغوا کرنے کا مقصد کیا تھا۔کیا اسے اغوا کر کے رستم اپنے باپ کو چھڑوانا چاہتا تھا وہ باپ جو پچھلے ایک سال سے اسکے کئے کی سزا جیل میں بھگت رہا تھا۔

وہ سوچوں میں ڈوبی بیٹھی تھی جب دروازے کے قریب ہلچل ہوئی۔

وہ الرٹ ہو کر بیٹھی تھی۔

دروازہ کھلا اور ایک شخص ٹرے میں کھانے کی کچھ اشیاء لئے اندر داخل ہوا۔

ابیشہ کو اطمینان سے صوفے پر بیٹھے دیکھ کر وہ چونکا۔

پھر خاموشی سے ٹرے اسکے سامنے موجود ٹیبل پر رکھ کر مڑنے لگا کہ ابیشہ نے پکارا۔

سنو۔۔۔کیا تم نے مجھے اغوا کیا ہے؟"اس نے جان بوجھ کر سوال کیا۔ "

ہماری کیا مجال۔وہ تو سر جی کے حکم پر آپ یہاں موجود ہیں" وہ نظریں جھکائے بولا۔ "

شکل سے کوئی غنڈا ٹائپ نہیں لگ رہا تھا۔

سر جی کون؟"اس نے پھر سوال کیا۔ "

کچھ دیر میں وہ آکر آپکو خود بتادیں گے کہ وہ کون؟" وہ جتنا بیچارا سا لگ رہا تھا اتنا تھا نہیں۔ "

اسکے بعد ابیشہ نے کوئی سوال نہیں کیا۔

وہ بھی خاموشی سے چلا گیا۔مگر ابیشہ نے کھانے کی ایک بھی چیز کی ہاتھ نہیں لگایا۔

وہ بظاہر خود کو مضبوط ثابت کر رہی تھی مگر وہ حقیقتاً اندر سے تھوڑا سا خوفزدہ بھی تھی۔

اور وہی ہوا کچھ دیر بھی نہیں گزری تھی کہ رستم اسکے کمرے میں آموجود ہوا۔

زہے نصیب۔۔۔آپ ہمارے غریب خانے میں آئیں" اسکے گھٹیا انداز تکلم پر ابیشہ نے دل میں ہزاروں مرتبہ اس پر لعنت "

بھیجی۔

تصحیح کر لو خود چل کر نہیں آئی دھوکے سے لائی گئی ہوں" وہ جو سامنے صوفے پر بیٹھا کش لگاتا دھویں کے پار تنے اعصاب والی ابیشہ کا"

جائزہ لینے میں مصروف تھا۔

ابیشہ کے پھنکارنے پر ہنستا چلا گیا۔

ہمم۔۔پاگل "ابیشہ اسکی بے ڈھنگی ہنسی سن کر بڑبڑائی۔"

واہ کیا چنگاری ہے بھئی تمہارے لہجے میں۔اسی جی داری کو تو دیکھنے کے لئے یہ سب پاپڑ بیلے۔ابا جی نے تو ناک میں دم کر رکھا تھا کہ تم پر" ہاتھ نہیں ڈالنا شکر اندر گئے۔ میری تو جان چھٹی پابندیوں سے۔اب اس آگ کو نزدیک سے دیکھ کر اصل مزہ آیا ہے۔اب تو ان شعلوں کو چھونے کی خواہش کچھ اور بڑھ گئی ہے۔"اسکی بے باک گفتگو اور گندی نظروں نے ابیشہ کے اندر سنسنی دوڑا دی۔

تم جیسے میری آگ کو برداشت نہیں کر پائیں گے۔یہ آگ بھی بے حد شفاف ہے۔اپنے جیسی گند میں لتھڑی آگ ڈھونڈو۔ جسے" تمہارے چھونے پر ٹھنڈ پڑے۔ میرے قریب بھی اللہ تمہیں پھٹکنے نہیں دے گا۔باقی جس گندگی تک تم پلین کر کے آئے ہو یاد رکھنا جو کچھ اللہ نے پلین کر رکھا ہے وہ اسکے آگے کچھ بھی نہیں۔اپنی موت کو آواز مت دو۔بہتری اسی میں ہے کہ اپنے گناہوں کو مان لو۔شاید تب اللہ بھی تم پر رحم کھالے۔

لیکن یاد رکھنا اگر ان میں اضافہ کرنے کی نیت لئے بیٹھے ہو تو اللہ تمہیں ایسا منہ کے بل گرائے گا کہ اپنی سوچ اور اپنی نام نہاد طاقت پر تم روگے۔"ابیشہ ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔

ہاہاہا۔۔۔۔لگتا ہے بڑا درد ہے غازان کا۔۔۔۔وہ کمینہ تھا ہی ایسا ہر کوئی اسکے پیچھے پاگل۔"ایش ٹرے میں راکھ جھاڑتے اس نے ایک" ٹانگ کو دوسرے پر جمایا۔

وہ جو بھی تھا اس وقت اپنی خیر مناؤ۔تمہاری ذراسی لغزش تمہیں جیل کی سلاخوں سے کبھی نہیں بچاسکتی۔"ابیشہ سخت لہجے میں گویا" ہوئی۔

تمہیں وعظ و نصیحت کے لئے نہیں اٹھوایا۔بلکہ تمہارا وہ غرور توڑنے کے لئے اٹھوایا ہے۔جس کے زعم میں آکر تم نے رستم جیسے" بندے پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔

جب تم یہاں سے میری بھوک مٹا کر زندہ لاش بن کر نکلوں گی تب پوچھوں گا کون سا اللہ۔کون تمہیں اس ویرانے میں مجھ سے بچائے

exponovels

گا۔یہاں سب میرے پالتو ہیں جو تمہاری چیخ وپکار پر کان تک نہیں دھریں گے۔ پھر اللہ کو پکارتی رہنا میں بھی دیکھوں گا وہ تمہاری مدد کے لئے فرشتے بھیجتا ہے کہ نہیں "اپنی جگہ سے اٹھ کر کمرے میں موجود روم ریفریجریٹر سے شراب کی بوتل غٹا غٹ پیتے اس نے اپنی لال انگارہ آنکھیں ابیشہ کے چہرے پر جمائیں۔

"یقیناوہی اللہ بچائے گا۔ جس نے تم جیسوں کی رسی دراز کی۔اور وہی اللہ بچائے گا جو تم جیسوں کی رسی کو بڑے زور سے کھینچتا ہے ایسے کہ تم جیسے پھڑ پھڑاتے ہیں۔ مگر رہائی پھر ان کا نصیب نہیں بنتی۔ وہی اللہ مجھے بچائے گا اور فرشتے بھی بھیجے گا۔"ابیشہ نے حقارت سے اسکی جانب دیکھا جو قہقہے لگاتا شراب کے گھونٹ بھر رہا تھا۔

ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا گلاس رستم ختم کر چکا تھا۔

وہ خود سمجھنے سے قاصر تھا کہ اس لڑکی کو نیچا دکھانے کے لئے وہ کیوں اتنا انتظار کر رہا ہے۔

"اچھا چلو ایک ڈیل کرتے ہیں۔ تم صرف یہ بتادو کہ اس سب کے پیچھے تم کیوں پڑی ہو میں تمہیں ابھی اسی وقت چھوڑ دوں گا۔ جو بھی بولنا سچ بولنا۔ ویسے بھی تم اپنے سچ بولنے کی وجہ سے مشہور ہے۔ میں بھی تو دیکھوں آج اس حالت میں بھی تم سچ بولتی ہو یا پھر جھوٹ کا ساتھ دے کر یہاں سے بچ نکلنے کی کوشش کرتی ہو۔ ہم بھی تو دیکھیں۔ اللہ پر اتنا یقین رکھنے والی اس پر یقین رکھتے ہوئے سچ کا سامنا کرتی ہے یا پھر یہ یقین، بس کہنے سننے تک ہی ہے "رستم نجانے کیوں اسے اتنا مارجن دینے کو تیار تھا شاید اسی لئے کہ اسکے شکنجے میں پھنسنے کے بعد، رستم کی اتنی واضح دھمکیاں دینے کے بعد بھی یہ واحد لڑکی تھی جو اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے خوف لہجے میں اسے چیلنج کر رہی تھی کہ اسکا ایمان رستم کی طاقت سے کہیں زیادہ ہے۔اور یہی بات اسے اکسار ہی تھی کہ وہ جانے کے وہ لڑکی اپنے یقین میں کس حد تک جاسکتی ہے تاکہ جب وہ اسے چیونٹی کی طرح مسل کر رکھ دے تب وہ اسکے یقین کا مذاق اڑائے۔

"تم جیسے جھوٹوں کے منہ سے سچ کا لفظ بہت اجنبی لگتا ہے۔ تم اور تمہاری حیثیت ہی کیا ہے کہ میں تمہارے آگے اپنا سچ بیان کروں۔اور آخری بات وہ اللہ جو یہ تک جانتا ہے کہ کس درخت کا کونسا پتہ گرا، جو یہ تک جانتا ہے کہ ہمارے دل میں آنے والے خیال کی نیت تک کیا ہے وہ میرے حال سے کبھی بھی ناواقف نہیں ہوگا۔اور نہ ہی وہ تمہیں تمہارے مقصد میں کبھی کامیاب ہونے دے گا"اس کا نڈر لہجہ اب رستم کو چبھنے لگا تھا۔ وہ پے در پے حقیقت کے آئینے میں ایسا بھیانک چہرہ دکھا رہی تھی جسے دیکھنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

ایک ناگوار نگاہ اس پر ڈال کر وہ کمرے میں موجود الماری کی جانب مڑا۔اور ابیشہ کے لئے یہ بہترین موقع تھا اپنے دل میں کئے جانے والے ارادے پر عمل پیرا ہونے کا۔

exponovels

دل میں اللہ کو پکار کر اس نے تیزی سے اپنا دوپٹہ اتار کر ہاتھوں میں لپیٹ کر دبے پاؤں بھاگتے ہوئے رستم کی گردن کو اپنے دوپٹے کی لپیٹ میں لے کر جلدی سے دوبل تیزی سے دے ڈالے۔

رستم اس وار کے لئے بالکل بھی تیار نہیں تھا۔اسکے وہم و گمان میں نہ تھا کہ وہ بہت غلط لڑکی کا انتخاب کر چکا ہے جو اللہ کے سوا کسی سے ڈرنے والی نہیں۔

ابیشہ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں بندھے دوپٹے کو زور سے باہر کی جانب کھینچتے رستم کی گردن پر دباؤ ڈالا۔

جو اپنی گردن سے اسکا دوپٹہ ہٹانے کے لئے شدید تیزی سے ہاتھ پاؤں نہ صرف مار رہا تھا بلکہ گھٹی گھٹی آواز میں مغلظات بھی بک رہا تھا۔

کھول مجھے (گالی) عورت۔۔تیرے ساتھ تو۔۔۔۔ خخخخخ۔۔۔کھ۔۔۔۔کھ۔۔کھول مجھے۔۔۔۔(گالی)"ابیشہ پر ایک جنون سوار تھا وہ"

اس حد تک اسکی گردن دبا دینا چاہتی تھی کہ وہ بے ہوش ہو جاتا۔

رستم کی آنکھیں ابل رہی تھیں۔پورے کمرے میں وہ گرتا پڑ رہا تھا مگر ابیشہ نے اپنی گرفت ڈھیلی نہیں کی۔

اب تمہیں اندازہ ہوگا کہ اللہ کیسے کیسے اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے"وہ دانت پیس کر غرائی۔ "

رستم کی دم توڑتی مزاحمت اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ بے ہوش ہو چکا ہے۔پھر بھی اچھی طرح اطمینان ہو لینے کے بعد ابیشہ نے اسکی گردن سے اپنا دوپٹہ ہٹایا۔

وہ لڑھک کر کارپٹ پر اوندھے منہ گرا۔

ابیشہ نے اسکی جیبیں ٹٹول کر پسٹل نکالی۔

اس پر اپنے ہاتھ کی گرفت مضبوط کرتے اس نے رومان کا نمبر تیزی سے ڈائل کیا۔

"ہیلو ابیشہ پولیس فورس نے علاقے کو چاروں جانب سے گھیر لیا ہے۔میں بھی کچھ فاصلے پر کھڑا ہوں تم ٹھیک ہو"

ابیشہ نے سکون کا سانس لیتے اپنی کارگزاری بتائی۔

آئم پراؤڈ آف یو"رومان کو حقیقی معنوں میں اس پر فخر محسوس ہوا۔ "

بس تم نے خاموشی سے کمرے میں رہنا ہے۔رستم اٹھنے کی کوشش کرے تو پسٹل کا بٹ اسکی کنپٹی پر مار کر پھر سے بے ہوش کر دینا۔اول" تو اب تک پولیس اور فوج کے کچھ جوان فارم ہاؤس کے رہائشی حصے میں پہنچ چکے ہوں گے۔تم گھبرانا مت"رومان نے اسے تسلی دی۔

تم فکر نہیں کرو میں ٹھیک ہوں"ابھی اسکی بات پوری نہ ہو سکی تھی کہ باہر سے فائرنگ کی آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ "

For more visit (exponovels.com)

اس نے تیزی سے کمرے کی کنڈی چڑھائی۔اگر رستم کا کوئی ماتحت کمرے میں آکر اپنے باس کو یوں بے ہوش دیکھ لیتا تو ابیشہ مشکل میں گرفتار ہو سکتی تھی۔

وہ خاموشی سے باہر کی آوازوں پر کان دھرے بیٹھی تھی۔

باہر رات کی تاریکی تھی اسی لئے پردے ہٹا کر کھڑکی کے ذریعے باہر دیکھنا بے کار تھا۔

یکدم باہر سے بھاگتے دوڑتے قدموں کی آواز آئی۔ساتھ ہی دروازہ زور زور سے دھڑ دھڑانے لگا۔

ابیشہ نے کوئی جواب نہ دیا۔

باہر نکلو رستم تمہیں پوری طرح سے گھیرے میں لے لیا گیا ہے" باہر سے آنے والی آواز یقیناً کسی پولیس آفیسر کی تھی۔ "

ابیشہ نے تیزی سے چٹخنی گرائی اور دروازہ وا کیا۔

باہر بہت سے پولیس کے بندے موجود تھے۔

میڈم یہ "اندر آتے ہی انکی نظر زمین پر گرے رستم پر پڑی۔ "

بے ہوش ہے "ابیشہ نے کمال اطمینان سے جواب دیا۔ "

پولیس آفیسر نے بھنویں اچکا کر اسکی بہادری کی گویا سراہا۔

فارم ہاؤس پر موجود تمام لوگوں کو پکڑ لیا گیا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد ابیشہ کو رومان اور نتاشا کے والد کے پاس لے جایا گیا۔

ایک کالی گاڑی کے پاس پریشان سا رومان کھڑا تھا۔

دور سے آتی ابیشہ کو دیکھ کر اسکی آنکھیں تشکر سے نم ہوئیں۔

ابیشہ کے قریب آتے ہی بڑھ کر رومان نے بھائی کی طرح اسکے سر پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے حصار میں لیا۔

نتاشا کے والد نے بھی بڑھ کر اسے پیار کیا۔

سکندر اور سفق ابیشہ کے ہی گھر پر موجود اسکے ماں باپ کو تسلی اور حوصلہ دینے کے لئے موجود تھے۔

رومان انہیں پل پل کی اطلاع دے رہا تھا۔

گھر داخل ہوتے ہی فرید صاحب سے مل کر ماں اور بہن سے ملتے وہ اشکبار ہوئی۔

exponovels

شفق نے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔

محبتوں نے اسے اپنے حصار میں لیا۔

بس پھر اس واقع کے دو سال تک رستم کے خلاف کیس چلتا رہا اگر آرمی ہمارے ساتھ نہ ہوتی تو رستم بہت آسانی سے اس کیس سے بری ہو جاتا۔ انکی اسپورٹ کے بعد بھی دو سال بعد اس کیس کا فیصلہ ہوا اور رستم کو ایک نہیں تین لڑکیوں کے ریپ کے بعد قتل کئے جانے پر پھانسی کی سزا ہوئی۔ اور یوں آپکے یہاں سے چلے جانے کے چار سال بعد آپکے اور میرے اور نجانے کن کن لوگوں کا مجرم اپنے انجام کو پہنچا" خاموش ہونے کے بعد نتاشا نے اپنی نم آنکھیں صاف کیں۔

غازان تو ششدر یہ سب انکشاف سن رہا تھا۔ اسے وہ دن یاد آیا جب رومان نے اسے فون کیا۔

غازان پتہ نہیں یہ تیرے لئے اچھی خبر ہے یا نہیں۔ مگر پچھلے دنوں کسی کیس میں رستم پکڑا گیا اور اس نے اپنے بہت سے جرائم کے ساتھ یہ جرم بھی مان لیا کہ یونیورسٹی میں جس لڑکی کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والا واقعہ آج سے چار سال پہلے اچھالا گیا تھا اس میں غازان نہیں بلکہ رستم ہی انوالو تھا۔ رستم کو پھانسی کی سزا ہوئی ہے۔ اس نے تمام میڈیا پر آکر اپنے جرائم کی کہانی سنائی ہے۔

غازان آج وہ سب لوگ جنہوں نے تجھ پر لگے جھوٹے الزام کو سچ مانا تھا وہ سب شرمندہ ہے۔ غازان تو نے صحیح کہا تھا وقت گواہی دے گا کہ کون سچا ہے کون جھوٹا۔

دیکھ غازان آج وقت نے گواہی دی کہ غازان سکندر عزتوں کا رکھوالا ہے۔ آج وقت نے دکھا دیا کہ تو سچا تھا۔" رومان کے لہجے کی نمی غازان کی آنکھیں بھی نم کر گئیں۔ بے اختیار چھت کی جانب دیکھ کر اس نے آنکھیں بند کیں۔

وہ اللہ بے حد رحمن اور رحیم ہے وہ اپنے بندوں کے صبر کو رائیگاں کبھی نہیں جانے دیتا۔

اگر اس دن غازان صبر نہ کرتا اپنے ماں باپ کو برا بھلا کہتا تو شاید یہ دن کبھی نہ آتا۔

غازان نے ہر فیصلہ اللہ کے سپرد کر دیا تھا اور اللہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

غازان کا رواں رواں اللہ کا مشکور ہوا۔

غازان کیا آج میری ایک بات مانے گا" رومان کے سوال پر بھی وہ کچھ لمحے تک بولنے کے قابل نہ رہا۔"

خود پر بڑی مشکل سے قابو پاتے بھاری آواز میں بولا۔

exponovels

"کہو"

ممی ڈیڈی سے بات کرلو وہ لوگ بہت شرمسار ہیں۔ میں تجھے کچھ بھی بھلانے کا نہیں کہتا مگر پھر بھی ان سے بات کرلے وہ بہت اکیلے رہ گئے ہیں تیرے بعد"

اور پھر ان چار سالوں میں وہ پہلی رات تھی جب غازان نے گھنٹوں شفق اور سکندر سے بات کی۔

وہ بار بار معافی مانگ رہے تھے اور غازان اپنے آنسوؤں پر بند باندھ رہا تھا۔

سکندر سے تو جیسے تیسے اس نے بات کرلی۔ مگر شفق کی آواز سنتے ہی وہ بچوں کی طرح رویا تھا۔

ماں چاہے چابک بھی مار دے مگر ماں کی ضرورت مرتے دم تک ختم نہیں ہوتی۔ اسکی محبت اولاد کے دل سے کبھی نہیں مرتی۔

اور غازان وہ تو تھا ہی ہمیشہ سے ماں باپ کا فرماں بردار یہ الزام تو گھن کی طرح اسے کھا گیا تھا۔

جب جب اس نے واپس آنے کی کوشش کی نجانے کیوں ایک خوف اسے جکڑ لیتا۔ سب کچھ نارمل ہو چکا تھا مگر وہ پھر بھی اندر سے نارمل نہیں تھا۔ شفق، سکندر، رومان اور منار وزا سے فون کرتے۔

منا اور رومان کی شادی پر بھی وہ خواہش کے باوجود آ نہیں سکا۔ وہ خود کو ذہنی طور پر واپس اسی جگہ آنے کے لئے تیار نہیں کر پایا جہاں سے اسکی زندگی کو ایک طرح سے ختم کر کے اسے دھتکارا گیا تھا۔

مگر دس سال بعد نجانے کیسے اس مرتبہ وہ خود کو واپس آنے کے لئے آمادہ کر گیا۔

شاید اللہ نے اسے بہت سی حقیقتوں کا علم دینا تھا۔

کبھی پہلے آتا تو یہ سب اسکے سامنے کبھی بھی نہ کھلتا۔

ابیشہ کی بے لوث محبت کا راز ہمیشہ راز ہی رہتا۔ اور یقیناً اللہ جو کرتا ہے وہ اپنے بندے کی بہتری کے لئے کرتا ہے۔ بس ہم ہی سمجھ نہیں پاتے۔

تھینکس نتاشا یہ سب حقیقت بتانے کے لئے میں واقعی میں انجان تھا۔ کبھی بچوں اور میاں کو لے کر گھر آئیے گا" کچھ دیر بعد غازان" خوش دلی سے نتاشا سے مخاطب ہوا۔

ارے نہیں آپ تھینکس مت کہیں مشکور تو میں آپکی ہوں۔ اور ہمیشہ رہوں گی۔ ان شاءاللہ جلد ہی آپکے گھر چکر لگاؤں گی" وہ بھی خود" کو کمپوز کرتی مسکرا کر بولی۔

exponovels

کچھ دیر بعد دونوں اپنے اپنے گھر واپسی کے لئے رواں دواں تھے۔ مگر غازان رومان کی کلاس لینے کا ارادہ کر چکا تھا۔

"رات میں کھانا کھانے کے بعد رومان اور غازان اپنے ہی علاقے میں واک کے لئے نکلے۔ "ابیشہ کو کب سے جانتے ہو

"کون ابیشہ ؟" اسکا لہجہ صاف چغلی کھا رہا تھا۔

"تو جانتا ہے تو جب کبھی بچپن میں مجھ سے کوئی بات چھپانے کی کوشش کرتا تھا تو میں تیرا کموں سے کیا حال کرتا تھا۔ اگر تو ایک بچے کا باپ بن کر بھی چاہتا ہے کہ میں تجھ سے وہی سلوک کروں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں "رک کر غازان نے تیکھی نظروں سے رومان کو دیکھا۔

"جب سے تو نے واقف کروایا" اب کی بار وہ شرافت سے بولا۔ مگر ابھی بھی لہجہ میں واضح شرارت تھی۔

"اور میرے جانے کے بعد بھی یہ واقفیت رہی "غازان نے چلتے ہوئے سامنے سے نظر ہٹا کر رومان کو دیکھا۔ جسکی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

"کیا کروں تیری ہر چیز سے مجھے ہمیشہ سے محبت رہی ہے۔ تو جانتا ہے تو میری انسپریشن رہا ہے۔ لهذا میں ہر چیز میں تجھے فالو کرتا تھا۔ تجھے جو ایکٹر پسند ہے وہ میرا بھی پسندیدہ تھا، تجھے جو سنگر پسند ہے وہ مجھے بھی اتنا ہی پیارا ہو جاتا تھا۔ تجھے جو برینڈ پسند ہے میں پھر اسی کا دیوانہ ہوتا تھا۔ تو پھر ابیشہ سے واقفیت کیسے نہ رکھتا" اپنی گدی سہلاتے رومان مسکراہٹ دبا کر بولا۔

"وہ چیز نہیں انسان ہے اور اگر تو جانتا تھا تو مجھ سے کبھی کوئی ذکر کیوں نہیں کیا۔ اتنی بڑی بات مجھ سے چھپائی کہ رستم والے کیس میں اس کا اتنا بڑا ہاتھ تھا۔ اور یہاں تک کہ وہ کس کس طرح کے حالات سے گزری۔ کڈنیپ تک ہو گئی" اب کی بار وہ رخ رومان کی جانب کئے بے بسی کی تصویر بنا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"کسی نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ اس کا نام تک نہ آئے "رومان سنجیدگی سے اسے دیکھتے بولا۔ دونوں اس وقت چلتے چلتے رک چکے تھے ایک دوسرے کی جانب رخ کئے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

غازان نے حیرت سے اسے دیکھتے سر جھٹکا۔

"میں تیرا زیادہ سگا تھا یا وہ" آنکھوں میں غصہ در آیا۔

"وہ۔۔۔ تیرے حوالے سے وہ زیادہ سگی ہے اب "رومان نے ہولے سے مسکراتے جس انداز میں کہا غازان کے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ در آئی۔

exponovels

"بہت خبیث ہے تو"

اس دن بھی گھر میں وہی آئی تھی جسے تونے پردے والی بی بی بنایا تھا" غازان نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔ "

ہاں ناپردہ نہ کراتا تو جناب کی باچھیں اس رات ابیشہ کو دیکھ کر کیسے اتنی کھلتیں" دونوں پھر سے چلنے لگے۔ "

اور وہ فون بھی اسی کو کر کے میرے کپڑوں کی میچنگ اسکے ساتھ کروائی گئی تھی؟" ایک اور شک سے بھرا سوال۔ "

تو اور کیا تو تو ہے ہی گھامڑ مگر مجھے تھوڑی سی عقل ہے" رومان نے اچھی طرح اسکی کلاس لی۔ "

غازان بس مسکرا رہا تھا۔ تصور میں وہ خوبصورت چہرہ تھا۔

ہیلو۔۔۔ مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ" ابھی وہ غازان کے ساتھ واک کر کے گھر واپس آیا ہی تھا کہ ابیشہ کی کال آنے لگی۔ "

اب کیا کر دیا مجھ غریب نے" معصومیت کی انتہا تھی۔ ابھی وہ کمرے میں اکیلا تھا۔ فروا نیچے تھی۔ "

کیا کر دیا یہ پوچھو کیا کیا نہ کر دیا۔ کل جو رشتہ آیا تھا اس میں اتنے کیڑے نکال کر امی کو کیوں بتائے ہیں۔ تم نے میری شادی ہونے دینی" ہے کہ نہیں۔ پچھلے چھ سالوں سے یہی کچھ ہو رہا ہے۔ میرے ماں باپ نے تم پر اعتماد کر کے میرے رشتوں کی جانچ پڑتال تمہارے ہاتھ کیا سونپ دی تم تو میری شادی میں رخنے ڈالی جا رہے ہو" وہ بھری بیٹھی تھی۔

اور یہ حقیقت تھی۔ جب سے فرید صاحب اور سمیعہ نے ابیشہ کے رشتے دیکھنے شروع کئے اور رومان سے ذکر کرنے پر اس نے اپنی خدمات پیش کیں۔ تب سے اب تک ہر رشتے میں سو سو کیڑے نکال کے وہ بتاتا اور پھر وہ رشتہ ختم کر دیا جاتا۔ ورشہ کا رشتہ اس نے خود اپنے ایک دوست سے دو سال پہلے کروا دیا تھا۔

مگر وہ رخصتی کے لئے تیار نہیں تھی۔ اسکا کہنا تھا پہلے ابیشہ کی ہو گی پھر میری اور رومان ابیشہ کی کہیں ہونے نہیں دے رہا تھا۔

اب ابیشہ کو یہ بات صحیح سے سمجھ آ رہی تھی کہ یہ سب رومان جان بوجھ کر کر رہا ہے۔

اسی لئے آج اس نے سنجیدگی سے اسکی کلاس لینے کی ٹھانی۔

تمہیں اتنی کیا مصیبت ہے شادی کی" اسکی بات پر ابیشہ کو پتنگے لگ گئے۔ "

مجھ سے چھوٹے ہو کر تم ایک عدد بچے کے باپ ہو اور مجھے پوچھ رہے ہو کہ مجھے کیا مصیبت ہے شادی کی۔" وہ بھنائی۔ "

میرا مسئلہ بہت گھمبیر ہے تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا" رومان کا لہجہ صاف چڑاتا ہوا تھا۔ "

exponovels

کیوں مسئلہ کشمیر سے بھی زیادہ گھمبیر ہے "اس نے طنز کیا۔ "

ہاں۔۔۔اور اگر تمہیں زیادہ شوق ہے مسئلہ جاننے کا تو سن لو کہ تمہیں میں کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتا تمہیں میرے گھر کی زینت بننا ہے میرے گھر میں آنا ہے۔اور میں ایسا کر کے رہوں گا۔۔وہ بھی بہت جلد "ابیشہ اسکا اٹل لہجہ سن کر گنگ رہ گئ۔کب وہم و گمان میں تھا کہ وہ اپنے اور ابیشہ کے رشتے کو غلط رنگ دے گا۔

پاگل ہوگۓ ہو تم۔۔پی پلا تو نہیں لی "وہ مذاق میں ٹالنے لگی۔ "

ہوش و حواس میں کہہ رہا ہوں۔ کہو تو لکھ کر بھی دے دوں۔ کہ تمہیں اپنے گھر لا کر دم لوں گا۔اور بہت جلد اسکا انتظام بھی کر رہا ہوں "اسکے پھر وہی بات دہرانے پر ابیشہ کے اب کی بار حقیقت میں ہاتھوں کے طوطے اڑے۔

رومان میں منہ توڑ دوں گی اگر کوئ بکواس مزید کی تو۔دماغ خراب ہوگیا ہے۔ میں۔۔۔ میں تو تمہاری بہنوں جیسی دوست تھی۔کیا ہوگیا ہے تمہیں "وہ پریشانی سے بولی۔ "

یہ تمہارا خیال تھا میں نے کبھی تمہیں بہن کہا اور نہ مانا تم میری دوست تھیں اور اب میرے گھر میں ایک مضبوط رشتے میں بندھ کر آؤ گی۔"رومان کسی طور پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھا۔ "

اپنی بکواس بند کرلو اس سے پہلے کہ میں تمہیں شوٹ کر دوں۔رومان اس رشتے کو آلودہ مت کرو۔ تمہاری بیوی اور بچہ ہے۔۔کیوں یہ سب کر رہے ہو "وہ صدمے سے بھری آواز میں بمشکل بولی۔ "

انہیں کوئ اعتراض نہیں انفیکٹ کسی کو بھی کوئ اعتراض نہیں "رومان نے اسے یقین دلایا۔ "

کتنی گھٹیا سوچ ہے تمہاری۔کاش پہلے پتہ ہوتا تو کبھی تم سے کوئ تعلق نہ رکھتی "وہ دکھ بھری آواز میں بولی۔ "

تم جو مرضی کرلو یہ تعلق تو اب بنے گا۔تم جتنا مرضی انکار کرلو آخر تمہیں میرے ہی گھر آنا ہوگا۔"رومان کی آواز میں ایک چیلنج تھا۔ "

مر گئ میں اور مر گیا ہر تعلق "غصے سے چلا کر اس نے فون بند کیا۔ "

وہ سر پکڑے بیٹھی تھی۔کیا وہ نہیں جانتا کہ یہ سب میں نے کس کے لئے کیا تھا۔کیا رومان انجان تھا کہ میرا اور غازان کا ایک خاموش تعلق بندھ گیا تھا۔

بے شک انہوں نے کوئ عہد و پیمان نہیں باندھے تھے۔ مگر کچھ رشتوں میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

وہ بے شک اسکے انتظار میں نہیں تھی۔ مگر وہ اس سے محبت کرتی تھی۔

exponovels

ابھی جب ری یونین نائٹ میں غازان سے ملی تب آخر میں رومان کی کتنی کلاس لی تھی کہ اس نے ہوا تک نہ لگنے دی۔

تو کیا وہ تب بھی ابیشہ کی غازان کے لئے فیلنگز دیکھ کر کچھ نہ جان سکا تھا۔

ایک رات پہلے اسے فون کر کے اس کا ڈریس کلر پوچھا اور اگلے دن غازان سے ملنے پر اسے فون کا مقصد سمجھ آیا۔

کیونکہ دونوں کی کلرز کی میچنگ تھی۔

"اف یہ سب کیا تھا پھر رومان" وہ ہاتھوں پر سر گرائے الجھتی جا رہی تھی۔"

جب اس نے یہ کیس لیا تب بھی رومان نے کتنی مرتبہ اس سے پوچھا تم یہ سب کیا صرف انسانیت کے لئے کر رہی ہو۔

تو کیا ان لمحوں میں اس کے نظریں چرانے کا مفہوم وہ سمجھ نہیں سکا۔

سب کیا سوچیں گے۔ وہ تو نجانے کیا ٹھانے بیٹھا تھا۔ مگر ابیشہ نے بھی سوچ لیا تھا اب وہ تب ہی اس سے رابطہ کرے گی جب وہ اپنے

رویے کی معافی مانگے گا۔ نہیں تو بھاڑ میں جائے ایسا تعلق۔

کچھ سوچ کر اس نے یہی سب میسج میں لکھ کر رومان کے نمبر پر سینڈ کر دیا۔

مگر دوسری جانب خاموشی تھی گہری جامد خاموشی۔

وہ زندگی میں کبھی اتنا پریشان نہیں ہوئی تھی جتنا اس وقت تھی۔

دماغ لگ رہا تھا پھٹ جائے گا سوچ سوچ کر کہ کب اس نے کوئی ایسی بات کی جس سے رومان نے غلط مطلب نکالا۔

"زندہ نہیں چھوڑوں گی تمہیں" دل میں اس سے مخاطب ہوتی لائٹس بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر نیند تو لگتا تھا روٹھ گئی"

ہے۔

اگلے دن بھی صبح الجھی ہوئی آفس پہنچی۔ اپنے کمرے میں داخل ہی ہوئی تھی کہ سامنے ٹیبل پر رکھا بکے دیکھ کر چونکی۔ ہاتھ بڑھا کر اس کا

جائزہ لیا کہیں کوئی کارڈ نہیں تھا جس سے پتہ چلتا کہ کون دے کر گیا ہے۔

آفس بوائے کو فورا بلایا۔

"جی میڈم" وہ مودب بنا اسکی ٹیبل کے سامنے کھڑا تھا۔"

کرسی پر بیٹھی وہ کینہ توز نظروں سے بکے کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ بکے کون دے کر گیا ہے" پھولوں سے نظر ہٹا کر آفس بوائے کو دیکھا۔"

"میڈم پتہ نہیں صبح صبح کوئی صاحب دے گئے تھے۔" وہ انجان بن کر بولا۔"

exponovels

"رومان تھا کیا؟" اس نے شک بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ "

کیونکہ رومان اکثر و بیشتر اسکے آفس آتا جاتا تھا۔ سب سٹاف اس سے اچھی طرح واقف تھا۔

رات والی حرکت کے بعد ان پھولوں کو دیکھتے سب سے پہلا خیال اسی کا آیا۔

"نہیں جی رومان بھائی کو تو میں جانتا ہوں۔ کوئی اور صاحب تھے" اس نے دانت نکال کر جواب دیا۔ "

"اچھا اتنا ہنسامت کرو۔ یہ پھول اٹھاؤ اور باہر کہیں پھینک دو" وہ پہلے ہی غصے میں بھری بیٹھی تھی اس وقت یہ پھول اور بھی زہر لگ رہے تھے۔

وہ خاموشی سے بکے لئے اسکے آفس سے باہر چلا گیا۔

لمبا سانس کھینچ کر اپنے حواس بحال کئے۔ سسٹم آن کر کے ضروری میلز چیک کرنے لگی کہ پہلی میل دیکھ کر حیران رہ گئی۔

دس سال بعد اسی میل ایڈریس سے اسے سلام دعا اور بیسٹ وشز فار یور ویڈنگ کے ڈھیروں میسجز آئے ہوئے تھے جو اسکی جاب کے سٹارٹ میں اسکی یونیورسٹی کے حوالے سے کیا کرتا یا کرتی تھی۔

ابیشہ اب تک انجان تھی۔ اور شادی کی مبارکباد۔۔ یہ کون ہو سکتا ہے۔ وہ سوچ میں پڑ گئی۔

اب کی بار بھی شک رومان پر گیا۔

"ضائع ہو جائے گا یہ بندہ میرے ہاتھوں" سر جھٹک کر خود کو کام میں مصروف کیا۔ "

دوپہر ہو چکی تھی مگر کام میں مصروف ہو کر اسے کچھ ہوش نہ رہا تھا۔

دو بجے کے قریب ورشہ کی کال آئی۔

"ہاں ورشہ کیا بات ہے"

"یار کچھ گیسٹس آرہے ہیں تم جلدی آسکتی ہو آج۔" ورشہ کی بات پر وہ منہ کے زاویے بنانے لگی۔ "

"یار امی کو کہو بس کر دیں۔ میں تنگ پڑ گئی ہوں۔ جب شادی ہونی ہو گی ہو جائے گی۔ گولی ماریں ان رشتہ لے کر آنے والوں کو" وہ بے زار لہجے میں بولی۔

"یار امی کہہ رہی ہیں کہ آخری مرتبہ ہے۔ پھر کوئی نہیں آئے گا" ورشہ کے اصرار کرنے پر وہ بادل نخواستہ مان گئی۔ "

"اچھا امی کو منع کر دینا کہ رومان کو فون کر کے اس رشتے کے بارے میں کچھ بھی بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم خود بھی لڑکے کی جانچ پڑتال کر سکتے ہیں" وہ اسے خبردار کرنے لگی۔

"کیوں کیا ہوا؟" ورشہ نے حیرت سے سوال کیا۔ "

For more visit (exponovels.com)

"کچھ نہیں۔بس جتنا کہا ہے اتنا کرو" وہ چڑ کر بولی۔

"اوکے تم گھر تو آجاؤ۔گھنٹے تک وہ لوگ آتے ہی ہوں گے۔" ورشہ نے ایک اور اطلاع دی۔

"اچھا بھئ" اس نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔فون بند کرکے باس کو کال ملائ۔اپنے جلدی جانے کا بتا کر یہ بھی بتادیا کہ آج کا کام تقریبا ختم کر چکی ہے۔

انہوں نے مطمئن ہو کر ابیشہ کو چھٹی کی اجازت دے دی۔

تیزی سے اپنی چیزیں اکٹھی کر کے اٹھتی باہر کی جانب لپکی۔

ابھی آفس سے زیادہ دور نہیں گئ تھی کہ گاڑی بند ہو گئ۔بار بار کوشش کر کے چلانے پر بھی نہیں چلی۔

سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھی۔

کس کو مدد کے لئے بلائے کسے نہیں۔اسی ادھیڑبن میں گاڑی سے اتر کر بونٹ اٹھا کر خود خرابی چیک کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔

"کس مصیبت میں زندگی پھنس گئ" رہ رہ کر نجانے کس کس بات اور کس کس شخص پر غصہ آرہا تھا۔

"ایکسکیوز می میم مے آئ ہیلپ یو" خود سے الجھتے زیادہ دیر نہیں ہوئ تھی کہ پشت سے آنے والی آواز پر وہ ٹھٹھک گئ۔گردن موڑی وہ وہی تھا غازان سکندر۔

"اوہ آپ ہیں" وہ خوشگوار حیرت سے اسے دیکھ کر ہولے سے ہنسا۔

"اسلام علیکم کیسے ہیں آپ" کچھ دیر پہلے والی الجھن اس وقت نجانے کہاں جاسوئ تھی۔

وہ سامنے تھا تو کچھ اور یاد نہ تھا۔

"وعلیکم سلام آپ کیسی ہیں۔کیا ایشو ہے آپ ہٹیں میں دیکھتا ہوں" وہاں سے گزرتے کسی کو بونٹ پر جھکے دیکھ کر وہ بس یوں ہی اسکی مدد کو آگے بڑھا تھا۔

وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ جس کی مدد کرنے چلا ہے وہ ابیشہ ہے۔

گاڑی پارک کرے اسکی جانب آیا تھا۔

"تھینکس" وہ شکریہ کہتی ایک جانب ہو گئ۔وہ خاموشی سے جھکا باری باری ہر چیز چیک کر رہا تھا۔

"کچھ میجر پرابلم ہے مکینک کو دکھانا پڑے گا" بونٹ کو بند کرکے وہ اسکی جانب متوجہ ہوا جس کے چہرے پر اسکی بات سن کر واضح پریشانی در آئ تھی۔

exponovels

"کہاں جارہی ہیں آپ؟"اسکے صبیح چہرے سے نظر ہٹ نہیں رہی تھی۔جو ادھر ادھر دیکھتی کچھ سوچ رہی تھی۔

"گھر ہی جارہی تھی"اس نے ہوا سے چہرے پر آنے والی لٹوں کو ایک ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"تو چلیں میں آپکو ڈراپ کر دیتا ہوں آپ گاڑی کو اچھی طرح لاک کر دیں۔رومان کو کہہ کر کوئی مکینک ابھی یہاں بلا لیتے ہیں۔آپکی گاڑی ٹھیک کر کے وہ چھوڑ جائے گا"اس نے جلدی سے تجویز پیش کی ساتھ ہی رومان کا نمبر بھی ملانے لگا۔

مگر رومان کا نام سن کر وہ جز بز ہوئی۔

"نہیں اسے کال مت کریں"بے اختیار اسکے بازو پر ہاتھ رکھ کر اسے متوجہ کیا جو کان فون سے لگائے دوسری جانب کال اٹھا لینے کا منتظر تھا۔

آنکھوں میں حیرت سموئے ابیشہ کے ہاتھ کو دیکھا۔جو اس نے تیزی سے پیچھے کیا اور اپنی بے اختیاری پر جی بھر کر شرمندہ ہوئی۔

دل میں خود کو کوسا۔

اسکے چہرے پر پھیلی خفت دیکھ کر غازان نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"ایکچولی مجھے تو اب یہاں کی ورکشاپس کے نمبر تک نہیں پتہ تو اسی لئے رومان کو کال کرنے کا سوچا۔چلیں علی کو کال کر لیتا ہوں"کچھ سوچ کر اس نے علی کا نمبر ملایا۔

اب کی بار ابیشہ نے اسے روکنے کی غلطی نہیں کی۔

علی کو جگہ کا بتا کر اور ابیشہ کی گاڑی کا نمبر بتا کر اس نے کال بند کی۔اتنی دیر میں ابیشہ نے اپنا بیگ اور فائلز نکال کر گاڑی کو لاک کیا۔

"چلیں بس دس منٹ میں مکینک آجائے گا"وہ ابیشہ کو ہاتھ سے گاڑی کی جانب آنے کا اشارہ کرتے آگے بڑھا۔

وہ خاموشی سے اسکے پیچھے چل پڑی۔

غازان نے اسکی جانب کا دروازہ کھولا اسکے بیٹھتے ساتھ ہی بند کر کے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کی جانب آیا۔دروازہ کھول کر گاڑی سٹارٹ کی دروازہ بند کر کے گاڑی ابیشہ کے گھر جانے والے راستے پر ڈالی۔

"آپ کو خوامخواہ زحمت ہوئی"وہ فارمل انداز میں بولی۔

"میرا خیال ہے دس سال پہلے ہم ایک دوسرے کو بہت اچھے سے جانتے تھے۔اتنا تو تعلق ہمارا بنتا ہے کہ دس سال بعد اس قسم کے پر تکلف جملوں کا تبادلہ نہ کیا جائے"غازان کی بات پر ایک خاموش نگاہ اس پر ڈال کر وہ گاڑی سے باہر دیکھنے لگی۔

کچھ دیر غازان بھی خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا۔

"پریشان ہیں؟"غازان نے ایک بار پھر نظر بھر کر ساتھ بیٹھی ابیشہ کو دیکھتے سوال کیا۔

exponovels

"اف کیا تھا یہ شخص اتنے سالوں کے بعد بھی اسکی رگ رگ سے واقف تھا۔اسکے لئے ویسے ہی پریشان تھا وہی فکروں سے بھرا لہجہ۔ابیشہ کی آنکھوں میں یکدم بہت سا پانی سمٹنے لگا۔

نفی میں سر ہلا کر جواب دیا۔

آنسوؤں کا گولا گلے میں پھندا بن کر پھنس چکا تھا۔

"میرے ساتھ آنے پر پریشان ہیں؟"اب کی بار ابیشہ آنسوؤں کو روکتے روکتے بھی ہولے سے ہنس پڑی۔

"آپ کوئی غنڈے بدمعاش ہیں جو آپکے ساتھ جانے پر پریشانی ہو؟"سوال پہ کئے جانے سوال پر وہ بھی ہنس پڑا۔

"کسی زمانے میں یہی سمجھا جاتا تھا مجھے"مسکراہٹ دبائے جواب دیا۔

"اور اسی زمانے نے اپنی حماقت پر پھر افسوس بھی کیا"ایک خفگی بھری نگاہ اس پر ڈال کر وہ ناراض لہجے میں بولی۔

"اچھا آپ بھی جانتی ہیں"وہ ایسے انجان بنا جیسے ابیشہ کی اپنے لئے کئے جانے والی جدوجہد سے انجان ہو۔

"ہاں مجھے بھی کہیں سے معلوم ہوا تھا کہ آپ بے قصور تھے"اس نے بھی ایسے پوز کیا جیسے واقعی اس کا اس سارے قصے میں کوئی ہاتھ نہیں تھا۔

"کیا آپ یہاں ہمشیہ کے لئے آئے ہیں؟"کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اب کی بار ابیشہ نے سوال کیا۔

"ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔قسمت جو کرے گی مجھے وہ منظور ہوگا"غازان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اسکی بات پر وہ بس ہمم کر کے رہ گئی۔

دل کیا اسے رومان کے ارادوں کے بارے میں خبردار کرے مگر پھر سوچا کیا پتہ اس نے صرف مذاق کیا ہو۔ایسے ہی دونوں بھائیوں میں اسکی وجہ سے ٹھن نہ جائے۔لہذا خاموش ہی رہی۔

کچھ ہی دیر میں اس کا گھر آچکا تھا۔

وہ اترنے ہی لگی کہ غازان کی پکار پر رک گئی۔

"کبھی کبھی قسمت ہمارے لئے سب سے بہترین فیصلہ کرنے میں تھوڑی سی دیر لگاتی ہے۔ہم انتظار کے لمحوں کا الزام اپنے ارد گرد کے لوگوں کے رویوں پر لگاتے ہیں۔حالانکہ ہمارے اپنے ہمارے لئے اتنی ہی بہتری کے خواہش مند ہوتے ہیں جتنے کہ ہم خود۔اور اگر قسمت دیر سے آپکے لئے خوشیاں لائے تو انہیں قبول کرنے میں دیر نہ لگائیں"غازان کی بات کا مقصد وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

"کیا مطلب؟"الجھن بھری آنکھیں غازان کی جانب اٹھیں۔

For more visit (exponovels.com)

ہو سکتا ہے آج قسمت آپکے لئے وہ بہترین فیصلہ کرے اور بہت سی خوشیاں آپکی منتظر ہوں۔انہیں تھامنے میں دیر نہ کرنا" دلکش مسکراہٹ چہرے کا طواف کر رہی تھی۔

"اللہ حافظ "اسکے اترتے ساتھ ہی وہ گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔وہ الجھی الجھی سی گھر کے گیٹ کی جانب بڑھی۔

گھر آکر کھانا کھاتے وہ کپڑے بدلنے کے لئے اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔ورشہ اور سمیعہ کچن میں مصروف تھیں۔

ابھی وہ کپڑے بدل کر کمر سیدھی کرنے کی غرض سے بیڈ پر لیٹی ہی تھی کہ ورشہ آندھی طوفان کی طرح اندر داخل ہوئی۔

"کیا ہو گیا ہے "ابیشہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"شفق آنٹی، منا، فروا اور رومان آئے ہیں "وہ پھولے سانسوں سمیت بولی۔

ابیشہ کرنٹ کھا کر اٹھی۔

"کیا"چیخ نما آواز اسکے حلق سے نکلی۔

"کیا کرنے آئے ہیں "وہ خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"تمہارا رشتہ لے کر۔۔۔اف آپی میں اتنی خوش ہوں "پہلی بات سن کر اسے اتنا جھٹکا نہیں لگا جتنا دوسری بات سن کر لگا۔

"پاگل ہو تم یہ خوش ہونے کی بات ہے "وہ غصے سے بولی۔اسے ورشہ کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

"پلیز اب تم کوئی مصیبت مت کھڑی کرنا "اسکی بات پر ابیشہ نے گھور کر بہن کو دیکھا۔

اس سے پہلے کہ ورشہ کے چودہ طبق روشن کرتی
سمیعہ دروازہ کھول کر خوشی سے جھلملاتا چہرہ لئے داخل ہوئیں۔

"ابیشہ اللہ نے میری سن لی "اسکی جانب بڑھتے وہ خوشی سے بھرپور لہجے میں بولیں۔

"پاگل ہو گئے ہیں سب۔۔۔یہ۔۔۔یہ خوش ہونے کی بات ہے۔میرے لئے یہ مرنے کا مقام ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ میری شادی ہو جو۔۔۔میرے خدا یہ شخص کتنا پاگل ہے اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے آیا اور آنٹی اور منا کسی نے اسے نہیں روکا۔

میرا دل کر رہا ہے اسکا گلہ دبا دوں۔۔ہٹیں پیچھے آپ دونوں۔۔دماغ درست کر کے آتی ہوں میں اس رومان کا سمجھا کیا ہوا ہے اس نے تماشا بنا رہے ہے مجھے۔آج زندہ نہیں بچے گا میرے ہاتھوں "مٹھیاں بھینچتی، جوتی پاؤں میں پہنے وہ غصے سے ان دونوں کو پیچھے ہٹاتی دروازے کی جانب بڑھی۔

پیچھے سے سمیعہ ہائیں ہائیں کرتی رہ گئی۔مگر وہ تو آتش فشاں بنی دھم دھم کرتی ڈرائنگ روم میں پہنچ چکی تھی۔

ارے میری بھابھی آئی ہے۔" منا اسے اندر آتا دیکھ کر چہک کر آگے بڑھی۔ "

شفق، فروا اور رومان بھی کھڑے ہو چکے تھے۔

منا کے بعد شفق نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ جبکہ اسکی خونخوار نظریں رومان کے چہرے پر تھیں جو شرارتی مسکراہٹ لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

میری بچی میں میں تمہیں بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں۔ غازان نے پہلی مرتبہ مجھ سے کوئی خواہش کی اور وہ بھی تم سے شادی کی۔" میری تو نجانے کب سے یہ خواہش تھی" شفق کی بات پر اسکی نظریں اب کی بار شفق کی جانب اٹھیں جن میں حیرت ہی حیرت تھی۔ وہ دنگ رہ گئی۔۔

یہ کیا سنا تھا اس نے

exponovels

وہ حق دق شفق کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ فروا اور منا اسے لپٹائے پیار کر رہی تھیں۔

اس نے حیران نظروں سے رومان کو دیکھا۔ جو چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ لئے اسے شفق کی بات کے سچ ہونے کا جیسے یقین دلا رہا تھا۔

اسکے کانوں میں کچھ دیر پہلے کے غازان کے الفاظ گونجے۔" ہو سکتا ہے آج قسمت آپکے لئے وہ بہترین فیصلہ کرے اور بہت سی خوشیاں آپکی منتظر ہوں۔ انہیں تھامنے میں دیر نہ کرنا"

تو کیا وہ ان خوشیوں کی بات کر رہا تھا۔

بمشکل وہ خود کو اس ماحول میں واپس لائی۔

شفق نے اسے اپنے قریب بٹھا لیا۔

سب کے چہروں پر خوشی اور اطمینان تھا۔

اس نے تو کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ غازان یوں واپس آکر کبھی اسکی زندگی کا ہمسفر بنے گا۔

وہ حیران کیوں نہ ہوتی۔

بس سمیعہ مجھے جواب ہاں میں ہی چاہیئے" شفق بہت مان سے سمیعہ سے گویا ہوئیں۔ "

فرید صاحب بھی وہیں موجود تھے۔

For more visit (exponovels.com)

بھائی صاحب بس مجھے شادی کی ڈیٹ لے کر اٹھنا ہے۔"اب کی بار انہوں نے فرید صاحب کو مخاطب کیا۔ "

بہن انکار کی تو گنجائش ہی نہیں۔ سمجھیں یہ آج سے آپکی امانت ہے"فرید صاحب نے محبت سے ابیشہ کو دیکھا۔ "

جو ابھی بھی خاموش تھی۔

بہت شکریہ بھائی صاحب"وہ تشکر آمیز لہجے میں بولیں۔سب خوش گپیوں میں مصروف تھے مگر ابیشہ کچھ بے چین نظر آرہی تھی۔ "

تھوڑی ہی دیر بعد سب کی اجازت لے کر وہ باہر گئی۔

کچھ دیر بعد واپس ڈرائنگ روم میں آئی۔

رومان میری بات سننا"رومان سے مخاطب ہوتی وہ پھر سے ڈرائنگ روم سے باہر جا چکی تھی۔ "

رومان کو اپنی شامت نظر آنے لگی۔

ایکسکیوز کرتا وہ ابیشہ کے پیچھے باہر لپکا۔

ڈرائنگ روم سے نکل کر باہر آتے ہی لاؤنج میں وہ خطرناک تیور لئے رومان کو گھورنے میں مصروف تھی۔جس کی شکل پر دنیا جہان کی مسکینیت اتر آئی تھی۔

کیسی ہیں بھابھی؟"جب کچھ دیر اور وہ اسے کچا چبانے والی نظروں سے دیکھتی رہی تب رومان نے معصوم شکل بنا کر پوچھا۔ "

منہ نہ توڑ دوں تمہارا جس منہ سے مجھے بھابھی کہہ رہے ہو"ابیشہ کے ارادوں پر وہ بس جز بز ہو کر رہ گیا۔ "

کتنا گھٹیا مذاق کیا تھا تم نے رات کو"ایک زوردار دھپ اسکے کندھے پر لگائی۔جس کے لئے وہ بالکل بھی تیار نہیں تھا۔ "

اف کس قدر بھاری ہاتھ ہے تمہارا۔ہاں بھئی رستم جیسے گینڈے کو جو قابو کر لے وہ تو بڑی توپ چیز ہی ہو سکتا ہے۔معذرت کل کے "مذاق میں بھول گیا تھا کہ مت نازک اندام حسینہ نہیں۔بلکہ سلطانہ ڈاکو ٹائپ ہو"رومان کہاں باز آنے والا تھا۔

اب کے ابیشہ نے اسکا کان مروڑا۔

ارے کیا کر رہی ہو۔کیا کبھی گورنمنٹ سکول کی استانی بھی رہ چکی ہو۔"وہ درد سے بلبلایا۔ "

غازان کو بتاؤں تمہاری سب گھٹیا گفتگو۔آج بھابھی اور کل اس قدر عاشقانہ گفتگو کی تھی"وہ اسے بخشنے کو تیار نہ تھی۔اور بخشتی بھی" کیوں۔کس قدر ٹینشن میں رہی تھی کل سے اب تک۔

یار میں نے صرف تمہیں اپنے گھر کی زینت بنانے کو کہا تھا اور وہ اپنے حوالے سے نہیں غازان کی حوالے سے اور یقین پوچھوں تمہیں"

exponovels

کبھی بہن مانا ہی نہیں ہمیشہ بھابھی ہی سوچا۔ تو کیسے اپنی بھابھی کو کسی اور کا ہونے دیتا۔ میری غیرت یہ گوارا کبھی نہ کرتی۔ تم سے اتنا مضبوط تعلق نہ جوڑتا تو کبھی کسی کو اپنی بھابھی کے روپ میں قبول نہ کرتا" اپنا کان چھڑا کر سیدھا کھڑے ہوتے وہ جس قدر سچائی سے بولا ابیشہ کو اسکی محبت میں کوئی کھوٹ کوئی شک نظر ہی نہیں آیا۔

مسکرا کر اسکی محبت کو دیکھا۔

"پتہ ہے ابیشہ زندگی میں سچے لوگ بہت کم ملتے ہیں۔ اور تمہاری غازان کے لئے سچائی مجھے خود بخود تمہاری جانب کھینچتی چلی گئی۔ تمہاری بے غرض محبت اس دنیا کے کسی شخص کو کبھی سمجھ نہیں آسکتی۔ میں جانتا ہوں تم نے کبھی اسکی زندگی میں کسی رشتے کے حوالے سے آنے کی خواہش نہیں کی۔ مگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم جیسی بے لوث محبت اسے کوئی نہیں دے سکتا۔ ہاں میں خود غرض ہو کر تمہارے رشتوں میں رخنے ڈالتا رہا کیونکہ مجھے علم تھا تم اور غازان کبھی کسی دوسرے کے ساتھ خوش نہیں رہ پاؤ گے۔ شاید خوش رہ بھی لیتے مگر وہ خوشی جو روح سے جڑی ہوتی ہے وہ کبھی تم دونوں کا نہ مل پاتی اور ایسی خوشی کے بغیر ہر رشتہ ضرورت اور وقت کا ہوتا ہے۔ ایسے رشتے دیرپا نہیں ہوتے۔ تم دونوں تو اپنی بے وقوفی سے کبھی ایک دوسرے کے قریب نہ آتے مگر سب جانتے بوجھتے میں تم دونوں کی اس بے وقوفی میں تم دونوں کا ساتھ نہیں دینا چاہتا تھا۔ بس اسی لئے میں نے یہ سب کیا۔ اور کل رات وال مذاق اسی لئے کیا کہ میں چاہتا تھا کہ تم اپنے منہ سے کہو کہ رومان اپنے بھائی کی محبت پر ڈاکہ ڈالتے شرم نہیں آتی مگر افسوس بھول گیا تھا تم جیسے لوگ اپنے اندر کے حال کو کبھی دوسروں پر آشکار نہیں کرتے۔ اسی لئے آج تمہاری پریشانی دور کرنے آگیا۔ اور ویسے بھی بھابھی سے مذاق نہیں کروں گا تو کس سے کروں گا۔ بیوی سے مذاق کرو تو جوتوں سے تواضع ہوتی ہے۔" رومان کی سنجیدہ گفتگو سے یکدم مسخرے پن کی جانب یوٹرن لینے پر ابیشہ اپنی بے ساختہ ہنسی نہ روک سکی۔

"ابھی فروا کو بتاتی ہوں" وہ اسے چڑاتے ہوئے اندر کی جانب بڑھی پھر رک کر پیچھے مڑ کر اسے دیکھا۔

"تھینکس رومان" دوستی واقعی ایک انمول رشتہ ہے۔ اس نے دل میں سوچا۔

"بس کر پگلی رلائے گی کیا" وہ مصنوعی آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

رات میں وہ ٹیرس پر چہل قدمی کرتی قسمت کے ہیر پھیر کو سوچے جا رہی تھی۔

کل رات وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسکی زندگی یوں اچانک آج بدل جائے گی۔

For more visit (exponovels.com)

ٹھیک پندرہ دن بعد انکی شادی کی ڈیٹ فکس ہوئی تھی۔

غازان نے آج کی ملاقات میں بھی ایسا کوئی اشارہ نہیں دیا تھا کہ یہ سب اسکی ایما پر ہوا ہے۔ نجانے وہ اسکے بارے میں کیا سوچتا ہو گا۔

ابھی وہ غازان کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی کہ اس کا موبائل بج اٹھا۔

اندر کمرے کی جانب بڑھی۔ بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائل اٹھایا۔ کسی انجان نمبر سے کال آ رہی تھی۔

وہ سوچ میں پڑی اٹھائے کہ نہیں۔

پھر کچھ سوچ کر اٹھا ہی لیا۔

"ہیلو"

اسلام علیکم "دوسری جانب سے آنے والی گھمبیر آواز کو وہ ہزاروں کیا لاکھوں اور کروڑوں آوازوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔ "

وعلیکم سلام "رکی سانس بحال کرتے وہ دھیرے سے بولی۔ "

کیسی ہیں "مخصوص نرم لہجے میں پوچھا گیا۔ "

ٹھیک "وہ جھجھک کر بولی۔ "

آپ خوش ہیں "وہ جان گئی وہ کس بارے میں پوچھ رہا ہے۔ "

پتہ نہیں ابھی تو صرف حیران ہوں "ہمیشہ کی طرح اپنے دل کی بات اسے بتانے لگی۔ "

مطلب آپکو یہ فیصلہ ناگوار نہیں لگا "وہ اپنی تسلی چاہتا تھا۔ "

آپ سے جڑنے والا کوئی بھی تعلق کبھی بھی ناگوار نہیں لگا "وہ صاف گو ہمیشہ سے تھی آج بھی جھوٹ کا سہارا نہیں لیا۔ "

کیا یہ حیرانگی شادی کے دن تک رہے گی "اب دوسری جانب آواز میں شرارت گھلی۔ "

ابھی تو ایک رات نہیں گزری فیصلہ ہوئے آپ اتنی آگے تک کی باتیں پوچھ رہے ہیں "وہ ہولے سے مسکرائی۔ "

"تو پھر آپ نارمل کب ہوں گی؟"

میں ابنارمل تو کبھی نہیں تھی "وہ اچھنبے سے بولی۔ "

مگر کسی کو ابنارمل بنا دیا "اسکی آواز کی گھمبیرتا نے چند لمحوں کے لئے اسے چپ لگا دی۔ "

آپ کیا گھر میں سب کو کاٹ کھانے کو دوڑ رہے ہیں۔ یا پھر انہیں پہچاننے سے انکار کر دیا ہے۔ خوامخواہ مجھ غریب پر الزام لگا رہے ہیں"""

exponovels

اپنی گھبراہٹ چھپانے کی خاطر وہ جان بوجھ کر اسکی بات مذاق میں اڑانے لگی۔ دوسری جانب جان دار قہقہہ گونجا۔

ابنارمیلٹی صرف لوگوں کو نقصان پہنچانے میں نہیں ہوتی۔ اس ابنارمیلٹی کا تعلق اپنی ذات تک کو بھلا دینے سے ہوتا ہے اور آپکے "معاملے میں میں ہمیشہ خود کو بھی فراموش کر جاتا ہوں" ابیشہ کو اسے پٹڑی پر واپس لانا نہایت مشکل لگ رہا تھا۔

اتنی رات کو اتنا فلسفہ ہضم نہیں ہو رہا۔ صبح بات کریں گے۔ مجھے آفس بھی جانا ہے" وہ دامن بچانے لگی۔ "

کب سوچا تھا کہ غازان سے ایسا تعلق ہوگا اور اسکے تقاضے نبھانے ہوں گے۔

سنا تھا آپ بہت بہادر ہیں۔ بڑے بڑے رستموں کا شکست دے ڈالی۔ مجھ جیسے بے ضرر شخص سے کیوں گھبرا رہی ہیں۔ جو کہ آپ سے "ہے بھی بہت دور" غازان مسکراہٹ دبا کر بولا۔ پھر بھی اسکے لہجے کی شرارت وہ بآسانی محسوس کر رہی تھی۔

رستموں کو تو کوئی بھی ہرا لیتا ہے۔ یہاں مسئلہ فاتح اور مفتوح کا ہے اور مفتوح بننا کسی کو بھی گوارا نہیں ہوتا" غازان زوردار انداز میں ہنسا" یعنی وہ محبت کا اقرار کرنے سے انکاری تھی۔

میں نے تو کبھی چاہا ہی نہیں میں فاتح بنوں۔ مجھے مفتوح بننا پسند ہے۔ بن لڑے آپ کو فاتح بنانے میں مجھے بے حد خوشی ہوگی۔ خیر ابھی" آپ سوئیں امید ہے شادی کے دن تک آپ اس تعلق پر حیران ہونے کی بجائے اسے دل و جان سے قبول کر لیں گی۔ مجھے اپنی ہار کہ اعتراف آپکی آنکھوں میں دیکھ کر کرنا ہے۔ اور اسکے لئے میں پندرہ دن اور انتظار کر سکتا ہوں۔ اپنا خیال رکھنا۔" اسکے لہجے میں صرف محبت تھی بے پناہ محبت۔

جو ابیشہ کو سرشار کر گئی۔

فون بند کر کے کمرے میں آکر بیڈ پر لیٹنے تک وہ غازان کو سوچے جا رہی تھی۔ اور اب بس اسی کو سوچنا تھا۔

اور پھر آخر پندرہ دن بعد ڈل گولڈ لہنگے میں دلہن کے روپ میں پور پور سجی وہ غازان کے نکاح میں آچکی تھی۔

سب چہروں پر خوشی بکھری تھی۔ نتاشا اپنے شوہر کے ساتھ موجود تھی۔ زنیرہ جو آجکل ایک این جی او چلا رہی تھی۔ وہ بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ موجود ابیشہ کی خوشیوں کے لئے دعا گو تھی۔ ہر دل میں اسکے لئے صرف دعائیں تھیں۔

نکاح کے بعد جس لمحے اسے غازان کے ساتھ بٹھانے کے لئے اسٹیج پر لایا گیا۔ تب رومان نے دوست ہونے کا حق ادا کرتے فرید صاحب کے ساتھ اسپاٹ لائٹ میں اسٹیج تک لانے میں مدد کی۔

exponovels

رومان اور فرید صاحب کا ہاتھ تھامے وہ ہر بڑھتے قدم کے ساتھ اپنی دھڑکنیں بھی بڑھتی ہوئی محسوس کر رہی تھی۔

ان پندرہ دنوں میں غازان نے اسے دوبارہ فون نہیں کیا تھا۔

ابیشہ زندگی میں کبھی نہیں گھبرائی تھی اور غازان سے تو کبھی نہیں مگر آج اسکا سارا اعتماد کہیں جا سویا تھا۔

اسٹیج پر بلیک سوٹ میں ملبوس شہزادوں کی سے ی آن بان میں موجود غاوان کے ساتھ بیٹھنے تک وہ غائب دماغ تھی۔

سب کچھ خواب سا لگ رہا تھا۔

دس سال بعد پندرہ دنوں میں اسکی زندگی یوں بدل جائے گی یہ تو اسکے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

غازان اسکی رگ رگ سے واقف تھا۔اسکی غائب دماغی اور گبھراہٹ محسوس کر گیا تھا۔

سب سے نظر بچا کر اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر گویا اسکا اعتماد بحال کرنے کی کوشش کی۔

ایک بے ضرر سے عاشق سے گھبرا رہی ہیں۔ میں تو اس لمحے کے انتظار میں ہوں جب آپکے سامنے سر تسلیم خم کروں۔ مجھے اس ابیشہ کی" جھلک دیکھنی ہے جو میرے لئے بڑے بڑے سورماؤں کے سامنے ڈٹ گئی۔"غازان کی آنکھوں سے پھوٹتی روشنی اور محبت کی جھلک ابیشہ کو پر سکون کر گئی۔

ہولے سے مسکرائی۔

کسی کی مسکراہٹ اتنی بھی جان لیوا ہو سکتی ہے غازان کو یہ آج معلوم ہوا تھا۔

دس سال پہلے بس میں وہ اسکی آنکھوں کی نمی کے آگے دل ہار گیا تھا اور آج اس مسکراہٹ نے تو جیسے اسے سر سے پاؤں تک جکڑ لیا تھا۔

روح تو اسکی تھی ہی آج پورا وجود بھی ابیشہ کا ہو گیا تھا

غازان کی نظر اس سے ہٹنے کو انکاری تھی۔ مگر اتنے سارے لوگوں کی موجودگی کا خیال بھی کرنا تھا۔

کچھ دقت سے وہ اس پر سے نظر ہٹانے میں کامیاب ہو ہی گیا۔

رخصتی کے وقت وہ جو نہ رونے کا ارادہ رکھے ہوئے تھی۔

فرید صاحب کے گلے لگ کر خود پر قابو نہ پا سکی۔

غازان کے لئے اسے روتا دیکھنا بے حد مشکل تھا۔

لب بھینچ کر اس نے ابیشہ پر سے نگاہ ہٹائی۔

exponovels

کہیں تو بھی رونے تو نہیں لگا" روماں کو اس لمحے میں بھی مذاق سوج رہا تھا۔ "

غازان کے چہرے پر بڑھنے والی سنجیدگی دیکھ کر اس نے قریب ہو کر سرگوشی کی۔

غازان نے خاموشی سے بس ایک گھوری ڈالنے پر اکتفا کیا۔

فروا نے ابیشہ فرید صاحب سے الگ کر کے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

گاڑی میں بٹھا کر وہ خود بھی اسی گاڑی میں ابیشہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔

گاڑی رومان ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر غازان براجمان تھا۔

سکندر اور شفق دوسری گاڑی میں آ رہے تھے۔

ابیشہ کے چہرے پر چادر کی مدد سے بڑا سا گھونگھٹ نکالا گیا تھا۔

اسکی سسکیاں بھی اب رک چکی تھیں۔

وہ ابھی زیادہ دور تک نہیں آئے تھے کہ چھما چھم بارش برسنے لگی اور بارش بھی طوفانی بارش تھی۔

رومان کو اتنے اندھیرے اور تیز ہوا کے سبب ڈرائیو کرنے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔

اس نے گاڑی کی اسپیڈ کم کر دی۔

رومان تیز چلائیں تاکہ جلدی گھر پہنچیں" فروا نے تفکر آمیز لہجے میں کہا۔ "

یار اس قدر پانی ہے نظر ہی نہیں آ رہا اسپیڈ بریکر یا کوئی گڑھا کہاں ہے۔ اسے لئے میں نے گاڑی آہستہ کر دی ہے" رومان نے مسئلہ بیان " کیا اور در حقیقت اس قدر بارش تھی کہ سڑکیں یکایک پانی سے بھر رہی تھیں۔

گاڑی تھوڑا تھوڑا جھٹکا کھانے لگی۔

اور آخر شدید پانی پڑھنے کے سبب انجن بند ہو گیا۔

یہ کیا ہوا ہے" غازان نے رومان کی جانب دیکھا۔ "

انجن بند ہو گیا ہے بھائی" وہ دونوں ہاتھ اسٹیرنگ پر ہولے سے مار کر بولا۔ "

تو چلے گا کب؟" اس نے جھنجھلا کر پوچھا۔ "

بھائی نجومی تو ہوں نہیں۔ بارش بھی تیز ہے ذرا سی ہلکی ہوتی ہے تو نکل کر دیکھتا ہوں" رومان نے کندھے اچکا کر کہا۔ "

بیٹا تیرا کوئی کام تاخیر کے بغیر کبھی نہیں ہوا۔ تو نے محبت کا یقین کرنے میں دس سال لگائے۔ اور اب دیکھ لے۔۔۔۔ پھر سے "

تاخیر۔۔۔۔" وہ برابر غازان کو تنگ کئے جا رہا تھا جو یہ سوچنے میں مگن تھا کہ یہاں سے نکلنے کی صورتحال کیسے کی جائے۔

رومان نے شیشہ اتار کر بارش کی تیزی کو چیک کیا۔

بارش ذرا سی ہلکی پڑ چکی تھی۔

چل بھئی اب نکل کر دیکھتا ہوں" غازان سے مخاطب ہوتا وہ باہر نکلا۔ "

بونٹ اٹھا کر چیک کیا مگر ایسی خرابی ہو چکی تھی جو گاڑی کو چلانے میں ناکام تھی۔

یار مسئلہ زیادہ ہو گیا ہے۔ یہ تو اب آن نہیں ہو گی۔ لہذا دوسری گاڑی منگوانی پڑے گی۔ اور اسکے لئے اب تمہیں مزید صبر سے کام لینا"

پڑے گا۔" رومان گھر فون کرتا ہوا بولا۔ تا کہ کوئی کزن گاڑی لے کر آئے۔

یار گاڑی بند ہو چکی ہے۔ تم آ کر غازان، ابیشہ اور فروا کو تو لے جاؤ۔ میں کسی کو بلوا کر چیک کرواتا ہوں" دوسری جانب فون اٹھانے کے "

بعد اس نے تفصیل بتائی۔

کیا۔۔۔۔۔ اچھا چلو ٹھیک ہے" مایوسی سے اس نے فون بند کیا۔ "

کیا ہوا؟" فروا نے پوچھنے میں پہل کی۔ "

آدھے پونے گھنٹے تک کوئی لینے آئے گا۔۔۔ چل غازان تیری شادی کی خوشی میں گانے ہی گا لیتے ہیں۔ اور تو کچھ کر نہیں سکتے" وہ شروع "

ہوتے بولا۔

غازان نے کوئی جواب نہیں دیا۔

موبائل نکالا اور میسج کر کے موبائل پر 'کریم' کی سروس آن کر کے اپنے قریب موجود کسی گاڑی کا اسٹیٹس دیکھنے لگا۔

ابیشہ کو موبائل میں وائبریشن محسوس ہوئی۔

رومان اور فروا اپنی باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

کیا آپکو مجھ پر اعتماد ہے؟" غازان کا میسج پڑھ کر وہ الجھن کا شکار ہوئی۔ "

آپ پر تو سب سے زیادہ اعتماد ہے" اس نے جوابی میسج کیا۔ "

جہاں بھی لے جاؤں جائیں گی؟" ایک اور سوال۔ کیا وہ اسکی محبت کو آزما رہا تھا۔ "

exponovels

ایک دلکش مسکراہٹ اسکے چہرے پر بکھری۔

اب آپ جہاں بھی لے جائیں آپ ہی کے ساتھ جانا ہے۔پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی"ابیشہ نے میسج ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔ "

تھوڑی دیر بعد ایک اور گاڑی انکے قریب رکی۔

تم دونوں آدھے پونے گھنٹے بعد جاتے رہنا۔میرا ابیشہ کو لے جارہاہوں"غازان نے اپنی جانب کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "

فروا اور رومان تو ہکا بکا رہ گ ئے۔یہ اچانک کیا ہوا

ارے کہاں جارہاہے"وہ چلایا۔ "

فی الحال کسی بھی ہوٹل میں کہ اس سے زیادہ میں یہاں ٹھہر نہیں سکتا۔"غازان کی بات پر ابیشہ کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔"

اور وہ سجاوٹ جو میں نے جی جان سے تیرے کمرے کی کی ہے"رومان دہائی دینے لگا۔ "

غازان تب تک ابیشہ کی جانب آکر اسکی طرف کا دروازہ کھول چکا تھا۔

اسے ہم کل سراہیں گے"ہنستے ہوئے ابیشہ کا ہاتھ تھامتے وہ دوسری گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔ "

بھائی کہاں جانا ہے"گاڑی والے نے پوچھا۔ "

"پی سی"

پندرہ منٹ بعد وہ دونوں پی سی کے ریسیپشن پر تھے۔

ایک روم چاہئیے"وہ ریسیپشنسٹ سے مخاطب ہوا جو اسکے ساتھ ایک دلہن کے کپڑوں میں ملبوس لڑکی کو دیکھ کر حیران ہوئی۔ "

بے شک ابیشہ کا چہرہ اب بھی گھونگھٹ کی اوٹ میں تھا پھر بھی اسکے کپڑے اور ہاتھوں کی مہندی اور چوڑیاں بتارہے تھے کہ وہ دلہن ہے۔

ابیشہ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ لوگ اس وقت اسے دیکھ کر کیا سوچیں گے۔

اسے پرواہ تھی تو صرف غازان کی جس نے اسکی آزمائش چاہی تھی۔

چابی ملنے کے بعد وہ خاموشی سے اس کا ہاتھ تھامے اسکے پیچھے چل رہی تھی۔

لفٹ کے ذریعے وہ دونوں تیسری منزل پر پہنچے۔

exponovels

کاریڈور سے گزر کے ایک کمرے کے سامنے غازان رکا۔

چابی گھما کر اس نے دروازہ کھولا۔

اندر داخل ہو کر لائٹس آن کرنے کے بعد اس نے کوٹ اور ٹائی اتار کر سائیڈ پر رکھی۔

ابیشہ تب تک گھونگھٹ الٹ چادر بیڈ پر رکھ کر کمرے میں موجود کھڑکی سے باہر بارش کو دیکھنے لگی۔ جس میں پھر سے تیزی آچکی تھی۔

غازان خاموشی سے بازو سینے پر لپیٹے اسکے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

وہ بے خبر تھی۔

میرے لئے یہ سب کیوں کیا؟" کچھ لمحے خاموشی کی نظر کرنے کے بعد غازان اس سے مخاطب ہوا۔"

ابیشہ نے دھیرے سے مڑ کر رخ اسکی جانب کیا۔

جسکی نگاہیں اب اسے چہرے کی خوبصورتی کو خاموشی کی زبان میں خراج بخش رہی تھیں۔

آپ نے ایک مرتبہ کہا تھا جب اللہ نے کسی کی مدد کرنی ہوتی ہے تو وہ لوگوں کو چن کر انکی مدد پر مامور کرتا ہے۔ وہ چاہے کوئی بھی ہو اللہ" نے اپنے بندے کی مدد کروانی ہی ہوتی ہے۔ تو آپکے معاملے میں بھی اللہ نے مجھے چنا تھا۔ وہ پھر چاہے میں ہوتی یا کوئی اور اللہ نے آپکی مدد کروانی ہی تھی" اسکے شرٹ کے بٹنز دیکھتے وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوئی۔

کیا اس سب میں محبت کہیں نہیں تھی؟" غازان کے سوال پر وہ ہولے سے مسکرائی۔"

عجیب سا اضطراب تھا اس سوال میں۔

غازان مجھے کبھی آپ سے محبت نہیں رہی" ابیشہ کے جواب پر وہ چند لمحوں کے لئے کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا۔ اب کی بار اس نے نظر" اٹھا کر غازان کے فق چہرے کو دیکھا۔

مجھے تو آپ سے عشق تھا اور عشق کوئی تکلیف، کوئی ناممکن اور وقت کے کوئی فرعون نہیں دیکھتا۔ وہ تو اپنے عاشق کے لئے بس ڈٹ جاتا" ہے مر جاتا ہے" ابیشہ کا اعتراف اسکے اعصاب پر باہر ہونے والی پھوار کی طرح برسا۔

آہستگی سے ہاتھ اسکی کمر کے گرد مضبوط کر کے اپنے قریب کیا۔

یہ ادراک کب ہوا؟" آج وہ سب اعتراف سننا چاہتا تھا۔ "

جب آپ پر تہمت لگی۔ سب نے آپکو قصوروار سمجھا مگر نجانے کیوں مجھے آپ کے باکردار ہونے پر ہلکا سا بھی شبہ نہیں ہوا۔ جس شخص"

exponovels

نے میرے نمبر کا کبھی غلط استعمال نہیں کیا، میرے اس پر اندھا اعتماد کر لینے کو کبھی اپنے مفاد کے لئے استعمال نہیں کیا، جس نے مجھ سے رات کے پہر میں فون پر کبھی کام کی بات کے علاوہ دو نمبر دوستی اور جھوٹی محبت جیسی کوئی گفتگو نہیں کی، جس نے میری تصویر فیرویل والی رات لینے کے بعد اسے سب سے چھپا کر رکھا۔ اور جو آج بھی اسکے موبائل کے وال پیپر کی زینت ہے۔ اس شخص پر میں اعتبار کیسے نہ کرتی۔۔ پھر دنیا کی کروڑوں شہادتیں بھی کوئی لے آتا میں اس شخص کو کبھی بد کردار نہ جانتی۔" اسکے ماں باپ کی معافی، ہر اس بندے کی معافی جو اسے برے کردار کا جانتے تھے۔ وہ سب ایک غازان کو وہ سکون قلب نہ دے سکے جو ابیشہ کے الفاظ دے رہے تھے۔

کیسی محبت تھی اسکی سچ کہا تھا رومان نے اتنی شفاف محبت اس سے کبھی کوئی اور نہیں کر سکتا۔

اور اگر جو میں ان دس سالوں میں کسی اور کا ہو جاتا؟" غازان نے اسے پھر مشکل میں ڈالنا چاہا۔ "

نظریں اسکے ایک ایک نقش کو دل میں اتار رہی تھیں۔

وہ پھر مسکرائی۔

غازان محبت میں جسم کی خواہش ہوتی ہے عشق تو صرف روح کا خواہشمند ہوتا ہے۔ میں نے آپکو پانے کی کبھی چاہ نہیں کی میں نے ہمیشہ " آپکی خوشی کی دعا کی ہے۔ اور وہ خوشی مجھ سے ملتی یا کسی اور سے میرے لئے یہی بہت ہوتا کہ آپ پر سکون اور خوشیوں سے بھرپور زندگی گزار رہے ہیں۔ پتہ ہے غازان عشق میں عاشق کی محبت کے ساتھ بھی محبت ہو جاتی ہے۔ وہ محبت پھر چاہے عاشق کے کسی بھی چاہے والی یا چاہے جانے والے سے ہو۔ آپکی بیوی کوئی بھی ہوتی مجھے اس سے بھی محبت ہوتی۔ عشق حاسد کرنا نہیں سکھاتا۔۔ وہ تو بس خوشی کا خواہاں ہوتا ہے۔ یہ محبت ہے جس میں قرب کی خواہش ہوتی ہے وصال کی خواش ہوتی ہے۔ اسی لئے یہ ہمیشہ نہیں رہتی۔ اور مجھے آپ سے صرف عشق ہی کرنا تھا اور ہمیشہ کرتے ہی رہنا تھا۔ یہ اللہ کی مہربانی ہے اسکا انعام ہے کہ اس نے مجھے آپکا قرب نصیب کیا۔

یہ مجھے نہ بھی ملتا میں تب بھی خوش تھی کہ میری روح آپکی ہے۔ میری روح کا عشق آپکا ہے۔" غازان نے بے اختیار ہو کر اسے خود میں بھینچا۔

اب وہ جان گیا تھا کہ دس سال بعد کون سی چیز اسے پاکستان کھینچ لائی ہے۔ یہ ابیشہ کا عشق تھا جس کا مزید امتحان اللہ کو لینا مقصود نہیں تھا اسی لئے وہ غازان کو واپس لایا۔ اسے انکا عشق پسند آیا اور اس نے ان کا ملاپ کیا۔

غازان نے لب اسکے ماتھے پر رکھ دیئے۔

وہ اب تک یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ ابیشہ سے بے حد محبت کرتا ہے مگر وہ واقعی مفتوح تھا اسکا عشق غازان سے جیت گیا تھا۔

exponovels

کیا کہوں"وہ واقعی بے بس تھا اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لے کر بولا۔ "

کچھ نہ کہیں بس میری ایک خواہش پوری کر دیں۔۔۔۔"ابیشہ نے اپنی بھنورہ آنکھیں اسکے محبت بھرے چہرے پر ٹکائیں۔ "

خواہش سے یاد آیا آپکی رونمائی کا گفٹ بھی نہیں ہے۔گھر میں ہے اب کل ہی دے سکوں گا"کچھ یاد کر کے وہ شرمندگی سے بولا۔ "

سمجھیں میری خواہش پوری ہو گی تو یہی میری رونمائی کا گفٹ ہے"اسکی بات پر غازان نے بھنویں سکیڑیں۔"

پھر اس کا ہاتھ تھام کر اسے بیڈ پر بٹھایا۔اس کے مقابل بیٹھ کر اسکے ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھامے۔

"اب بتاؤ"

مجھے رونمائی میں آپکا سکون چاہیئے اور وہ تب تک نہیں آئے گا جب تک آپ اپنی وہ تمام تکلیف دہ فیلنگز مجھ سے شئیر نہیں کریں گے جو" اس سب معاملے کے بعد آپ نے محسوس کیں۔غازان میں آپکے ساتھ اپنی نئی زندگی کا آغاز تب کروں گی جب آپ ذہنی اور قلبی طور پر پرسکون ہوں گے "غازان اللہ کا جتنا شکر ادا کرتا کم تھا جس نے اتنا وفادار ساتھی اس کے نصیب میں لکھا تھا۔

میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنی وہ تکلیف مجھ سے شئیر کریں جو آپ نے اب تک کسی کے ساتھ شئیر نہیں کی"امید آنکھوں میں لئے وہ" غازان کو دیکھ رہی تھی۔

سب حالات سے تو آپ واقف ہی ہو۔میں کیسے یہاں سے گیا اور پھر کیسے وہاں سروائیو کیا۔ "

بس ایک چیز ایسی تھی جس نے مجھے شدید تکلیف پہنچائی اور وہ میرے ماں باپ کی مجھ پر عدم اعتمادی تھی۔ابیشہ ہم محبت تو بڑی آسانی سے کر لیتے ہیں مگر وہ محبت ادا تب ہوتی ہے جب ہم اس رشتے پر اعتماد بھی اتنا ہی کریں۔ہر رشتے میں آزمائش ہے حتی کے ماں باپ کے لئے بھی۔اولاد کو صرف محبت دے دینا کافی نہیں اسے اتنا ہی اعتماد بھی دینا زیادہ اہم ہے۔

جس ایک چیز نے مجھے پاش پاش کیا۔میری پوری ہستی کو تہس نہس کر دیا وہ میری ماں کی بے اعتباری تھی۔

مائیں تو ایسی اولاد کو بھی بے قصور گردانتی ہیں جو کسی کا قتل ہی کر کے آیا ہو۔اور میں نے تو کچھ کیا بھی نہیں تھا۔

بس یہ ایک چیز مجھے اندر تک توڑ گئی۔

یہ تکلیف اب بھی کبھی کبھی میرے اندر جاگتی ہے۔

اسی لئے میں نے اٹل فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنی اولاد کو پہلے اعتماد دیں گے پھر محبت۔کہ یہی ہر رشتے کی بنیاد ہے تاکہ ان کی شخصیت کبھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہو"غازان کے چہرے سے اسکی اذیتیں ظاہر ہو رہی تھیں۔

اور ابیشہ یہی چاہتی تھی کہ ایک مرتبہ وہ اندر کا غبار نکال باہر کرے۔

کیونکہ حبس کے بعد ہی خوشگوار جھونکے آتے ہیں۔اور اب غازان کی زندگی میں بھی خوشگوار لمحے آنے والے تھے۔

تھینکس "وہ محبت سے اسے ایک نظر دیکھ کر بولی۔ "

آپ یہاں رہیں گے یا مجھے بھی وہاں لے جائیں گے "ابیشہ نے کچھ تشویش سے پوچھا۔ "

ابھی تو کہا تھا جہاں آپ لے جانا چاہیں میں آپکے ساتھ ہوں۔اتنی جلدی اپنی بات سے پھر بھی گئیں "غازان اب ریلیکس انداز میں" کہنی کے بل نیم دراز اسے اپنی نظروں سے پگھلانے کا ارادہ کر رہا تھا۔

اسکے اس قدر انہماک نے ابیشہ کو گھبرانے پر مجبور کیا۔

ویسے ابھی تو ہم کینیڈا جائیں گے۔ہنی مون بھی ہو جائے گا اور میں اپنا کام وائنڈاپ کر کے ہمیشہ کے لئے یہیں آجاؤں گا "اسکی بات پر " ابیشہ کے چہرے پر خوشی جھلکی۔

"شکر "

ویسے ایک بات ہے کرائم رپورٹر کیوں نہیں بنیں۔آپ میں گٹس تو بہت ہیں "غازان کے سوال پر اس نے خشمگیں نظروں سے اسے " دیکھا۔

میں کرائم رپورٹر صرف آپکے لئے بنی تھیں۔اور کسی کے معاملے میں میں اتنی ثابت قدمی کا مظاہرہ نہیں کر سکتی۔"آنکھیں جھکائے وہ" سچ بولی۔

میں کسی اور کے لئے آپکا یہ جنون برداشت کر بھی نہیں سکتا۔ابھی آپ سے صرف محبت ہے۔عشق کے مراحل آپکی ہمراہی میں طے" کروں گا تو پھر شاید اتنا پوزیسو نہ رہوں۔ابھی تو کسی کو آپکے پاس بھی برداشت نہیں کر سکتا "ابیشہ کے ہاتھوں پر محبت کی مہر ثبت کی۔

ویسے رومان بیچارا اپنی سیٹنگ کے بے کار جانے پر ہمیں گالیاں دے رہا ہو گا "ابیشہ نے اسکا دھیان خود پر سے ہٹانا چاہا۔ "

کیا آج رات ہم پوری دنیا پر تبصرہ کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔۔نکاح نامے پر ستخط کئے تھے کہ وزیر دفاع کی سیٹ کے لئے۔جوہر" مسئلے پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔لگے ہاتھوں آج ہی مسئلہ کشمیر بھی نہ حل کر لیں۔"اپنے جذبات کے یوں اگنور کئے جانے پر غازان جل کر بولا

چلیں یہ بھی کر لیتے ہیں "وہ شرارت سے اسے دیکھ کر بولی۔ "

exponovels

چلو پھر بارش ختم ہو چکی ہے گھر ہی چلیں۔شاید وہاں پر موجود ہمارے کمرے کے ماحول کا آپکی طبیعت پر خاطر خواہ اثر پڑے" وہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے پھر سے جلے کٹے لہجے میں بولا۔

افوہ آپ نے کیا نکاح نامے پر سائن مجھے دلہن کے روپ میں یہاں سے وہاں بھگانے کے لئے کئے تھے۔لگے ہاتھوں آج ہی کسی میراتھن" ریس میں بھی اسی لہنگے سمیت حصہ نہ لے لوں" وہ کہاں غازان سے کم تھی۔اسی کے لہجے میں بولی۔

ابھی بتاتا ہوں کہ نکاح نامے پر سائن میں نے کیوں کئے تھے" اسکی جانب بڑھتے ہوئے وہ معنی خیزی سے بولا۔ "

اسکی قربت میں ابیشہ کی بولتی صحیح معنوں میں بند ہوئی تھی۔

مگر محبت اور عشق نے اب بڑھتے چلے جانا تھا۔

ختم شد

exponovels